بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ وسیرت از ولادت تا شہادت مبارک

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تحریر و تحقیق

محمد عبد الخالق توکّلی

(ر) سینیئر سبجیکٹ سپیشلسٹ

دکان نمبر ۲۔
دربار مارکیٹ
لاہور
Voice: 042-7249515
0300-4306876

بفیضانِ کرم
حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت کرماں والے
آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اوکاڑہ
شمیمِ باغِ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
منظرِ بدرِ طریقت
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
سید صمصام علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
الحاج صوفی
برکت علی رحمۃ اللہ علیہ
زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت
زیرِ نگرانی
حاجی پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی
جملہ حقوق محفوظ ہیں
اشاعت 21 فروری 2010
قیمت 200 روپے

انتساب

ہر اس خوش نصیب کے نام جو نہایت عقیدت کے ساتھ سیرت طیبہ خلفائے راشدینj کا مطالعہ فرمائیں اور ان پاکباز ہستیوں کی اتباع کریں۔

عبدالخالق

مؤلف ذکر خیر 1 تا 5

فرمان الٰہی

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ط (پارہ ۲۶ الحجرات آیت ۳)

''یہی وہ لوگ ہیں مختص کرلیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کوتقویٰ کیلئے''

(ترجمہ وتفسیر ضیاء القرآن ج ۴)

''وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا ہے۔''

(ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان)

''یہ لوگ وہ ہیں جو آزمایا ہے اللہ نے دلوں ان کے کو واسطے پرہیزگاری کے۔'' (ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

''یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔'' (شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ)

نوٹ: اس آیت کریمہ میں اوّل تا آخر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ بمطابق جملہ علمائے حق۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے جس نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

''تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں۔'' (جامع ترمذی ج ۲)

اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

پیش لفظ

۱)...... ذکر و محبت صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر و محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ حدیث مقدسہ ہے کہ ''تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے'' سے ثابت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی اقتداء ہم پر لازم ہے اس لئے ان کے حالاتِ مقدسہ کا جاننا نہایت ضروری ہے اسی لئے اس ہیچمدان نے ان کے بارے میں کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے اور از ولادت تا وفات تمام حالات اشارۃً یا تفصیلاً لکھے ہیں۔ یہ ''تمتع زہر گوشہ یافتم'' کے مصداق ہے۔

۲)...... مسلمانوں کی پستی و ذلت کی وجہ محض اپنے دین و بانیٔ دین پسندیدہ اور کبائرِ اسلام (اصحابؓ و اولیاءؒ) کی تاریخ کو فراموش کرنا ہے۔ انہی کے حالاتِ خیر کے مطالعہ سے بیداری پیدا ہوتی ہے۔

۳)...... جو کچھ لکھا ہے بمطابق علمائے حق اہلسنّت والجماعت ہے وہی عرض کیا ہے جسے درست جانا ہے، کسی کی دلآزاری بخدا تعالیٰ قطعاً مقصود نہیں ہے۔ البتہ خوشنودیٔ حق تعالیٰ مطلب ہے!

حافظ نہیں ہے شہرتِ دنیا کی آرزو
مقصود ہے رضائے حبیب خدا مجھے

۴)...... کمترین کو اپنی بے مائیگی کا مکمل احساس ہے۔ قارئین سے التجا ہے عفو و کرم فرماتے ہوئے دعائے خیر اور رہنمائی ہی سے نوازیں گے۔ السعی

منّی والاتمام من اللّٰہ وما توفیقی الا باللہ۔

۵)...... یقین ہے ہر قسم کا قاری کچھ نہ کچھ معلوماتی وتحقیقاتی مواد ضرور پائے گا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے!

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

۶)...... اس کے علاوہ ذکر خیر ﴿۱﴾ عنوان بے مثل ولادت سیرت طیبہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر خیر ﴿۲﴾ المعروف بہ سیرت طیبہ امہات المومنین، اولادِ امجادؓ، عزیز واقاربؓ، خاص احباب و خدامؓ گلستانِ نبوت کی مہکتی کلیاںؓ، ذکر خیر ﴿۴﴾ المعروف بہ سیرتِ طیبہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وتلخیص بعض مکتوبات شریف ذکر خیر ﴿۵﴾ متفرق المعروف بہ تعلیمات ارباب سیرت (توحید و رسالت، انبیاء، صحابہ، اولیاء، اخلاق حسنہ، دینی اسلامی معلومات و مسائل، امراض جسمانی و روحانی کا علاج از قرآن و حدیث) پر مشتمل ہے۔ بندۂ ناچیز نے پانچوں مسودات ایک ہی ساتھ تیار کئے ہیں اسی لئے علماء وفضلا نے مشترکہ ہی اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے اور اکثریت نے اس کارِ خیر کو دینی انسائیکلوپیڈیا قرار فرمایا ہے۔

۷)...... ربّ العزت شب و روز کی محنت کو شرفِ قبولیت بخشے اور مسلمانانِ عالم کی امداد فرمائے۔

رہا رات دن یہی مشغلہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

کمترین محمد عبدالخالق توکلی

تاثرات

جن بزرگوار ہستیوں نے ذکر خیر ۱ تا ۵ پر مشترکہ اپنے خیالاتِ عالیہ کا اظہار فرمایا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱)...... حضرت صاحبزادہ محمد احمد ایم ایس سی خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف، منڈی بہاؤالدین

۲)...... حضرت صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی انجینئر ایم بی اے گولڈ میڈلسٹ، خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف

۳)...... حضرت صاحبزادہ رفیع الدین پرنسپل جی سی بھلوال، خانقاہ معظم آباد شریف (معظمی سیالوی)

۴)...... حضرت صاحبزادہ شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام منہاج القرآن سیکرٹریٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

۵)...... حضرت صاحبزادہ سعید الحسن شاہ خطیب پاکستان علامہ دبانی ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر۔ب فیصل آباد

۶)...... حضرت جناب علامہ سید پیر غلام دستگیر زیدی، گلستان کالونی فیصل آباد

۷)...... حضرت جناب قاری ڈاکٹر پروفیسر محمد اقبال صدر شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۸)...... جناب میاں فقیر محمد ندیم باری، صدارتی ایوارڈز یافتہ و مصنف بے شمار کتب اسلامیہ وادیب ومقرر بے مثل

۹)...... جناب صاحبزادہ عابد حسن صدر شعبہ اسلامیات وعربی میونسپل ڈگری

کالج فیصل آباد

۱۰)...... ڈاکٹر پروفیسر محمد فاروق قریشی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۱۱)...... جناب محمد اسلم منہاس ریٹائرڈ مجسٹریٹ فیصل آباد

۱۲)...... جناب محمد اشرف عارف، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۳)...... جناب مبارک حسین ڈار، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۴)...... جناب نذر محی الدین نذر جالندھری، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۵)...... میاں عبدالمجید نقشبندی ایم اے ایم ایڈ پرنسپل جی سی یونیورسٹی برائے اساتذہ فیصل آباد

۱۶)...... جناب محمد صادق، پرنسپل الصادق ماڈل ہائی سکول سابق صدر اساتذہ پنجاب

۱۷)...... ڈاکٹر محمد یعقوب، ماہر تعلیم و عظیم مبلغ اسلام جی۔ایم۔آباد فیصل آباد

۱۸)...... رانا عبدالرؤف، ایم اے، ایم ایڈ، ایل ایل بی فیصل آباد

۱۹)...... صوفی محمد ظفر اقبال نقشبندی خلیفۂ مجاز چورہ شریف

۲۰)...... رانا محمد ابراہیم ساجد ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری تعلیمی بورڈ فیصل آباد

۲۱)...... قاری صاحبزادہ مزمل حسین شاہ گیلانی، خطیب پاکستان فیصل آباد

۲۲)...... قاری علامہ ریاض حسین سیالوی خطیب و ڈپٹی سیکرٹری مجلس دعوۃ الاسلامیہ سیال شریف

۲۳)......قاری و خطیب محمد رضا امین سیفی مجددی فیصل آباد

''ہر سطح کے قاری کو اس کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرنے والے حسین ترین گلدستے ذکر خیر ۱ تا ۵ کو فقط کتاب کہنا اور سمجھنا شاید زیادتی ہوگی۔ یہ ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔

کاش پنجاب کے تعلیمی برزجمہروں اور بڑے بڑے اداروں کو جناب توکلی کے علمی مقام اور ان کی کاوش کی خبر ہوتی اور وہ اسے خود چھپوانے کا بندوبست کرتے، تا کہ سرکاری سرپرستی میں یہ کتاب ہر پیاسے تک پہنچ سکتی۔''

اجمالی فہرست

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

باب اوّل

- حمد۔نعت۔مناجات
- ابتدائی حالات طیبہ۔اولادِ جناب عبدالمطلب
- ولادتِ طیبہ۔پرورش
- قبول اسلام۔شبِ ہجرت
- دینی خدمات
- عقد مبارک
- خلفائے ثلاثہؓ کے دور میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعد وعلیٰ اٰلِہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

تمام خوبیوں کی وہ ذات حق سبحانہٗ ہی مستحق ہے جس نے آسمان نبوت کو چمکتے ہوئے آفتاب اور دمکتے ہوئے ماہتاب سے منور فرمایا اور شگوفہ ہائے رسالت کے پردوں سے اک تازہ پھل اور تابدار پھول ظاہر فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اس ذات کا نام ہی برکت والا ہے اور اس کی ذات اقدس کی کلام ہر نقص سے پاک اور تام ہے۔

وہی ذات ازل سے تا ابد محمود ہے...... اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور اس کے ایسے رسول ہیں جنہوں نے ملائکہ قضا و قدر کی قلموں کی آواز سنی قیامت کے دن بھی آپ ہی کے نام کا اعلان کیا جائے گا ایک سال کی بکری نے جو ابھی دودھ کے قابل نہ تھی آپ کی خدمت میں تھنوں سے دودھ پیش کیا لکڑی کا ایک ستون جسے اُستنِ حنانہ سے یاد کیا جاتا ہے آپ کے فراق میں رویا آپ ہی کی انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی بہا آپ ہی کا کمال تھا کہ اشارہ کرتے ہی آسمان پر بادل چھا جاتے اور موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی پنگھوڑے میں آپ سے چاند پیاری پیاری باتیں کرتا آپ کی دعوت پر دروازوں کی چوکھٹوں اور مکان کی دیواریں ایمان لائیں اور تعمیل ارشاد کرتیں درود پاک ہماری زبان پر جاری ہو رحمتیں نازل ہوں آپ کی آل اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں دشمنوں کے مقابلے میں شیرِ نر ہیں سخاوت میں بادلوں کی طرح ہیں۔

(ذکر خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم المعروف بہ خصائص الکبریٰ مصنف علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مترجم حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی رحمۃ اللہ علیہ)

حمد باری تعالیٰ

حمد چراغ دلاں تاریکاں مشعل شب دیجوراں
ہر ہر ذرہ جس تھیں چمکیا وچہ اقرار قصوراں
عجز کمال خدا دی حمدوں ہر ذرہ اقراری
دم دم لکھ لکھ لُوں لُوں حمدوں تھی ایہ نہ شکر گزاری
پاک منزہ خالق عالم باہجہ مثال نظیروں
اس دا شکر نہ قدر بندے داعقلاں دی تدبیروں
کھول اکھیں ٹُد حال کیائی دیکھ ذرا کتِ آئیوں
کس گھلیوں کتِ کارے آیوں تے کی پاس لیائیوں
اے غدار نہ ہار قراروں انت پچھوں ہتھ مَلنا
کِتوں چلیوں کدھر چلنا کس سنگت وچہ رَلنا

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم سایہ عالی قامت سایوں خالی
خوشبو عرق بدل سرسایہ پاک لعاب نہ لالی
سینہ پاک منور نشرح نور اکھیں مازاغوں
انور اکھیں مہر نبوت روشن نور چراغوں
رحمت نور جہاں کھلارے مرضاں دلاں گوائیاں
ڈبدیاں جاندیاں کڈھ کرم تھیں بیڑیاں بنے لایاں
سب تھیں اوّل بعد بنیاں صدیقاں وچ اکبر

ابو بکر بن ابی قحافہؓ نائب جائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
عمرؓ خطاب خلیفہ ثانی اوہ فاروق پیارا
جس دی تیغ عدالت والی کیتا قتل کفارا
ذوالنورین کرم داپورا اوہ عثمان حقانیؓ
حلم حیا غِنا سخاوں ہور نہ اس داثانی
چوتھا زوجؓ تبولؓ بہادر بوطالب گھر جایا
اسد اللہ الغالب غازی علیؓ جو عالی پایا
حسنؓ حسینؓ دو صاجبزادے شاہ بہشت جواناں
زہراؓ بنت نبی دے جائے انہاں وڈیریاں شاناں
(احسن القصص ۱۳۴۴ھ مصنف مولانا علام رسول عالم پوری رحمۃ اللہ علیہ)

مناجات(۱)

یا الٰہی یوم محشر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو
شافع روزِ جزامل صلِ علےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سوا نیزے پہ آئے آفتاب
تاجِ فرق مرسلانِ انبیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو
جب چلیں دنیا سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یا الٰہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو یارو جانشینؓ
یعنی صدیقؓ دو عالم پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی عدل جن کا خلق میں مشہور ہے
حضرت فاروق اعظمؓ بے ریا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو ہیں ذوالنورین دامادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی عثمان غنیؓ ذوالحیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی حوضِ کوثر پر بوقت تشنگی
ساقی کوثر علی المرتضیٰؓ کا ساتھ ہو

یا الٰہی وقتِ مشکل حافظِ ناکام کو
اپنے پیر و مرشدانِ راہنما کا ساتھ ہو

(جناب حافظ جھنڈا)

مناجات (۲)

فضل کر یارب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
سید کونین شاہِ انبیاء کے واسطے

دور کر رنج دِلی سے ہے سخت مجھ کو بے کلی
اُس شہہ صدیق اکبرؓ با وفا کے واسطے

فیض کے ہاتھوں سے مجھ کو میوۂ مقصد کھلا
اُس عمر فاروقؓ عادل بے ریا کے واسطے

دو جہان میں حضرت عثمانؓ کی رو سے مُجھے
مت خجل کیجئے اُس صاحبِ لواء کے واسطے

ہے تیرے دربار عالی میں میری یہ التجا
حل ہو مشکل میری مشکل کشا کے واسطے

دے خوشی دل کو میری سر سبز کر نخلِ مراد
اُس جگر خستہ حسنینؓ صاحبِ لواء کے واسطے

بلبل باغ مدینہ قرۃ العین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی بی بی فاطمہؓ فخر النساء کے واسطے

(جناب حافظ جھنڈا)

رحم کر خدا ذاتِ خدا کے واسطے
شافعِ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
بہرِ ابوبکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ اصحاب کلؓ
اہلبیت حسنینؓ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

(ازشجرہ طیبہ مجددیہ،توکلیہ،مجوبیہ،صدیقیہ سیداشریف)

مناجات(۳)

(دعائیہ اشعار)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادئی دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑھے محشر میں شور دار دگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہوا

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہہِ جودو عطا کا ساتھ ہو

84745

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم ہیں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کو دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتاب ہاشمی نور الھدٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پہ چلنا پڑے
رب سَلِم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

نعت شریف (مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

زمانے میں چمکا ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہوئی رو کشِ صبح شام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ پہنچے وہاں جبریل امین بھی
بلند اس قدر ہے مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میرا منہ لیا چوم روح الامین نے
لیا میں نے جس وقت نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پلایا ہے بھر بھر کے ساقی نے مجھ کو
خدا کے خمستان سے جامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقط دو حقائق پہ دنیا ہے قائم
بقائے خدا و دوامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(ظفر علی خان مرحوم)

ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاند تو اصحابؓ ہیں تارے سارے

ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاند تو اصحابؓ ہیں ستارے سارے
رہبر ہیں یہ اللہ کے پیارے سارے
نورِ احمد سے جہان تاب ہیں خورشید و قمر
اور اسی نور سے روشن ہیں ستارے سارے
تھا عرب بگڑا ، عجم بگڑا زمانہ بگڑا
جو بھی بگڑے تھے محمد نے سنوارے سارے
مثلِ بوجہل و ابو لہب جو دشمن اُٹھے
زندگی ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گئے مارے سارے
وہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور و عثمانؓ و علیؓ
خدمتِ دین سے ہیں مخدوم ہمارے سارے
یہی اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے واللہ
طاعتِ حق میں ہی ایام گذارے سارے

سعدؓ و خالدؓ سے جری جب ہوئے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام
جتنے پھر آئے عدو سامنے ہارے سارے دشمن

اہل بیت احمدِ مرسل کے ہیں کشتی کی مثال
رہنما اس کے صحابہؓ ہیں یہ تارے سارے

بڑھ کے اس کشتی پہ ان تاروں کو رہبر پکڑا
اہل کشتی لگے بامن کنارے سارے

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نہیں خوفِ حوادث ہرگز!
جیتے ہیں دہر میں ہم تیرے سہارے سارے

کیوں رکھے نام حامد نہ امیر بخشش
اُمتی جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیں پیارے سارے

(غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ)

ہر دو عالم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہے ضرورت تیری

ہر دو عالم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ضرورت تیری
سارے سنسار کو مطلوب ہے رحمت تیری

سارے نبیوں سے تیرا مرتبہ ہے جبکہ بڑا
کیوں نہ رتبے میں بڑھے خلق سے امت تیری

صدق صدیقؓ کو بخشا تو عمرؓ کو سطوت
اور عثمانؓ کو حیا بھی ہے عنایت تیری

سعدؓ اور حیدرؓ و خالدؓ کی دلیری ساری
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی حقیقت میں کرامت تیری

تاابد بن گئے وہ دونوں مصاحب تیرے
کی جنہوں نے تھی بڑی دین میں خدمت تیری

اس قدر صاف تھا صدیقؓ کا آئینہ دِل
کہ بیک دم ہوئی نقش اس میں صداقت تیری

تیرے صدیقؓ کا ہمنام ابوبکر ہے یہ
جاگزیں قلب میں کیوں ہو نہ عقیدت تیری

(صاحبزادہ محمد ابوبکر ہاشمی)

رباعیات نعتیہ

پیش از ہمہ شاہانِ غیور آمدہ
ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ
اے ختم رسل قربِ تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہِ دوُر آمدہ

نہ بود عالم و آدم کہ بود جوہر تو
نہ بود چرخ کہ می جست برقِ اختر تو
خدائے نغمہ لولاک کرو نعت ترا
توئی پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم حق، انبیا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو

سیرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خاندانی تعارف:

ولادت طیبہ ۲ یا ۱۵ رجب المرجب ۲۳ قبل از ہجرت مدینہ منورہ شہادت

عُظمیٰ ۲۱ یا ۲۲ رمضان المبارک ۴۰ ھ

خواجہ عبد المطلب کے فرزند ارجمند جناب ابو طالب کے لختِ جگر۔ جناب عبد المطلب کی چھ ازواج پندرہ صاحبزادے چھ صاحبزادیاں تھیں بعض مورخین کے نزدیک بارہ بیٹے تھے سات صاحبزادگان کے حالات کا تعلق اسلامی تاریخ سے ہے۔

جناب ابو طالب کے برادران:

۱) حارث ان کے چاروں فرزند نوفل، عبداللہ، ربیعہ، ابوسفیان مغیرہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔نوفل رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عبداللہ کو خطاب سعید بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ربیع انہی کا اسم گرامی فتح مکہ معظّمہ کے خطبہ میں نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا ابوسفیان مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ سیدنا رحمتِ عالیان صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں غزوہ حنین میں رکاب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علیحدہ ہی نہیں ہوئے تھے ان کے فرزند بھی صحابی ہیں۔

۲) سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء اسد اللہ و رسولہٗ، امیر المومنین ان کے خطاب ہیں ان کے دو فرزند رضی اللہ عنہم اور دو لڑکیاں رضی اللہ عنہما تھیں۔

۳) ابولہب غزوہ بدر سے آٹھ دن بعد مرض طاعون سے ہلاک ہوا تین دن تک اس کا جُثہ سڑتا رہا تمام پڑوسی تکلیف پانے گئے (بدبو سے) تب اس کے اقارب نے لمبی لمبی لکڑیوں سے سے چارپائی سے نیچے گرا کر اتنے پتھر اس ناپاک لاش پر پھینکے کہ لاش چھپ گئی ایک مکمل سورت اللہب ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت میں نال ہوئی اس کے دو بیٹے بحالت کفر بُری طرح تباہ ہوئے اور دو بیٹے عقبہ اور معقب رضی اللہ عنہم عام الفتح

کو مسلما ہو کر غزوہ حنین میں ہمرکاب رسول اللہ ﷺ ہوئے ابولہب کی بیٹی درہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہوئیں ان سے احادیث بھی مروی ہیں۔

۴) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ (برادر جناب ابو طالب) عم النبی ﷺ ان کی والدہ پہلی عربی خاتون تھیں جنہوں نے بیت الحرام کو حریر اور دیباج کا لباس پہنایا ان کے چھ فرزند رضی اللہ عنہم اور ایک دختر رضی اللہ عنہا امّ الفضل رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں عون رضی اللہ عنہا ایک دوسری بیوی سے ہے۔

۵) جناب زبیر اعلان نبوت سے پہلے فوت ہوئے نہایت نیک تھے۔

۶) سیدنا عبد اللہ والد النبی ﷺ اور برادر حضرت ابو طالب (تمام برادرانِ ابو طالب کا حال الراقم نے نہیں لکھا)

۷) جناب والدِ محترم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم۔

ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں:

۱) عقیل رضی اللہ عنہ انہی کے فرزند سیدنا مُسلم رضی اللہ عنہ سیدنا مُسلم رضی اللہ عنہ سیدنا امام عالی مقام جناب حسین رضی اللہ عنہ کے نائب ہو کر کوفہ گئے تھے وہیں دو دو فرزندان شہید کر دیئے گئے عقیل رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے اور تین پوتے کربلا میں شہید ہوئے نسلِ پاک موجود ہے۔

۲) دوسرے بیٹے جعفر طیار رضی اللہ عنہ ان کے جنگ مؤتہ میں دونوں بازو جڑے سے کٹ گئے تھے جسم اطہر کے سامنے کی جانب نوے ۹۰ کاری زخم تھے بعد از شہادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جنت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔ حدیث مبارکہ ہے:

.........اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ.........

”جعفر رضی اللہ عنہ تم صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو“

(صحیح بخاری)

سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بعض پوتوں کی نسل کثیر موجود ہے۔

۳) طالب رضی اللہ عنہ ایک روایت کے مطابق طالب صحابی ہیں

۴) سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ امام ہادی انام ابوالائمہ العظام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امامین شہیدین کریمین طیبین حسنین رضی اللہ عنہما کے علاوہ (سیدہ خاتونِ جنت سیدہ عوراتِ عالم فاطمۃ الزہرا بتول رضی اللہ عنہا کے علاوہ) دیگر ازواج سے سولہ فرزند تھے اور اٹھارہ بیٹیاں رضی اللہ عنہما ایک روایت کے مطابق ۱۹ بیٹے چھ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے گزر گئے تیرہ کربلا میں شہید ہوئے دنیا میں اس وقت پانچ بیٹوں امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے نسل جاری ہے۔

حضرت اسد اللہ علی رضی اللہ عنہ کی نو بیویاں تھیں مزید تفصیل کتاب ہذا ۱۴/۳ کے باب پنجم سے دیکھئے۔ (بحوالہ رحمۃ اللعلمین از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری و دیگر کتب)

ذکرِ خیر سیدنا علی المرتضیٰ

آؤ حُسنِ یار کی باتیں کریں اور
سب باتوں سے بہتر ہیں یار کی باتیں

کنیت:

ابو الحسن، ابو تراب، اسم گرامی علی جو کہ علیٰ سے مشتق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نام نامی اسم گرامی ''علی'' رکھا ہے۔

والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا یہ پہلی خاتون ہیں بنو

ہاشم سے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہ و حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کفن میں اپنا کرتا عطا فرمایا اور جب ان کو لحد میں اتارا گیا تو رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ لحد میں لیٹ گئے فرمایا۔

''میں نے قمیص اس لئے دی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو حُلّۂ جنت پہنائے اور ساتھ اس لئے لیٹا کہ قبر کی وحشت جاتی رہے''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں فرمایا کرتے کہ ابو طالب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔

ابو طالب کا نام عمران مگر کنیت ابو طالب سے مشہور ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو بھی بت پرستی سے روکے رکھا جب کہ آپ رضی اللہ عنہ والدہ ماجہ کے بطن میں تھے جب وہ بُت کے سامنے جانے کا ارادہ کرتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بُت کے سامنے جھکنے نہ دیتے۔

(نزھۃ المجالس جلد دوم مترجم۔ مصنف علامہ صفوری)

ولادت طیبہ:

عرب کے قبائل طوافِ کعبہ میں لگے تھے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی تھیں آثارِ ولادت پیدا ہو گئے دردزہ شروع ہوا۔ کعبۃ اللہ کی دیوار پھٹ گئی آواز آئی ''اے فاطمہ کعبہ کے اندر آجا'' اندر چلی گئیں وہیں پیدائش ہوئی۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولودِ کعبہ کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ شریف)

خلیق قریشی فیصل آبادی لکھتے ہیں:

تائید حق میں پہلی شہادت علیؓ کی ہے
پیغمبری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت علیؓ کی ہے
مولا بھی محترم ہے ولد بھی محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علیؓ کی ہے
مولودِ کعبہ کے لئے مشہد بھی خوب بنا
مسجد میں اللہ اللہ شہادت علیؓ کی ہے
کعبہ سے ابتدا ہے تو مسجد پہ انتہا
مرحوم ذوحرم میں شہادت علیؓ کی ہے

بمطابق ایک روایت پیدائش جمعہ کے دن شعبان المعظم میں ہوئی۔

خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی مونسِ غریبان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گود میں اٹھایا اور غسل بھی دیا اور فرمایا'' آج علی رضی اللہ عنہ کو پہلا غسل میں دے رہا ہوں اور کل مجھے آخری غسل علی رضی اللہ عنہ دے گا''۔

(مقاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم مصنف مولانا افتخار الحسن زیدی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور لعاب مبرک بھی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں۔

اِدھر آغوش کی حسرت اُدھر دیدار کا ارمان
علیؓ نے کھول دیں آنکھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گود پھیلائی

پرورش:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی پرورش وتربیت ہی میں لے لیا ابتدائی زندگی نہایت پاکیزہ گزاری۔(ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ)

قبولِ اسلام:

قبولِ اسلام کا شرف بچپن ہی میں حاصل ہوا بقول ابن اسحٰق آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تیرہ برس تھی۔ (تاریخ الخلفاء، بمطابق کتاب "عشرہ مبشرہ" مصنف قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری قولِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمْتُ یَوْمَ الثَّلَاثِ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ (سوموار۔ "پیر" کے دن) مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ (منگل) کو اسلام لایا عمر ۸ یا ۹ سال۔"

فقیہ المثال جانثاری شبِ ہجرت کے دوران:

شبِ ہجرت حضور رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر لیٹنا بہت بڑا بے مثل ایثار ہے جب کہ کفار کے بدمعاشوں نے دولت کدہ کا محاصرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے کر رکھا ہو۔

حضرت سید علی ہجویری رضی اللہ عنہ المعروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں "جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر سو گئے تو کفار اپنی تجویز کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے آئے اُس وقت خداوند کریم نے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام سے فرمایا "اے فرشتو! علی رضی اللہ عنہ کا رتبہ اور شرف دیکھو میں نے علی رضی اللہ عنہ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان برادری قائم کی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنا قتل ہونا پسند کیا اور میرے پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر بلاخوف سو گیا اور اپنی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور میرے بندے علی رضی اللہ عنہ کو دشمنوں سے نگاہ رکھو"۔

چنانچہ حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام اُسی وقت زمین پر تشریف لائے اور ایک فرشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرہانے کی طرف بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے! آج کون تیری مثل ہے اللہ تعالیٰ تیری ذات والاصفات پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور تُو بلا خوف واطمینان کی نیند سویا ہوا ہے...... یہ واقعہ آپ رضی اللہ عنہ کے بے مثل ایثار کا واضح ثبوت ہے۔
(بحوالہ: کشف المحجوب مترجم)

آیت کریمہ:

ومن الناس یشری نفسنا ابتغا مرضاۃ اللّٰہ ط واللّٰہُ رؤف بالعبادo

''لوگوں میں وہ شخص کون ہے جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی جان فروخت کر دیتا ہے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے''۔

حضرت علیؓ کی ہجرتِ مدینہ منورہ:

صبح کفار نے آپ رضی اللہ عنہ کو بسترِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پایا تو حرمِ مکہ میں لے جا کر قید کر دیا اور دو چار دن بعد آپ رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امانتیں واپس کیں اور ہجرت مدینہ شریف کے لئے پورا سفر پیدل فرمایا پاؤں مبارک متورم ہو گئے تھے حضور سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک پاؤں پر لگا دیا ساری تکلیف رفع ہو گئی۔

(بحوالہ: محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیخ محمد رضا صاحب قاہرہ مصر)

دینی خدمات:

سوائے غزوہ تبوک کے سوا باقی تمام غزوات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے اور کارہائے نمایاں دکھائے۔ صرف جنگ احد میں حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے تھے کئی فوجی دستے آپ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں بھیجے گئے جن میں خاطر خواہ کامیابی رہی فتح خیبر کے سلسلہ میں قموص کا قلعہ جسے ناقابل تسخیر گمان کیا جاتا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح

ہوا اس کا حال آگے آئے گا۔ غزوہ تبوک میں اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ شامل نہ ہو سکے لیکن اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ شریف میں رہ کر نیابت جانشینی کے فرائض انجام دینے کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون کو اپنا نائب بنا کر گئے تھے ایسا ہی میں تمہیں اپنا نائب بنا کر غزوہ تبوک میں جا رہا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ بارہ آئمہ طریقت میں سے پہلے امام ہیں اور سرچشمۂ ولایت ہیں چونکہ ابتداء ہی سے پرورش و تربیت کے لئے آغوش نبوت ملی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنے رہے۔

۲ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا عظیم شرف حاصل ہوا یعنی خاتونِ جنت سیدۃ النساء العلمین حضرت فاطمہ طیبہ طاہرہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک ہوا۔ جس کی قدرے تفصیل آگے دیکھئے۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہرا بتولؓ

حضرت شیر خدا کا عقد مبارک:

غزوہ بدر ۲ھ سے واپسی پر اللہ کے حکم اور وحی کے مطابق نکاح ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس (۲۱) سال تھی جبکہ سیدۂ عوراتِ عالم رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی۔

نکاح مسجد نبوی شریف میں ہوا۔ تمام مہاجرین و انصار جمع تھے۔

مہاجر اور انصار جمع تھے سارے
اتر آئے تھے گویا ان کی تقریب میں تارے

علیؓ با عز و شانِ ہاشمی تھا اُن کے جھرمٹ میں
وہ ماہِ آسماں ہاشمی اُن کے جھرمٹ میں
رُخِ شمس الضحیٰ کی ضَو سے پُر تنویر تھی مسجد
سکون سادگی کی خوشنما تصویر تھی مسجد
زمین سے آسمان تک بس گئے نغماتِ روحانی
کہ خود قرآن ناطق نے پڑھیں آیات قرآنی
وہ زہراؓ جن کے گھر سے تسنیم و کوثر کی بھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تاکہ لایا کریں پانی
چلی تھی باپ کے گھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹیؓ
حیا کی چادریں عفت کا جامہ صبر کے گہنے
اسی کی تربیت میان اُسوہ تھا یمن و سعادت کا
اسی کی گود سے دریا اُبلنا تھا شہادت کا
عشاء پڑھ کر چلا بیٹی کے گھر ہادی صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کا
درِ بیتِ علیؓ پر اذنِ مانگا اندر آنے کا

(حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حق مہر ایک معمولی زرہ تھی صرف سو روپے کی تھی ایک کھال ایک یمنی چادر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دولہا رضی اللہ عنہ اور دلہن رضی اللہ عنہا کے لئے مسجد نبوی شریف کے قریب اپنا مکان پیش کیا قبول فر مالیا تھا۔ ماہ ذوالحجہ میں رسم عروسی ادا کی گئی (رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

رخصتی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شانۂ علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لے گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی منگوایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھونٹ پانی منہ میں ڈال کر

پیالے میں ڈال دیا فرمایا آگے آؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینے اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُ ھَابِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط

''پھر فرمایا میری طرف پشت کرو باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پشت مبارک پر چھڑک دیا۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا فرمایا پانی لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی کا پیالہ بھر کر پیش کر دیا وہی کلمات پڑھ کر اس پیالی میں کلی کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیے۔

(حصن حصین شریف)

جناب شیخ محمد رضا مصری اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' میں لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی کنیز کے بار بار کہنے پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے پوچھا کس لئے آئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا'' فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنا رشتہ مانگنے آئے ہو'' عرض کیا'' جی ہاں'' نکاح مسنونہ کے بعد حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی مانگی

''اے خدا ان دونوں میں ان دونوں کے اوپر اور ان دونوں کی نسل میں برکت عطا فرما۔''

ولیمہ:

ولیمہ بھی کیا گیا جس میں جو کا دلیہ کھجور حسیس تھا (حسیس کھجور، ستو، گھی سے بنا ہوا حلوہ) ایک روایت میں ہے ولیمہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے دنبہ ذبح کیا گیا تھا انصار کی ایک جماعت کی طرف سے مکئی کا دلیہ تیار کیا گیا تھا۔

علامہ شیخ ابن جوزی قدس سرہٗ لکھتے ہیں (جامع روایت ہے)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب سنِ بلوغت کو پہنچیں تو اکابر قریش نکاح کے پیغام دینے گے نبی الایت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا اختیار قبضہ قدرت میں ہے۔ ''میں وحی کا منتظر ہوں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بوجہ تنگدستی اظہار نہ فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے تمہارا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد آسمان پر باندھ دیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام سے پہلے ایک اور فرشتہ بھی آیا اور کہا آسمانوں پر علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو چکا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی دامادی کا شرف بخشیے آسمانوں سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ پڑھا تمام مخلوق متعلقہ بہشت حورعین شجرہ تمام عمام ملائکہ بیت المعمور کے قریب جمع ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا'' اے جبریل! میں نے نکاح کر دیا ہے ملائکہ کے درمیان اعلان کردو اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سُنا دو اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی خوشخبری دے دو۔

نکاح اوپر ہوا مسجد نبوی شریف میں تجدید فرمائی گئی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے شکرانہ ادا کیا۔ اس مبارک نکاح کی تقریب سعید میں چالیس ہزار ملائکہ نے شمولیت کی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم میں بھی اس نکاح مسنونہ کا حال درج ہے)

یا اللہ! یہ ذرہ ناچیز گنہ گار امیدوار نجات دائمی دست بدعا ہے اور تجا کرتا ہے کہ مذکورہ نورانی ذکرِ خیر کے طفیل حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر کرم فرما مسلمانانِ عالم کی غیبی مدد فرما غیر مسلم ظالم کے ظلم سے بچا اسلام کا بو بالا فرما آمین ثم آمین بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

پہلے نکاح کا بیان اشارۃً ایک آدھ سطر میں عرض کیا تھا چونکہ اس عقد مبارک میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا امتیازی وصف اور بے مثال کمال وخصوصیت وعظمت سے ہے اس لئے قدرے تفصیل سے یہ واقعہ عرض کیا ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ
خلفائے ثلاثہؓ کے دور میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشیرِ خاص تھے علامہ زمخشری اپنی تالیف خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ میں لکھتے ہیں کہ منکرین زکوٰۃ کے بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو صائب مان کر اقدام فرمایا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گرانقدر مشوروں سے نوازتے ،ایک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا "اگر آج علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مشیر رہے اکثر امور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرماتے تھے۔ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عدالتِ عظمیٰ کی سربراہی کا فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی انجام دیتے رہے۔ (النظم الاسلامیہ از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن)

صبح و شام جس وقت بھی کوئی فریادی دادخواہ ہوتا اسی وقت انصاف فرمادیتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تھی "اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ کے قلب کو راہِ راست عطا فرما اور ثابت رکھ"۔

باب دوم

- خلافت۔امام حسن رضی اللہ عنہ کا مشورہ۔
- خطبہ خلافت۔
- پیچیدہ مسائل۔
- جنگ جمل۔ابن سباء۔ جنگ جمل پر تبصرہ۔
- کوفہ دار الخلافہ۔
- جنگ صفین۔
- جنگ نہروان۔
- شہادت تاثراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین۔
- دلچسپ تاریخی معلومات۔
- سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

خلافت

متعلقہ خلافت ۔ قابلِ توجہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت دوسرے دن کر لی تھی۔ اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

دین کے معاملہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا پیشوا امام بنایا اور بہتر جانا اور میں انہیں دُنیا کے معاملات میں بہتر جانتا ہوں اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کیا، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو جان کا خوف تھا اور دشمنوں کا ڈر تو یہ سراسر بہتانِ ظلم اور غلط ہے۔

تقیہ بہت بڑا عیب ہے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ عیب سے پاک ہیں تقیہ تو وہ کرے جو کمزور اور مغلوب ہو بعض حضرات کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے لئے خوف کے مقام پر کفر کا اظہار کر دینا جائز ہے یہ بھی کتنا ظلم اور بہتان ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ''اے علی رضی اللہ عنہ! میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے تو یہ سراسر غلط اور بہتانِ عظیم ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل میں امامت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا مگر خوف اور ڈر سے اظہار نہ فر سکے اللہ تعالیٰ کی پناہ ایسے ظالموں سے!!

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چیونٹی رافضی سے زیادہ عقلمند تھی چیونٹی نے کہا لشکر بے خبری میں ہمیں کچل نہ دے۔

رافضی کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دانستہ حق کو چھپایا۔ حضرات اثناء

عشریہ کا متعدل فرقہ زیدیہ کہتا ہے، خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مصلحت تھی، اگر علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے تو بڑا فساد ہوتا اسلام کی بنیادیں ہل جاتیں۔

نوٹ: جو لڑائی جھگڑے ہوئے وہ ایک اجتہادی غلطی تھی، اہلسنّت و الجماعت کا مذہب ہے کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کو نیک الفاظ سے یاد کیا جائے کسی کی بے ادبی روا نہیں وہ بلاشبہ پاک تھے ان کے اختلافات مجادلات والی روایات سے اعراض کرنا لازم ہے شنیدہ ناشنیدہ گفتہ ناگفتہ پر عمل کرنا چاہیے۔

قابلِ غور: غزوہ حنین میں ایک شخص حضرت معاویہ کے لشکر سے قیدی ہو کر آیا ایک شخص نے کہا ''یہ صالح مسلمان تھا''

حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' اب بھی وہ مسلمان ہے''(تکمیل لایمان۔ مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرۃ)

بحوالہ: مکتوب شریف ۶۷ دفر دوم متعلقہ خلافت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عقیدہ نمبر ۲۱ کے ضمن میں: ''حضرت عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غُنیہ میں فرماتے ہیں اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے عروج واقع ہوا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ علی رضی اللہ عنہ ہو فرشتوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ رب چاہے وہی ہوگا آپ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

نیز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے باہر نہیں گئے جب تک میرے ساتھ یہ عہد نہ کرلیا کہ میرے مرنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے

بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ بعد ازاں عثمان رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں تُو خلیفہ ہوگا''

(مکتوب شریف ۶۷ دفتر دوم از امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ غنیۃ الطالبین میں مذکورہ روایت ہے الراقم نے خود بھی متعلقہ کتاب میں پڑھی ہے۔

مذکورہ صحیفہ شریفہ ۶۷ جلد دوم (دفتر دوم) میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلسنت وجماعت کے پچیس (۲۵) عقاید کا ذکر کیا ہے عقیدہ نمبر ۲۱ میں فرماتے ہیں'' خلافت امامت کی بحث اہلسنت والجماعت کے نزدیک اگرچہ دین کے اصول میں سے نہیں ہے...... چونکہ شیعہ نے اس بارہ میں بڑی زیادتی اور افراط و تفریط کی ہے اس لئے علمائے حق نے اس بحث کو علمِ کلام کے متعلق کیا ہے''

''حضرت خاتم الرسُل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمانِ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی افضلیت ان کے خلافت کی ترتیب پر ہے۔

بیان خلافت:

شہادت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بعد مہا..ین و انصار رضی اللہ عنہم نے سوچا اسلامی سلطنت کی سرحد روم سے لے کریمن تک اور افغانستان سے لے کر شمالی افریقہ تک پھیلی ہوئی مملکت کسی سربراہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی باغیوں کا بھی خیال تھا یہ کام جلد ہوا۔ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کی نگاہ انتخاب حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تھی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امت کی رائے معلوم کرنے کے بعد اشارۃً فیصلہ کرلیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے شخص جن کو امت کا اعتماد حاصل

ہے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا لوگ خلافت کے لئے آئیں گے آپ عُجلت نہ فرمائیں۔ تمام گورنروں کو طلب کر لیا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تک کسی خلیفہ کے لئے مدینہ منورہ کے باہر کے لوگوں کو نہیں بلایا گیا میرے لئے یہ امر کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی صورتِ حال ان سے مختلف ہے آپ کی موجودگی میں بلوائیوں نے جواَب آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حُبِّ اہل بیت رضی اللہ عنہ کا نعرہ لگاتے ہیں خلیفہ وقت سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور سب سے پہلے یہی بلوائی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئیں گے تو دور والوں کو بدگمانی ہوگی کہ آپ بلوائیوں کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ یہ شُبہ ہوگا کہ قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ میں آپ کا ہاتھ ہے۔

جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا...... ''میں استخارہ کروں گا'' استخارہ کے بعد آپ نے اہل مدینہ شریف اور بلوائیوں کی درخواست پر بیعت لے لی اور آپ مہاجرین و انصارِ رضی اللہ عنہم کی رائے کا احترام کرنے پر مجبور ہوئے۔

پھر مسجد نبوی شریف میں اجتماع ہوا سولہ سترہ افراد نے سکوت اختیار کیا پانچ یا آٹھ دن بعد بیعت ہوئی تھی۔ (آئینہ خلافت از پروفیسر سعید اختر)

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی تمام اہل مدینہ نے بیعت کی۔

''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو حق علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا ہے

پس اجماع آپ رضی اللہ عنہ ہی پر ہوا (صواعق محرقہ از ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم نے خلافت کی بیعت کی۔ (الریاض النضرۃ جلد دوم)

اہل بدر رضی اللہ عنہم بھی جمع ہو کر آئے اور کہا آپ سے زیادہ کوئی اور دوسرا خلافت کا مستحق نہیں ہے۔

اہم نکتہ:

باغیوں (بلوائیوں) کو اندیشہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام گورنر خصوصاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر شام اپنی افواج بھیج کر مدینہ منورہ پر اپنا اقتدار قائم کر لیں گے اور پھر باغیوں کو ان کے کئے پر سنگین سزائیں دیں گے اس لئے انہوں نے مہاجرین وانصار کے گھروں کا طواف شروع کر دیا کہ جلدی امت کے لئے خلیفہ اور امام چن دیجیے حضرت علی رضی اللہ عنہ باغیوں کی پیشکش ٹھکرا چکے تھے لیکن مہاجرین وانصار کے بار بار اصرار پر ان کی رائے کا احترام فرمایا۔

مسجد نبوی شریف کے اجتماع میں سبھی نے بیعت کی اور پھر تمام بلادِ اسلامیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا صرف گورنر شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے توقف کیا۔

خطبہ خلافت:

مسجد نبوی شریف میں بعد از بیعت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا: خطبہ کے اہم نکات ''اللہ تعالیٰ نے جو فرائض عائد کئے ہیں وہ ادا کرو جنت ملے گی اللہ تعالیٰ نے سرزمین حرم شریف کو محترم ٹھہرایا ہے مدینہ شریف بھی حرم ہے مسلمانوں کی جانوں کو ہر چیز سے زیادہ قیمتی قرار دیا ہے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ

سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حرم شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا انتہائی ناپسندیدہ حرکت تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ تھا کہ لوگ فتنہ سے نمٹنے اور قصاصِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سردست چھوڑ کر خلیفہ کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ مفسدین سے نمٹتے ہیں آسانی پیدا ہو جائے۔

پیچیدہ مسائل:

پہلا مسئلہ جو آپ کی توجہ کا مرکز بنا وہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مسئلہ تھا اہل مدینہ بھی یہ مطالبہ کرنے لگے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا'' ہم نے اقامتِ حدود کی شرط پر آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی اب آپ ان لوگوں سے بدلہ لیجئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کرنا آسان نہ تھا کیونکہ کس شخص کو یقینی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کے اصل قاتل کا پتہ نہ تھا کئی اشخاص نے بیک وقت حملہ کیا تھا۔ جب حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا (اہلیہ محترمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے قاتلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا'' مجھے معلوم نہیں کئی آدمی گھر میں داخل ہوئے تھے جن کو میں نہیں جانتی البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے'' محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھ گچھ کی گئی تو انہوں نے بتایا جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ''اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا'' اس پر میں شرمندہ ہو کر لوٹ آیا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں ایسے لوگوں کے خلاف کس طرح کاروائی کر سکتا ہوں جنہوں نے سارے مدینہ پر قبضہ کر رکھا ہے وہ جس طرح چاہتے ہیں

کرتے ہیں۔

محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے والدِ محترم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو میں اپنے ارادہ سے باز آیا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی'' ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے قاتل وہ مصری تھا جس کا رنگ سرخ آنکھیں نیلی نام حمار تھا بقول کنانہ رضی اللہ عنہ غلام حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔

جواب بڑا معقول تھا سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ قصاص میں تاخیر کرنا مناسب ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا خیال تھا جلد قصاص لینے میں مصلحت ہے۔ غالباً اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ معظّمہ پہنچ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مل کر بصرہ کا رُخ کیا تاکہ وہ اپنے حامیوں کی مدد سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈالیں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مفسدین سے بلا تاخیر بدلہ لیں۔''

دوسرا اہم مسئلہ:

دوسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ عہد عثمانی رضی اللہ عنہ کے تمام عمال کو برطرف کر دیا اس کے دو وجوہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھتے تھے دوسرے باغی جو مدینہ شریف پر مسلط تھے ان کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ رہا تھا کہ آپ اپنے عمال کو برطرف کر دیجئے اور اب وہ یہی اصرار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر رہے تھے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے مطالبے کو مسترد فرما دیتے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہی سلوک کرتے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا خلافت کا نظام درہم برہم ہو جاتا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اُموی عمال کے ردو بدل میں عجلت سے کام نہ لیں۔

حضرت معاویہؓ کا بیعت سے توقف:

ایک فرد شام سے آیا اور یہ بتایا "میں نے شام میں پچاس ہزار شیوخ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں اور خون آلود پیراہن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع دمشق کے دروازے پر لٹکا رکھا ہے اور قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک قاتلوں سے بدلہ نہ لیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے۔

شام کے مقرر کردہ گورنر کو راستے ہی سے لوٹنا پڑا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کے مکتوب کا کوئی جواب نہ دیا۔

جنگ جمل:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فریضہ حج کے لئے مکہ معظمہ میں تھیں وہیں شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی اطلاع ملی حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم وہیں جا حاضر ہوئے اور صورتِ حال سے اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کو آگاہ فرمایا یہ سُن کر امّ المومنین رضی اللہ عنہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مرکزِ اسلام سے بلوائیوں کو نکالنے کے لئے تیار ہو گئیں اہل مکہ شریف کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ فرمایا...... اصلاح احوال کی دعوت دی...... قصاص کو فوری سمجھا۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تاخیر کو مناسب سمجھا اصحابِ رسول اتنا روئے کہ اس دن کا نام "یوم گریہ" پڑ گیا امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے ولولہ انگیز تقریر بھی فرمائی۔

ہزاروں سرفروش امام مظلوم رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لئے تیار ہو گئے۔

لشکر کی روانگی:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے مقتول شہید رضی اللہ عنہ کے ورثا بھی یہیں تھے اور یہیں عدالتی کاروائی ممکن تھی لیکن حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نے یہ مصلحت سوچی جب تک مدینہ منورہ بلوائیوں سے خالی نہیں ہو جاتا وہاں جانا مناسب نہیں مشورہ سے طے پایا جب تک بلوائیوں کا زور مدینہ شریف سے کم نہ ہو عرب شریف سے باہر کا کوئی گوشہ عافیت تلاش کیا جائے (تاریخ قرطبی) اور وہاں سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مفاہمت کر کے مفسدین کی گوشمالی کی جائے اور قصاص لیا جائے۔

امیر المومنینؓ کا فوجی اقدام:

بلوائیوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حامیوں کے اجتماع کی خبر بڑی رنگ آمیزی سے پہنچائی اور ان کو باور کرایا کہ وہ لوگ آنجناب کو معزول کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۶ھ میں سات ہزار حامیوں کو لے کر بصرہ کی جانب روانہ ہوئے جب بصرہ کے قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نامی صحابی کو قاصد بنا کر حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا جو پہلے امّ المومنین رضی اللہ عنہا سے ملے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صاف فرمایا دیا ''میرا مقصد فتنہ و فساد کو فرد کرنا اور اصلاحِ حوال ہے'' پھر حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے قاصد رضی اللہ عنہ نے پوچھا'' احوال کی کیا تدبیر آپ لوگوں نے سوچی ہے۔ انہوں نے کہا قصاص لئے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قاصد رضی اللہ عنہ نے کہا امن کا قیام اور خون کا حقاص تب ہی ممکن ہے جب آپ سب لوگ متفق ہو کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مضبوط کریں یہ رائے دونوں حضرات نے پسند فرمائی اور قبول فرمائی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ خوشخبری لے کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے صلح کے امکان یقینی ہو گئے۔

جنگ بوجہ غلط فہمی:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں فتنہ پردازوں نے جب یہ دیکھا

کہ فریقین میں صلح ہونے والی ہے جس سے نہ صرف ان کا زور ٹوٹ جائے گا بلکہ قصاص لینے کی صورت بھی پیدا ہو جائے گی۔ جس کے وہ خود ذمہ دار تھے تو بہت پریشان ہوئے...... ابن سباء (ابن السوداء) نے انہیں ترکیب بتائی کہ فریقین میں کیونکہ پھوٹ ڈلوائی جائے چنانچہ جس صبح فریقین میں مفاہمت کی تحریر (صلح نامہ) مرتب ہونا تھا اُس رات سبائیوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لشکر سے نکل کر جناب امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا دونوں فریقوں کو ہی یہ مغالطہ ہوا کہ دوسرے فریق نے بے عہدی کی ہے اور دفاع کی غرض سے سب جم کر لڑنے لگے، سبائیوں کی فریب کاری سے صلح ہونے کی بجائے تلواریں بے نیام ہوگئیں جنگ کی آگ شعلہ زن ہوگئی زبردست مقابلہ ہوا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے شکست کے آثار نمایاں دیکھے تو اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر (ھودج میں) بیٹھا کر میدان کارزار میں لے آئے یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حامیوں کے حوصلے بلند ہو گئے جنگ کے شعلے تیزی سے بھڑکتے گئے آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس اونٹ کو ذبح کردو کیونکہ اس کی بقا (زندگی) میں عربوں کی فنا (موت) ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک حامی نے آگے بڑھ کر اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اونٹ بیٹھ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حامیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔

اس نازک مرحلے پر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اعلان فرما دیا: نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے اور نہ کسی کا مال لوٹا جائے۔"

بعد ازاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بڑے احترام کے ساتھ مدینہ شریف روانہ کر دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پہلے ہی واپسی فرما ہو چکے تھے مگر راستے میں ایک بدبخت ظالم نے شہید کر دیا اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

بھی شہید ہو گئے۔

جنگِ جمل پر تبصرہ (ساتھ جنگ صفین پر بھی):

جنگِ جمل کا آغاز غلط فہمی سے ہوا جس کا فریقین کو بعد میں بے حد افسوس رہا صدیقہ کائنات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتیں: (غم انگیز لہجے میں) ''کاش آج سے بیس برس پہلے میں اس دنیا سے اُٹھ گئی ہوتی''۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اے کاش! میں آج سے تیس برس پہلے دنیا سے اُٹھ گیا ہوتا اور یہ جنگ وقتال نہ ہوتا''۔ بہر حال مغالطے پر ہزاروں مسلمانوں کا خون بہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا مخالفین مشرک تھے؟ فرمایا: نہیں۔ کیا وہ منافق تھے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا'' وہ ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے ہم سے سیاسی اختلاف کیا تھا۔''

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مسئلہ اجتہادی نوعیت کا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی تاخیر میں مصلحت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے تھی کہ جلدی میں مصلحت ہے ہر ایک اپنے اجتہاد پر عامل ہوا اور ان شاء اللہ وہ اجر حاصل کرے گا۔ (عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم مؤلف فقیر اللہ)

مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مکتوبات میں بیان فرمایا ہے۔ یہاں صرف مکتوب شریف ۵۴ دفتر اوّل کے چند جملے ملاحظہ فرمایئے: حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''مخالفت اور جھگڑے جو اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئے نفسانی خواہشوں پر محمول نہیں ہیں کیونکہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کے نفسوں کا تذکیہ ہو چکا تھا...... یہ خطا اجتہادی ہے ایسی خطا کرنے والے کو بھی ایک درجہ

ثواب حاصل ہوتا ہے''۔

مکتوب شریف ۲۵۱ دفتر اول مکتوب شریف ۲۶۶ دفتر اول میں شرح دلبسط کے ساتھ بیانِ صحیحہ اور مدلل موجود ہے۔

سیدنا حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مؤلف کتاب الشفا نے بھی اسی طرح بیان فرمایا ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز، شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بے شمار محدثین مفسرین محققین اور علمائے حق اہلسنت و جماعت نے قران و حدیث کے عین مطابق بالکل ایسے ہی بیان فرمایا ہے۔

الفاروق پندرہ روزہ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء کے ایک مضمون بعنوان ''حضرت علی کے فضائل ومناقب'' مصنف مولانا عبد الشکور لکھنوی کی چند سطور:

'' اس لڑائی کے قصے میں بہت کچھ رنگ آمیزی کی گئی ہے اور بہت جھوٹ ملایا گیا ہے صحیح واقعہ تاریخ قرطبی میں ہے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن جرموز جہنمی ہے بمطابق (حدیث شریف)۔ مزید وہی تبصرہ جو الراقم نے بالا سطور میں لکھا ہے جنگ جمل میں دس ہزار یا تیرہ ہزار مسلمان مارے گئے۔

جنگ صفین میں نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل والوں کی تکفیر وتفسیق فرمائی اور نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔ لڑائی تو ہوئی مگر دلوں میں بغض نہ تھا اور سینوں میں فساد نہ تھا۔

دورانِ جنگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے تھے رزانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر جا کر کھانا کھاتے تھے۔

(تطہیر الجنان، پندرہ روزہ الفاروق ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء چوکیرہ سرگودھا)

جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ۴۵ ہزار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ۲۳ ہزار افراد مارے گئے بیعت رضوان کے آٹھ سو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تین سو شہید ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ جمل و صفین میں صحابہ عظام رضی اللہ عنہ کے مابین ہوا اس کے متعلق طعن و تشنیع کرنا اپنے اعمال کو آلودہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ان کے سینے میں جتنے کینے تھے دور فرمائے اہلسنت و جماعت کا اسی پر اجماع ہے۔

امام عبد الوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ ہم اصحاب رضی اللہ عنہ کی برائی کرکے زبان آلودہ نہ کریں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

(شہادت نواسۂ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی)

''امام شافعی علیہ الرحمتہ نے فرمایا نیز عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے یہ وہ خون ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا پس ہم اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھیں'' اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خطا (اجتہادی) بھی زبان پر نہ لانا چاہیے اور ان کے ذکر خیر کے سوا اور کچھ بیان نہ کرنا چاہیے۔ (مکتوب شریف نمبر ۲۵۱ دفتر اوّل امام ربانی قدس سرّہٗ)

نوٹ: اصحابِ جمل رضی اللہ عنہ ۱۶۷۹۰ سولہ ہزار سات سو نوے (حضرات رضی اللہ عنہم) جمل میں شہید ہوئے اور دو ہزار ستر ۲۰۷۰ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکری بمطابق ایک روایت۔

جنگ صفین:

تعدرات الٰہیہ کا اپنے مقرر محور پر پلٹنا امر قطعی ہے جو مخالف آئے خطائے اجتہادی والے تھے خلیفہ برحق رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد نوّے ہزار میں سے پچیس ہزار نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار تھا ۴۵ ہزار اس جنگ میں کام آئے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہ اہل بیت رضی اللہ عنہ از محمد علی حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے جو حضرات مخالف تھے ان کی خطائے اجتہادی تھی خطائے اجتہادی محل طعن نہیں۔ پس اصحاب رضی اللہ عنہم پر مقدمہ رفض ہے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نفسانیت سے پاک تھے اور حانیت کے پتلے تھے"۔

(بحوالہ جامع ترمذی شریف جلد دوم مترجم و شارح مولانا بدیع الزمان صاحب) ہمدردانہ مشورہ: تبصرہ ضرور پڑھیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنا عقیدہ درست فرمائیں۔

مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ کو دار الخلافہ بنانا

جنگ جمل کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف کو چھوڑ کر کوفہ میں مستقل قیام فرمایا۔ دارالخلافہ حجاز سے عراق منتقل ہو گیا کوفہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے حامیوں کی تعداد زیادہ تھی احترامِ مدینہ منورہ خطرے میں پڑ گیا تھا،کوفہ عراق ایران اور عرب کی سرحد پر واقع تھا شام کا صوبہ یہاں سے قریب تھا جہاں ابھی تک آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم نہ ہوئی تھی۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ جنگ صفین:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے میں ان کا شمار کاتبانِ وحی میں ہوتا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان کے تفقہ فی الدین کے مقرف تھے۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں شام پر فوج کشی ہوئی تو فوج کے ایک حصے کی کمان کرتے رہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں دمشق کے والی مقرر ہوئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پورے شام کے والی بنا دیئے گئے انہوں

نے بحری بیڑے کی ذاغ بیل رکھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ایک وقت آئے گا (ضرور) کہ معاویہ ولایت (حکومت) حاصل کر لیں گے'' سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ راوی میں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! اگر تمہیں ولایت مل جائے تو عدل وتقویٰ اختیار کرنا'' جناب سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو حساب کتاب سکھا دے اور عذاب سے محفوظ فرما'' جناب ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے'' اے اللہ معاویہ کو علم عطا فرما ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا'' حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی باران کی تعریف فرمائی۔

بیعت میں توقف:

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سُن کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے پورے صوبہ شام میں شدید ردِ عمل ہوا اس لئے سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے توقف کیا گیا انہی دنوں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلود پیراہن اور سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں شام لے گئے۔ جامع مسجد دمشق میں انہیں آویزاں کر دیا گیا۔ جناب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہر گز یہ مقصد نہ تھا کہ اس سے لوگوں کو حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف بھڑکایا جائے بلکہ بلوائیوں کے خلاف بھڑکانا تھا جو بے گناہ شہادت کے بعد مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے۔ ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایک وفد معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور بیعت کا تقاضا کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا'' مجھے بیعت کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں اور خلافت کے بھی

مجھ سے کہیں زیادہ مستحق ہیں مگر آپ نہیں جانتے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کئے گئے اوران کے قاتل حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے ہمراہ معاون بن کر دندناتے پھر رہے ہیں میں ہرگز نہیں کہتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے یا قتل کروایا ہے یا ان کے قتل کی سازش کی ہے مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کے قاتلوں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پناہ دے رکھی ہے آج وہ قاتلوں کو ہمارے سپرد کردیں یا انہیں خود قتل کردیں تو ہم سب ان کی بیعت کرلیں گے اور سب سے پہلے میں بیعت کروں گا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت علی مشیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے مالک بن اشتر نخعی کو فوج کا کمانڈر انچیف بنا دیا ہے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا شیرِ خاص بنالیا ہے جو فتنہ اور قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بانی شمار کئے جاتے تھے تو معاویہ رضی اللہ عنہ اور زیادہ برہم ہو گئے اور جانبین میں مصالحت کی راہیں مسدود ہوتی نظر آنے لگیں۔

واضح رہے کہ جناب علی کرم اللہ وجہ الکریم بلوائیوں کو ناگزیر برائی کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھے ہوئے تھے اگر ان کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا تعاون بھر پور حاصل ہو جاتا یا انہیں جنگوں میں نہ الجھنا پڑتا تو لازماً غلط عناصر سے چھٹکارا حاصل کرتے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قصاص بھی لے لیتے۔

جنگ صفین:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف فوجی اقدام کی غرض سے تیاری شروع کردی لیکن پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو جنگِ جمل کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مکتوب دے کر بھیجا گیا سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ جس خلافت پر امت جمع ہو چکی ہے وہ بھی اس کی اطاعت بلاچوں و چرا قبول کرلیں اور جماعت سے الگ

ہو کر تفرقہ نہ پیدا کریں مگر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا تاخیر قصاص کے مؤقف پر حسب سابق اصرار کیا آخر دوطرفہ جنگ کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔

دونوں فوجوں کی تعداد اسی نوے ہزار کے لگ بھگ تھی صفین کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئے ماہ ذوالحجہ کے آغاز میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ایک وفد اتمامِ حجت کے لئے بھیجا مگر انہوں نے سابقہ جواب دہرایا۔

جنگ کا فیصلہ کُن مرحلہ:

صفر ۳۷ھ میں اصل فیصلہ کن جنگ شروع ہوئی دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ہیں صفر کو جنگ نقطہ عروج پر پہنچ گئی دن کو شروع ہو کر رات بھر جاری رہی بمطابق امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو فتح کے آثار پیدا ہونے لگے۔اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی مغلوب ہوتے نظر آنے لگے اس وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اب ہماری فوج نیزوں پر قرآن مجید کو اٹھائے اور یہ صد بلند کرے کہ یہ قرآن تمہارے اور ہمارے درمیان حَکَم ہے۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامیوں کے جو الفاظ نقل کئے میں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قوی احساس تھا معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اگر خانہ جنگی میں مسلمانوں کی قوت تباہ ہوگئی تو مملکِ اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی۔''رومیوں سے جہاد کون کرے گا''۔''ترکوں سے کون جہاد کرے گا''۔ اہل شام کے نہ رہنے کے بعد شام کی سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا۔ اور اہل عراق کے نہ رہنے کے بعد عراق کی سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا؟۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامیوں کے ایسے ہی جملے نقل کئے ہیں کون مشرکین و کفار سے جہاد کرے گا؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نیک نیتی سے جنگ بند کرنا چاہی تھی۔

اس کاروائی سے عراقیوں میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا اس لئے جنگ بند کر کے ثالثی کاروائی کا معاہدہ کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تیار ہوئے اس سے امت کو فائدہ پہنچا ورنہ نہ جانے کتنی خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔

جنگ بندی کا معاہدہ:

جو سمجھوتہ ہوا وہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نقل کیا ہے الراقم نے بطور خلاصہ مفہوم لکھا ہے۔ کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی اور فیصلہ قبول نہ ہو گا۔

دونوں حَکَم یعنی ابو موسیٰ الاشعر رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کتاب اللہ میں جو حکم پائیں گے اس پر عمل پیدا ہوں گے۔ اگر اس میں حکم نہ ہو تو اس سنت پر عمل کریں گے جو عدل و انصاف پر مبنی ہو گی...... اس فیصلہ کی مدّت رمضان شریف تک ہو گی اگر دونوں ثالث اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو بڑھا سکتے ہیں۔

ثالثوں کا فیصلہ:

(بمطابق تاریخ ملّت مصنف مفتی زین العابدین، سجاد میرٹھی ۳۷۸ تا ۳۸۴

دونوں ثالث دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معزولی پر اتفاق ہوا کاتب گفتگو لکھتا رہا جب اعلان کا وقت آیا پہلے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ ہم دونو کو معزولی کہتے ہیں۔ پھر عمرو بن اوب العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا'' حضرت

علی رضی اللہ عنہ کی معزولی سے مجھے اتفاق ہے مگر حضرت معاویہ کو بھی معزول نہیں کرتا۔

حاضرین میں سخت برہمی پیدا ہوئی سخت کلامی ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قرآن وسنت کی شرط کو فیصلے میں پورا نہیں کیا گیا''۔

فیصلہ لکھا گیا مگر اعلان زبانی کیا گیا۔

بیان از تاریخ اسلام مصنف پروفیسر حمید الدین طبع دوم ۱۹۵۳ء

کیونکہ یہ اعلان بہت اہم تھا اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً عبد اللہ بن عمر، مغیرہ بن شعبہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم جو غیر جانبدار تھے سننے کے لئے دور دراز کا سفر طے کر کے آئے تھے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اعلان میں پہل نہ کریں مگر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سادہ دل اور نیک طبیعت بزرگ تھے پہلے اعلان کر دیا۔

خلاصہ بیان از فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم مترجم از حضرت محمد علی حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ ...... حَکَمَیْنِ ...... میں طویل رد و قدح کے بعد ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان دونوں کو جدا کر دیں اور خلافت کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اتفاق کیا مگر جب عمرو بن العاص ممبر پر چڑھے تو کہا میں نے بھی الله کے صاحب رضی اللہ عنہ کو جدا کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ قائم کیا۔

جنگ صفین پر ابن خلدون کا تبصرہ:

خلاصہ: ابن خلدون نے مقدمہ میں بڑا بے لاگ تبصرہ فرمایا ہے: ''سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو فتنہ وفساد کی آگ بڑکی تو اس میں فریقین نے حق و اجتہاد کے دامن کو نہیں چھوڑا اور انہوں نے اپنی لڑائیوں میں کبھی دنیاوی غرض باطل پرستی کینہ پروری کو مدِّ نظر نہیں رکھا جب کہ

بعض کو وہم ہو جاتا ہے اور ان کے خیالات بہک جاتے ہیں دراصل یہ اختلاف ایک اجتہادی اختلاف تھا اور ہر ایک فریق اپنے اجتہاد کی روشنی میں دوسرے کو غلط کار ٹھہراتا تھا اسی بناء پر دونوں فریق آپس میں ٹکرا گئے مانا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق بجانب تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کسی باطل ارادے سے ان کے مقابلے کے لئے نہ آئے تھے ان کے پیش نظر حق جوئی تھی گو انہوں نے حق تک پہنچنے میں خطا کی۔ تمام مسلمانوں کا دامن باطل طلبی سے پاک تھا کہ تمام محققین محدثین مفسرین اور تمام علمائے حق اہلسنّت والجماعت کا یہی فیصلہ اور بیان و رائے وفتویٰ ہے ان میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرۃ جیسے عظیم مجدد اعظم اور امامِ ربانی بھی شامل ہیں۔

حضرت علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کی عالی ظرفی:

جنگ صفین کے فوراً بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں اور عام رعایا کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری فرمایا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی وسعتِ قلبی و عالی ظرفی سے کام لیتے ہوئے لکھا:

''اہل شام کا اور ہمارا خدا ایک ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے اختلاف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا ہے تو اللہ جانتا ہے میں اس سے بالکل بری الذمہ ہوں''

(آئینہ خلافت)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہوشمندی:

ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت اور سیاست کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ باہمی اختلافات اور جنگ وجدل کے باوجود انہوں نے اپنی طرف سے دُشمنانِ اسلام کو اسلامی سلطنت پر حملہ کرنے کا موقع نہ دیا ان دونوں شاہِ روم نے اپنی ایک خط لکھا:

''میں نے سنا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کروانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بن بیٹھے ہیں اور آپ کو ان کی خلافت تسلیم نہیں ہے میرا بھی یہی خیال ہے کہ ان حالات میں ان کی خلافت نادرست ہے اور آپ کا موقف بالکل صحیح ہے اگر آپ کو میری فوجی مدد کی ضرورت ہو تو میں ہر وقت امداد پہنچانے کو حاضر ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاہ روم کو جو دوٹوک جواب دیا وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

''اے رومی! تجھے ہم دونوں کی خانہ جنگی سے یہ ہوس پیدا ہوئی ہے کہ تو ہمارے اختلافات سے فائدہ اٹھائے یہ خیالِ خام اپنے دل سے نکال دے یہ ہمارا اپنا دینی معاملہ ہے جسے ہم خود طے کرلیں گے اگر تیری فوجوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف قدم اٹھایا تو سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے تیرے مقابلہ پر معاویہ رضی اللہ عنہ آئے گا اور اس کی فوجیں آئیں گی''

پس معلوم ہوا دونوں بزرگواروں میں اختلافات دیانتدارانہ کوئی عناد و تعصب نہ تھا۔ (آئینہ خلافت)

حضرت علی شیر خدا اور بد بخت وخبیث خوارج

جنگ نہروان:

تحکیم (جنگ صفین کا معاہدہ) کے فوراً بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے حامیوں کا ایک گروہ آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر الگ ہو گیا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سمجھانے کے لئے بھیجا خوارج نے ان کے مضبوط دلائل پر توجہ نہ دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود بھی جا کر سمجھایا خوارج اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

دومتہ الجندل میں اذرح کے مقام پر حکمین ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جمع ہوئے لیکن وہ کسی قطعی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے جس پر خاجیوں نے فتنہ انگیزی شروع کردی اور معاہدہ جنگ بندی کو کفر اور حکمین کی تقرری کو گناہ کبیرہ قرار دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ گناہ سے توبہ کریں۔

شوال ۳۷ھ میں کوفہ کے تمام خوارج نے عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر بیعت کر لی نہروان کا رُخ کیا...... جب ان کی فوجی تیاریوں کی اطلاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو بھی تیار رہنے کا حکم دیا۔

خارجیوں کی فتنہ انگیزی میں اضافہ:

خارجیوں نے سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کر دیا ان کی حاملہ بیوی رضی اللہ عنہا کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حارث بن مرۃ العبدی کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا خارجیوں نے پکڑ کر فوراً شہید کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان پہنچ کر پہلے وعظ و نصیحت سے کام لیا خارجی سردار نے چلا کر کہا ان لوگوں سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرو بلکہ خدا سے ملاقات اور جنت میں جانے کی تیاری کرو"

جنگ:

اب سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنگ پر مجبور تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو عَلَمِ امان عطا فرمایا اور اعلان کروایا" تم میں سے جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آجائے اُسے اَمان ہے" جو کوفہ یا مدائن چلا جائے اسے امان ہے اگرچہ تم نے ہمارے بعض بھائیوں کو قتل کر دیا ہے"

اس اعلان پر صرف دو ہزار آٹھ سو آدمی مقابلہ پر رہ گئے باقیوں نے اعلان امان سے فائدہ اٹھایا اور اُن میں سے بعض آپ رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں آ گئے۔

معرکہ کارزار گرم ہوا جنگ کا فیصلہ چند گھنٹوں میں ہو گیا عبداللہ بن وہب راسبی لڑتا ہوا مارا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی" جب مسلمانوں میں افتراق و اختلاف ہو گا تو ایک نئی جماعت (خوارج) اٹھے گی اور اس گروہ کو وہ قتل کرے گا جو دونوں گرہوں میں سے حق سے زیادہ قریب ہو گا......وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

حدیث شریف میں فتنہ خوارج کی ایک علامت بتلائی گئی تھی کہ اُن میں ایک کالے رنگ کا آدمی مقتول ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند ہو گا"۔

اس مقتول کی لاش کو تلاش کیا گیا جو بہت سی لاشوں کے نیچے دبی ہوئی ملی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور فرمایا۔

"یہی خوارج نہردان کی جماعت ہے جس کی پیشگی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور وہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی"

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شِکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مرتضےٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین
ساقی دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

شہادت حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ

خوفناک منصوبہ:

خوارج کی اصل قوت جنگ نہردان میں فنا ہو گئی بچے کھچے افراد نے سازش کی راہ اختیار کی جیسا کہ اس سے پہلے سبائیوں نے چال چلی تھی۔

عمرو بن بکر تمیمی نے کہا کہ وہ حاکمِ مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا

برق بن عبد اللہ نے اعلان کیا ''میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا'' عبد الرحمٰن بن مُلجم نے کہا ''میں حضرت علی بن ابی طالب سے نمٹ لوں گا''

ان تینوں بد باطن سرغنوں نے طے کیا کہ وہ تینوں سترۃ رمضان المبارک ۴۰ھ کو بیک وقت اقدام کریں گے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک میں آنے والے حادثے کا پیشگی احساس پیدا ہو گیا تھا۔

عبد الرحمٰن بن ملجم دو مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لئے حاضر ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے لوٹا دیا تیسری مرتبہ جب وہ آیا تو فرمایا'' سب سے زیادہ بد بخت آدمی کو کون سی چیز روک رہی ہے؟۔

ایک دن خطبے میں ارشاد فرمایا'' میری داڑھی اور سر کے بال ضرور خون سے رنگین ہوں گے بد بخت کا ہے کا انتظار کر رہا ہے؟''

لوگوں نے عرض کیا'' امیر المومنین! ہمیں اپنے قاتل کا نام بتایئے ہم اس کا فیصلہ کر ڈالیں گے''۔ فرمایا: تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرو گے جس نے ابھی مجھے قتل نہیں کیا''۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے ابن مُلجم کو تلوار تیز کرتے دیکھا تو وجہ پوچھی بد بخت لعین نے کہا میں گاؤں کے اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں حضرت اشعث رضی اللہ عنہ اس کی فاسد نیت کو بھانپ گئے امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے عرض کی فرمایا اس نے مجھے ابھی قتل نہیں کیا اس کو کیسے سزا دی جا سکتی ہے؟۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ۱۷ رمضان شریف پیر کے دن نماز فجر کے وقت ہوا۔ آپ مسجد نبوی شریف کے موذن ابن السباح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گھر کے دروازے سے نکلے اور حسب معمول پکارا'' لوگو نماز! لوگو نماز'' جونہی مسجد کی طرف

بڑھے دو تلواریں فضا میں چمکیں۔ ابنِ ملجم کے معاون کی تلوار طاق پر پڑی لیکن ابن ملجم کی تلوار آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر لگی اور دماغ تک اتر گئی امیر المومنین نے آواز دی ''ربّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا'' ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ پکارے ''قاتل جانے نہ پائے''

لوگ ہر طرف دوڑ پڑے ابن ملجم کا ساتھی نکل بھاگا ابن ملجم نے فرار کی کوشش کی لیکن مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم نے اس پر بھاری کپڑا ڈال کر اسے زمین پر دے مارا اُس بھاگ دوڑ میں اس شقی ظالم نے تیرہ دوسرے نمازیوں کو زخمی کر دیا تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو گھر پہنچایا گیا۔ اور قاتل کو سامنے پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے دشمنِ خدا! ''کیا میں نے تجھ پر چند در چند احسانات نہ کئے تھے؟ اس نے کہا ''ہاں''

اتنے میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر امّ کلثوم رضی اللہ عنہا روتے ہوئے کہنے لگی ''واللہ میں امید کرتی ہوں کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا بال بیکا نہ ہو گا''۔

ابن ملجم نے کہا بخدا میں نے مہینہ بھر اس تلوار کو زہر پلایا ہے اگر اب بھی بے وفائی کرے تو خدا اسے غارت کرے''

اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ غش کھا گئے پھر ہوش میں آئے۔

وفات:

تلوار زہر آلود تھی زہر تیزی سے جسم میں سرایت کر گیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت فرمائی۔

''قاتل سے قصاص لیتے وقت ایک ہی ضرب لگانا...... اس کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے''

تین دن موت و حیات کی کشمکش کے بعد ۲۱ رمضان المبارک جمعہ کی شب رُشد و ہدایت اور علم و فضل کا یہ آفتاب غروف ہو گیا۔

.... اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ط ....

عباس محمود العقاد لکھتے ہیں: حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اور مسجد میں اپنے رب سے جا ملے وہ کونسی زندگی ہو گی جس کا آغاز و انجام اس سے بہتر ہو۔ (شخصیت اور کردار)

کسے را میسر نشد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

یاد رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غلط وار کے باعث بچ گئے اور دشمن کو قتل کر دیا گیا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیماری کے باعث مسجد میں نہ آئے صرف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر بھرپور وار ہوا۔

خواب:

شبِ سترہ رمضان شریف کو آپ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے آج رات خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اور شکایت کی ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم اللہ سے دعا کرو میں نے دعا کی الٰہی مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اتنے میں مؤذن نے اذان دی نماز فجر پڑھانے کے لئے نکلے اور شہید ہوئے۔

غسل:

حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے غسل دیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی کوفہ میں دفن کر دئے گئے مزار کو ظاہر نہ کیا گیا تا کہ خارجی بے حرمتی نہ کریں ایک روایت ہے کہ جسد مبارک کو کوفہ سے مدینہ منورہ منتقل کر دیا

تیسری روایت نعش مبارک اونٹ پر رکھی رات کا وقت تھا اور اونٹ کسی طرف چلا گیا۔ اہل عراق کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ بادلوں میں ہیں تلاش کے بعد زمین طے سے اونٹ ملا وہیں دفن کیا گیا عام مشہور ہے کہ نجف میں مزار پاک ہے۔

نوٹ: مزار پاک کہاں ہے؟ یہ بحث آگے تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

قابل توجہ!

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھتے ہوئے مسجد کو چلے:

''موت کے لئے کمر کس لے کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنے والی ہے''

۲) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شہادت کی خبر سن کر نڈھال اور آنسوؤں سے تر بتر ہوگئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر گئیں شدتِ غم سے زبان نہ کھلسکی چادر تک نہ سنبھلتی تھی ۔دروازہ پکڑ کر کھڑی ہوگئیں اور کہا'' اے نبی ہدایت! تجھ پر سلام ہو ابو القاسم تجھ پر سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم) کو سلام: میں آپ کو آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر سنانے آئی ہوں۔ جس کی بیوی افضل ترین عورت تھی واللہ وہ قتل ہو گیا آپ کا عزیز ترین اور افضل ترین وجود قتل ہو گیا''۔

(انسانیت موت کے دروازے پر از مولانا ابوالکلام آزاد)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے تاثرات............

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ رابع کی شہادت کی خبر مدینہ شریف میں پھیلی

چاروں طرف کہرام مچ گیا بقول ابوالکلام آزاد کوئی آنکھ نہ تھی جو روتی نہ ہو بالکل وہی منظر درپیش تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن دیکھا گیا تھا۔

- اب عرب جو چاہیں کریں کوئی انہیں روکنے والا نہیں (سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے فقہ اور حکمت رخصت ہو گئے۔

(حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

- ایک بار جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کو شہادتِ علی رضی اللہ عنہ پر کیسا رنج ہوا تھا فرمایا کہ جیسے کسی ماں کا ایک ہی فرزند ہو اور وہ اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔
- کئی شاعروں نے مرثیے لکھے: قریش میں حسب و نسب میں سب سے بہتر بہترین شخص۔
- لوگو! تم سے ایسا شخص رخصت ہو گیا ہے جس سے علم میں نہ اگلے پیش قدمی کر سکے اور نہ پچھلے برابری کر سکیں گے ''امام حسین رضی اللہ عنہ''۔

(آئینہ خلافت)

- بکر بن حماد القاہری نے شعر کہے بعض کا ترجمہ:

''کم بخت تو نے اسلام کے ارکان کو ڈھا دیا جو اسلام اور ایمان میں اول تھا اہل زمین سے افضل تھا قرآن و سنت کے جاننے میں سب سے اَعلم تھا دامادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا دوست اور ناصر تھا۔ جس کے مناقب کے نور اور برھان روشن ہیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام لڑائی میں شمشیر برندہ اور دلیر شیر تھا۔ علی رضی اللہ عنہ کا قاتل بشر نہیں بلکہ شیطان ہے بدبخت ترین ہے میزانِ عمل میں زیاں کارترین

ہے وہ قاتلِ اونٹنی صالح علیہ السلام جیسا تھا جہنم کی آگ کا ایندھن تھا۔

(رحمت للعلمین سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصنف: قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین نے شہادتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اپنے دلی رنج والم کا اظہار اشعار میں کیا:

چنانچہ اسماعیل بن محمد حمید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''دین میں کون سب سے زیادہ طاہر و پاک ہے۔ اسلام میں کون سب سے زیادہ قدیم اور کثیر العلم تھا۔ اور کس کے اہل وعیال سب سے زیادہ طاہر و پاک تھے۔ کون میدانِ جنگ میں نکلا کرتا تھا۔ کون سخاوت کرتا تھا۔ حکم میں کون زیادہ عادل اور سخاوت میں کون زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ قول قرار میں کون زیادہ سچا تھا''۔

ابوالاسود دوئلی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اشعار کا ترجمہ:

''سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے لئے آنسوؤں سے رو رہی اور ان کی موت پر گریہ زاری کر رہی ہیں جو سب سے زیادہ نیک تھا تم نے اسے قتل کر دیا۔ بحر و بر میں سواری کرنے والوں سے بہتر تھا پیادہ پا چلنے والوں اور قرآن مجید پڑھنے والوں میں بہتر تھا''۔

تمام فضائل ان میں جمع تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے قریش میں سب سے دین و حسب میں بہتر تھے۔ علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ماہِ کامل ناظرین کو محو کر رہا ہے جو علم ان کے پاس تھا چھپاتے نہ تھے مغرور اور متکبر نہ تھے۔ لوگوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھو دیا تو وہ قحط زدہ رقبہ کے سرگردان شتر مرغ جیسے ہو گئے۔

فَلَا تُشْمِتْ مُعَادِيَةُ بْنَ صَخْرٍ

فَاِنَّ بَقِيَّةُ الْخُلَفَاءِ فِيْنَا

''لوگو! اب معاویہ بن صخر کو برا نہ کہو کیونکہ اب وہ ہی ہم میں خلفاء کی یاد گار ہیں''

(عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری بحوالہ اسد الغابہ فی الحوال الصحابہ ذکر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و تاریخ الخلفاء سیطوی رحمۃ اللہ علیہ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دارالخلافہ (کوفہ) اور آپ کے مزار اقدس پر متفرق معلومات.........

کوفہ مختلف تحریکوں شورشوں سرگرمیوں کا محور اور علم کا گہوارہ رہا ہے بصرہ اور کوفہ سیدنا عمر فاروق اعظم کے دور میں بسائے گئے (از سرنو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دارالخلافہ بنایا یہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف کی اشاعت کا کام کیا کوفہ اس قدر علمی مرکز بنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کنز الایمان، حجتہ الاسلام اور سیف اللہ کے خطاب دیئے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسے قبتہ الاسلام گردانتے تھے سیدنا ابوحنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث وفقہ کی لازوال خدمات یہیں سرانجام دیں واضح رہے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کا ثمر تھے۔

جہاں پہلے کوفہ آباد ہوا وہاں اب کھنڈرات ہیں صرف ایک قصبہ رہ گیا ہے البتہ پرانے آثار میں ایک مکان اپنی اصلی ہیت میں بدستور قائم ہے یہ وہ مکان ہے جہاں مولائے کائنات اپنے صاحبزادوں حسنین کریمین اور دیگر اہل خانہ سمیت ایک عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ اسے بیتِ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بیت علی رضی اللہ عنہ کے باہر چار دیواری اور عالیشان گیٹ ہے جب کہ اندر وہی قدیم طرز کا سادہ مکان ہے گیٹ پر سورۃ النبا، سورۃ الدھر تحریر ہے عین وسط میں بحروف جلی

آیتِ مباھلہ درج ہے مکان کے ایک گوشہ میں ایک کنواں بھی ہے لوگ بطور تبرک پانی لے جاتے ہیں۔

دلچسپ تاریخی معلومات:

دروازہ سے داخل ہوں تو ایک جانب چھوٹا سا حجرہ ہے اس پر مکتبہ الحسن و الحسین رضی اللہ عنہم کا بورڈ لگا ہے یہ امامین رضی اللہ عنہ کی آرام گاہ تربیت گاہ اور دار المطالعہ تھا دوسری جانب پانچ کمرے ہیں جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہ اور اہل خانہ کی قیام گاہ تھی ان حجروں میں دہلیز اور کواڑ بھی نہ تھے ایک کمرہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نشست گاہ ہے جس میں ایک محراب ہے یہاآپ کا خلوت کدہ تھا متصل کمرہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا ''مغسل شریف'' ہے جہاں آپ کو بعد از شہادت غسل دیا گیا یہ معلومات وہاں حد تواتر تک مشہور ہیں۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

جامع مسجد کوفہ:

قدیم ترین عمارت: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کی بنیاد رکھی آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر اپنے فوجیوں کی تعداد کے مطابق چالیس ہزار نمازیوں کے لئے مسجد تعمیر کروائی بعد میں زیاد نے وسعت دے کر ساٹھ ہزار افراد کے لئے گنجائش پیدا کی چار دیواری قلعہ نما ہے صدر دروازہ آیاتِ قرآنیہ سے مزین ہے۔ممبر سات زینوں پر مشتمل ہے اسی جگہ مولائے کائنات باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے محراب کے متصل ہی دیوار قبلہ میں وہ مقام ہے جہاں آپ رضی اللہ عنہ پر شقی بد بخت ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا تھا تاریخی جملہ تحریر ہے جو خنجر لگتے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا......!

......فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ......

''رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا''

ایک اور طغرے میں محراف پر سونے کے پانی سے یہ آیت درج ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا

''تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والے ہیں''۔

خصوصی محراب:

ایک وسیع و عریض صحن میں گیارہ محرابیں اور مقامات ہیں جن سے عجیب روایات منسوب ہیں داستانوں کا ماخذ حبہ عرنی کی روایت ہے جیسے علامہ حموی نے بھی معجم البلدان میں نقل کر دیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیت المقدس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا۔

''تو کوفہ کی جامع مسجد میں نماز ادا کرے تجھے باقی مساجد کی نسبت دس گناہ ثواب ملے گا یہ روایت عقلی و نقلی حوالے سے بے اصل ہے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حبہ عرنی کے بارے میں لکھا ہے''حبہ عرنی شعیہ تھا اس نے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین کے موقع پر اسّی بدری صحابہ موجود تھے اور یہ امر محال ہے'' حافظ ابن حجرؒ نے بھی یہ بات لکھی ہے ابن حبانؒ کا یہ قول نقل کیا ہے'' حب عرنی شیعہ تھا احادیث کے نام سے واہی تباہی روایات بیان کرتا تھا''۔

تاریخی صحت سے قطع نظر فی الوقت وہاں کئی یادگاریں قائم ہیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب مصلّے اور محراب ہیں۔ایک محراب پر مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہے۔شب معراج آپ یہاں ٹھہرے تھے۔

ایک محراب مصلّیٰ جبریل علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے جہاں آپ رضی اللہ عنہ

مجمع میں خطاب فرمارہے تھے آپ نے فرمایا عرش فرش پوری کائنات اس وقت بری نگاہوں میں ہے شمر نے پوچھا بتاؤ میرے سر میں سفید بال کتنے ہیں فرمایا اکتیس اور ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہوا ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا''اس وقت جبریل کہاں ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے چند لمحے مراقبہ کیا...... پتہ چلا جبرائیل علیہ السلام آپ ہی ہیں (شیعہ مزڈر کا بیان)

مسجد کوفہ میں ایک ہزار انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی (روایت) اس صحن میں وہ مقام ہے۔جہاں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکل کر قیام فرمارہے۔ حفاظت کے لئے کدر کی بیل لگی تھی یہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا دفن ہے صحن مسجد میں ایک جگہ کنواں نما دائرہ بنا ہوا ہے۔یہاں وہ تنور تھا جہاں سے پانی کا چشمہ اُبلا جس سے طوفانِ نوح علیہ السلام کا آغاز ہوا تھا۔یہ درست ہے یقینی ہے یہاں متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین ہزاروں اولیاء رضی اللہ عنہ مشائخ، علماء، محدثین رحمۃ اللہ علیہم نمازیں ادا کرتے رہے اسی لئے یہ مسجد اہل محبت کے لئے باعث کشش ہے۔

روضہ مبارک حضرت امام مسلم عمارت پر ٹنوں کے حساب سے سونا لگا ہوا ہے سبزی طلائی گنبد ہے حضرت امام مسلم کی شہادت کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

تاریخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں ہے''قولِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے اولادِ عبد المطلب میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والا نہیں پایا''اسی جملہ دریا بکوزہ سے پوری زندگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

مختار ثقفی:

کی قبر بھی قریب ہے امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا شاندار کارنامہ انجام دیا تھا شہادت ازلی اس پر غالب آئی کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ۶۷ھ میں اس کو قعرِ

جہنم میں پہنچایا۔(مزدّر۔جھوٹا۔زیارت کرنے والا۔(فیروز اللغات اردو))

حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا سبز روضہ ہے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے پناہ دی تھی جس کے نتیجے میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت علیؓ کی صاحبزادی کا مزار:

جامع مسجد کوفہ کے صدر دروازے سے باہر سڑک کی دوسری سمت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) کا مزار ہے۔

قصر الامارۃ گورنر ہاؤس:

اب یہ عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہے اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا۔ یزیدی دور میں یہ عمارت اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ظلم وستم کا مرکز رہی یہاں کتنے ہی شہداء کے سر لائے گئے ظالموں کے سر بھی یہاں لائے گئے۔عبد الملک نے جب سروں کی داستان سُنی تو خوف سے کانپ اٹھا اور اس منحوس عمارت کو منہدم کرنے کا حکم دیا اور گورنر ہاؤس دوسری جگہ منتقل کیا۔

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

نجف کوفہ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے یہاں دو چشمے ربض اور نجف رواں تھے۔حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے روضہ مبارک کی عمارت عظیم الشان ہے اور سنہری ہے دنیا کی سب سے بیش قیمت اور خوبصورت عمارت ہے۔

روضہ شریف کی عمارت میں داخل ہونے کے لئے تین بلند اور بارعب دروازے ہیں۔بڑا دروازہ ساٹھ ستر فٹ بلند ہے آستانہ پینتالیس ہزار مربع میٹر میں ہے زائرین کے لئے حجرے بنائے گئے تھے مگر اب وہاں شیعہ امراء مدفون ہیں۔عمارت پہ مینار ہیں فن تعمیر اس پر نازاں ہے ایک عظیم ہال ہے جس میں مزار اقدس ہے سونے کی بنی ہوئی جالیاں ہیں چھت سونے کی ہے۔

پوری عمارت کے حسن و جمال کی منظر کشی سے الفاظ عاجز اور قلم جامد ہے پر مقام ''شنیدہ کے بوَد مانند دیدہ'' کا ہم پہلو مصداق ہے۔

آدم ثانی:

جالی مبارک کے اندر دراصل دو حضرات کے مزارات ہیں۔ایک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دوسرے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سیدنا آدم علیہ السلام کی قبر اطہر ہے مگر تاریخی طور پر اس کی تصدیق نہیں ہوئی آدم علیہ السلام کی قبر اطہر منیٰ کے مقام پر مسجد خیف کے قریب ہے۔

البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ یہاں حضرت نوح علیہ السلام مدفون ہیں کیونکہ آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے لفظ آدم سے مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کا مزار ہے چونکہ عظیم المرتبت حضرات کے مزارات ہیں اس لئے نجف شریف کی بجائے یہ شہر نجف اشرف کہلاتا ہے۔شہنشاہِ فقر و درویشی حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ بارگاہِ خداوندی میں تڑپ تڑپ کر روتے جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو کوفہ کی غذا سے پرہیز کرتے مدینہ شریف سے ستو وغیرہ منگوا لیتے۔

فقر و فاقہ کے باعث کمبل خریدنے کی استطاعت نہ تھی ایک مرتبہ سردی میں ٹھٹھر رہے تھے عرض کی گئی۔ بیت المال سے کمبل لے لیں فرمایا مسلمانوں کے مال میں کمی اور نقصان مجھے گوارا نہیں آج جبکہ ہر طرف اعلیٰ عمارتوں کا رواج ہے اہل اللہ کے مزارات بھی عالی شان بنا دیئے جائیں تو آخر کیا ہرج ہے۔

حضرت علیؓ کے مزار کی تحقیق:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے بارے میں تواتر کی حد تک تو یہی مشہور ہے کہ آپ نجف اشرف میں مدفون ہیں مگر تاریخی طور پر اس میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں سازشوں اور فتنوں کا سامنا رہا جس

طرح اپ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا ان حالات واقعات کی نزاکت کا تقاضا تھا کہ آپ کی تدفین کو خفیہ رکھا جائے۔ خوارج آپ کے سخت دشمن تھے جس شقی القلب ابن ملجم سے آپ نے جامِ شہادت نوش کیا تھا اس کا تعلق بھی اس فرقہ نا خرجام سے تھا۔ (ناخرجام بداصل) آپ کی قبر مبارک مخفی رکھا گیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے م ۴۶۳ھ نے بہت متضاد روایات نقل کی ہیں جن کا اشارۃً خلاصہ یہ ہے۔

۱) محمد بن سعد کہتے ہیں جامع مسجد کوفہ کے قریب قصر الامارہ میں دفن کیا گیا۔ تاریخ بغداد

۲) ابوزید بن طریف کا کہنا ہے۔ (تاریخ بغداد)

جامع مسجد کی دیوار کے قبلہ کے ساتھ یزید بن خالد کے گھر میں دفن کیا گیا ایک بار اس میں کھدائی کا کام ہو رہا تھا کہ آپ کی نعش مبارک تروتازہ برآمد ہوئی۔

۳) عبداللہ العجلی کا بیان کوفہ میں کسی جگہ مدنون ہیں۔ (ایضاً)

۴) ایک روایت تدفین کوفہ میں ہوئی پھر امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کے بعد آپ کی نعش مبارک کو مدینہ منورہ لے گے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا۔ ایضاً

۵) بعض روایات آپ کے جد اطہر کو تابوت میں محفوظ کر کے اونٹ پر سوار کیا گیا راستے میں اونٹ گم ہو گیا اور قبیلہ طے کے علاقہ میں جا پہنچا۔ انہوں نے خزانہ سمجھ کر تابوت کھولی مگر جب نعش برآمد ہوئی تو اسے دفن کر دیا اور اونٹ کو ذبح کر کے کھالیا۔ ایضاً۔

۶) ابوجعفر حضرمی: نجف اشرف میں جس قبر کو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

مزار سمجھ رکھا ہے اگر واقعی ایسا ہوتا تو میں شب و روز یہیں کا ہو کر رہ جاتا یہ مزار دراصل مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ایضاً

۷) مشہور قول یہ بھی ہے کہ افغانستان میں دفن ہیں یہ علاقہ مزار شریف کے نام سے موسوم ہے یہاں شاندار آستانہ عالیہ ہے جو مرجع خلائق ہے کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے قدیم جھنڈے میں آپ کے مزار کا نقشہ تھا۔ (معجم البلدان جلد پنجم)

بہر حال عوام نجف اشرف ہی میں زیارت کی غرض سے جاتے ہیں بہت سی کتب میں نجف ہی کا ذکر ہے علامہ یعقوب صحوی نے بھی نجف ہی کا ذکر کیا ہے (عبایا بمعنی جُبّہ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک نجف اشرف میں چند فرلانگ کے فاصلہ پر ہزاروں قدیم قبرستان ہے اس میں ہزاروں رجال دین آسودہ ہیں۔ ابو سے اشعری رضی اللہ عنہ کا مزار بھی اسی قبرستان میں ہے سیدنا ہود، سیدنا صالح علیہ السلام کا روضہ مبارکہ بھی ہے مسیّب سے اکلومیٹر پر قریہ اوالا د مسلم ہے جہاں امام مسلم رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادوں ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں اہل بیت اطہار کے دو غنچہ ہائے نازنین آرام فرما ہیں یہ نہایت ہی بے دردی سے شہید کیے گئے۔ تھوڑی دور حضرت عون بن علی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ (تلخیص از "سفرِ محبت" بصیر پور شریف سے بغداد معلیٰ تک مصنف حضرت صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ بصیر پور شریف اشاعت ۲۰۰۲ء دار العلوم حنفیہ فریدیہ اکاڑہ)

باب سوم

- قرآن مجید اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- فضائل از احادیث مبارکہ
- غزوہ خندق اور غزوہ خیبر
- اقوال زریں
- یمن کی طرف روانگی
- سب سے بہادر کون؟
- مناقب خلفائے راشدینؓ
- حضرت علیؓ صحابہؓ اور غیر مسلموں کی نظر میں
- عظیم سیرت سے متعلقہ واقعات (لازماً دیکھئے)
- اخلاص
- مسئلہ خلافت
- چند فیصلے
- سیاسی کارنامے
- عدل وانصاف ۔ سخاوت
- ارشادات عالیہ

فضائل سیرت و کردار

(قرآن مجید اور حضرت علی رضی اللہ عنہ)

ا۔ پارہ ۶ المائدہ آیت ۵۵:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۝

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اللہ کے حضور جھکے ہوئے بعض کا قول ہے کہ کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سائل کو انگشری صدقہ دی تھی وہ انگشری انگشت مبارک میں ڈھلی تھی بے عمل کثیر کے نکل گئی لیکن امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا رد کیا ہے (خزائین العرفان) بحوالہ تفسیر خازن۔ (راوی ابن عباس) یہ آیت کریمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے رکوع کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک محتاج کو اپنی انگوٹھی صدقہ دیتے دیکھا ہے"

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رکوع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دائیں انگلی کا اشارہ کیا سوالی آگے بڑھا انگوٹھی اتار لی۔

(تفسیر نعیمی پارہ ۶ ص ۵۶۸)

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خصوصی طور پر یہاں ذکر ہے کیونکہ رکوع کی حالت میں خیرات انہوں ہی نے کی ہے۔ (آیت کریمہ بغور ملاحظہ فرمایئے نماز اور رکوع کے درمیان زکواۃ و صدقہ کا ذکر ہے آخر کسی صاحب نے تو نماز کے دوران ہر عمل کیا ہے) یہاں رکوع سے مراد عجز و نیاز اور دلی خشوع

وخضوع بھی ہے جب کہ رب تعالیٰ نے حضرت مریم سے فرمایا......وار کعوا مع الراکعین ......حالانکہ بنی اسرائیل کی نمازوں میں رکوع نہ تھا۔

اس آیت کریمہ سے بعض حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور خلفائے ثلاثہ کا ناجائز ہونا ثابت کیا جو کہ بے بنیاد اور غلط ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ ادا کی یہاں ولی، بمعنی ''دوست محبوب'' مددگار ہے نہ کہ بمعنی خلیفہ اور امیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلیفہ کا چناؤ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کیوں نہ پیش کی؟ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ آیت کریمہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی (تفسیر ضیاء القران جلد اول)

۲۔سورۃ توبہ پ۱۰ آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲:

''کیا تم نے ٹھہرالیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے والے کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لایا اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور جہاد کیا اس نے اللہ کی راہ میں وہ نہیں یکساں اللہ کے نزدیک''

قرآن حکیم سورۃ توبہ آیت ۲۰، ۲۱، ۲۲ تلاوت فرمایئے شانِ مہاجرین کا بیان ہے۔ایمان تازہ ہوگا۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

(سورۃ توبہ آیت ۱۹)

یہ آیت کریمہ حضرت علی، حضرت عباس، اور طلحہ بن شیبہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔انہوں نے اپنے اپنے کردار پر فخر کیا (جبکہ ابھی ایمان نہ لائے

تھے) طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں آپ زمزم کا محافظ ہوں'' غزوہ بدر میں اسیری کے دوران کہا جب کہ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیے ہیں۔''

رب تعالیٰ نے فرمایا خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہوتا اور محافظ ہونا آب زمزم کا اور حاجیوں کو پانی بلانا اس (علی رضی اللہ عنہ) کے برابر نہیں جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جہاد کا درجہ ان نیکیوں سے زیادہ ہے۔

کعبۃ اللہ کی مجاوری اور حاجیوں کی خدمت گزاری کرنے والے کو اسلام سے روگردانی کی صورت میں نجات کے لئے کافی سمجھنے والے سُن لیں ایمان کے بغیر کوئی قدر و منزلت نہیں۔

۳۔ پارہ ۲۹ سورۃ الدھر آیت ۷، ۸:

يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۝

''اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین یتیم ار قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں اور نہ شکریے کے'' (تفسیر کبیر جلد ہشتم روای ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرات حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبادت کے لئے تشریف لائے فرمایا۔ ان دونوں کے لئے نذر مانو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی کہ تین دن روزے رکھیں گے۔ امامین رضی اللہ عنہ کو شفا ہوگئی روزے رکھے کھانے کو کچھ نہ تھا ایک یہودی سے بعوض اُجرت ''جو'' لئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے آٹا بنایا (پیس کر) پانچ روتیاں پکائیں افطار کے وات ایک سوالی آیا۔ اے اہلبیت

محمد! السلام علیکم" میں مسکین ہوں مجھے کھانا کھلاؤ وہ کھانا اُسے دے دیا خود پانچوں حضرات رضی اللہ عنہم نے پانی سے افطاری کی۔ اگلے روز پھر روزہ رکھا۔ افطاری پر ایک یتیم آیا۔ سارا کھانا اُسے دے دیا۔ تیسرے دن ایک قیدی آیا سارا کھانا اُسے دے دیا۔ اگلے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور خدمتِ اقدس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے یہ بھوک کی وجہ سے پارہ کی طرح کانپ رہے تھے آپ نے پیار کیا مذکورہ آیات نازل ہوئیں۔ تفسیر ضیاء القرآن میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے دیکھا وہ بھی فاقہ سے سمٹی پڑی ہیں تفسیر قرطبی اور مظہری کے حضرات کہتے ہیں یہ واقعہ من گھڑت ہے دیگر تمام تفاسیر میں یہ واقعہ موجود ہے مثال کے طور پر تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ سورۃ الدھر میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ نہایت بلند پایہ عارف باللہ بھی ہیں یہی فرماتے ہیں" خلاصہ و مفہوم عرض ہے سورۃ دھر کی آیت ۷ تا ۲۴ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ و حسنین رضی اللہ عنہما مصنف نور العرفان اور مفسر نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ واقعہ لکھا ہے) اسی لئے تو حضرت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو...... تاجدارِ ھل اتیٰ...... کہا جاتا ہے۔ درویش لاہوری اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے بانوئے...... آں تاجدار ھل اتیٰ...... یہ آیات مدنی ہے اور بقیہ مکی۔ اس سورۃ کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیے......

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝

"جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا"۔ (ضیاء القران جلد پنجم)

بے شمار مفسرین نے ان آیات کا سبب نزول مذکورہ حضرات ہی مراد لئے ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

فضہ رضی اللہ عنہا صرف پانچ روٹیاں تیار کیں سائل روزانہ یہی کہتا تھا کہ اس کے گھر پانچ افراد کھانے والے ہیں چوتھے دن سب کا بدن کمزوری کے باعث چوزے کی طرح کانپتا تھا پیٹ پشت سے لگے آنکھیں اندر گھس گئی ہیں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام آیات ۷ تا ۲۷ لے کر نازل ہوئے ان تینوں دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فقیر، یتیم اسیر کی شکل مین آئے برائے امتحانِ صبر اہل بیت رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہم نے ملک دنیا کوتلوار وجہاد سے لیا۔ ملک عقبیٰ کو ان روٹیوں سے جو تین دن خیرات کیں۔ (تفسیر عزیزی)

۴۔ سورۃ النحل آیت ۷۵:

''بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ایک بندہ ہے جو مملوک ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا، اسکے مقابلہ میں ایک وہ بندہ ہے، جسے ہم نے رزق دیا اپنی جناب پاک سے رزق حسن۔ پس وہ خرچ کرتا رہتا ہے اس سے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر (اب تم ہی بتاؤں) کیا یہ برابر ہیں؟''

اس آیت کریمہ کے ضمن میں شاہ اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں اپنے ہی ہاتھ سے اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم کے متعلق لکھا:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک قطبیت غوثیت ابدالیت اور دیگر مدارج ولایت سب آپ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے عطا ہوتے ہیں نیز بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ہمت کو بڑا دخل ہے اور یہ حقیقت عالم ملکوت کے سیاحوں پر مخفی نہیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۵۸۶)

۵۔ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳:

قرآن مجید سے تلاوت فرمالیں راوی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ممبر پر یہ آیات تلاوت فرمائیں اور ارشاد فرمایا: کہ میں ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبد الرحمٰن، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کو یہ مژدہ سنایا جارہا ہے۔

''بلاشبہ وہ لوگ جن کے لئے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی اس جہنم سے دُور رکھے جائیں گے وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ ان (نعمتوں) میں جن کی خواہش انہوں نے کی تھی ہمیشہ رہیں گے۔ نہ غمناک کرے گی انہیں وہ بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔''

سبحان اللہ! کتنا کریم ہے خداوندِ عالم اور کتنے بلند اقبال وہ بندے جن کے ساتھ روز محشر ایسا سلوک کیا جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُكَرَّمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۱۸۸ محرم ۱۴۰۰ھ)

۶۔ سورۃ المجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۱۲:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ط ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ط

''اے ایمان والوں جب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے''۔

شانِ نزول:

حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اغنیا اپنی عرض ومعروض کا سلسلہ اتنا دراز کرتے تھے کہ فقرا صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ملتا تھا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار صدقہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سوال کیے اس آیت پر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور کسی اور کو موقعہ نہ ملا آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔

(خزائن العرفان۔روح البیان۔نور العرفان۔ضیا القرآن)

خیال رہے یہ پابندی خفیہ عرض معروض کرنے پر تھی اس دوران کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ کو مشورہ کی ضرورت نہ پڑی ورنہ اصحاب رضی اللہ عنہم خصوصاً ابو بکر رضی اللہ عنہ وعثمان غنی رضی اللہ عنہ تو اشارے پر لاکھوں خیرات کر دیتے تھے غرباء کی دلجوئی فرماتے ہوئے معافی کا اعلان فرما دیا گیا۔صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

۱) دنیا کیا ہے......فرمایا توحید اور توحید کی شہادت

۲) فساد کیا ہے......فرمایا کفر وشرک

۳) حق کیا ہے؟......فرمایا اسلام۔قران۔ولایت جب تجھے ملے

۴) حیلہ (تدبیر) کیا ہے؟......فرمایا ترکِ حیلہ۔

۵) مجھ پر کیا لازم ہے؟......اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

۶) کیسے دعا مانگوں......فرمایا۔صدق ویقین کے ساتھ۔

۷) عرض کیا کیا مانگوں؟......فرمایا عافیت دوسری روایت میں عاقبت کا لفظ ہے۔

۸) سرور کیا ہے؟......فرمایا جنت

۹) نجات کے لئے کیا کروں؟......فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔

۱۰) راحت کیا ہے؟......فرمایا اللہ کا دیدار۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم)

۷۔سورۃ واقعہ آیت کریمہ ۷۵:

''پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی سجدہ گاہوں کی قسم کھائی ہے۔ بعض کے نزدیک ان کے مزارات پُر انوار مراد میں ملا جیون اپنی تفسیر احمدی اور علامہ اسماعیل حقیؒ بھی یہی لکھتے ہیں ان میں خصوصی طور پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

۸۔سورۃ الفتح آخری آیت کریمہ:

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں۔ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے مراد فاروق اعظمؓ ہیں۔ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ سے مراد عثمان غنیؓ ۔اور تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَا ھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط۔سے مراد خصوصی طور پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔(تفسیر حسینی قادری خصائص الکبریٰ)

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے علم کے ہزار باب سکھائے اور میں نے ہر باب سے ہزار باب علم کے نکالے۔

(تفسیر نعیمی پارہ تیسرا ص ۴۴۶)

۹۔سورۃ آل عمران (آیت مباہلہ):

''توان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی

عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"

شانِ نزول:

وفد نجران کے عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں...... عیسائیوں نے اپنی بات پر ضد کی اللہ نے مباہلہ کا حکم دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر باہر تشریف لے گئے۔ عیسائیوں کے سرادار نے کہا اے عیسائیو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے کسی پہاڑ ہٹانے کو کہیں تو اللہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے خدا کے لئے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا آخر انہوں نے جزیہ پر صلح کر لی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "رب کی قسم نجران والوں پر عذاب قریب ہی آ گیا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندر اور سور بن جاتے جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا نجران کے چرند و پرند تک ختم ہو جاتے بلکہ ایک سال کے اندر روئے زمین کے عیسائی ہلاک ہو جائے"۔
(تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر تفسیر نعیمی)

۱۰۔ سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۳:

اس واقعہ کے بعد ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمبل شریف میں حسنین رضی اللہ عنہما فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کو لے کر آیت تطہیر (سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۳) تلاوت فرمائی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ اہلبیت رضی اللہ عنہم سے ہر لغزش دور فرما دے۔

آیتِ مباہلہ سے یہ ثابت ہے کہ حضرات حسنین و فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم بڑے درجے والے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا پر آمین کہنے کے لئے انہیں منتخب فرمایا

اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قرار پائے یہ آیت آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف دختر سے چلا۔

اعتراض:

اس آیت مباہلہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی مرضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کے مستحق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آیت مبارکہ میں اپنا نفس فرمایا نفس سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب: یہاں نفس سے مراد (اَنْفُسَنَا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کریم ہے ذات کو بلانے کا مطلب اپنے آپ کو وہاں پہنچا دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹوں میں داخل ہیں کیونکہ عرف میں داماد کو بیٹا کہا جاتا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ انفس میں داخل بھی ہوں تو اس سے ان کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہونا لازم نہیں قرابت دار اور دینی بھائیوں کو انفس کہہ دیتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نسب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب۔ دین میں بھی۔ اس لئے انہیں انفس میں شامل فرمایا گیا۔ یہاں خلافت کا استحقاق ثابت نہیں۔ اگر انفس میں داخل ہونے سے آپ رضی اللہ عنہ امامت کے مستحق ہیں تو چاہیے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں امام ہوں بلاشبہ وہ خلفائے ثلاثہ کے بعد امام برحق تھے۔

اعتراض:

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت تھی تو آپ ان کو مباہلہ میں کیوں نہ لے گئے۔

جواب: عیسائیوں سے مقابلہ تھا ایسے موقع پر اپنے عزیز و اقارب ہی پیش کئے

جاتے ہیں اگر اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو لے جاتے تو عیسائی کہتے اپنے بچوں کو بچالیا (عذاب کے خوف سے)۔

اعتراض:

سارے اصحاب رضی اللہ عنہم منافق تھے اور خلافت کے غاصب بن گئے اس لئے ان کو مباہلہ کے موقع پر شریک نہ کیا کیونکہ مباہلہ میں مومنین شریک کئے جاتے ہیں۔

جواب: تعجب ہے کہ مباہلہ میں تو شریک نہ کیا اور بیعت رضوان جیسی اہم نعمت میں شریک کر لیا بیعتِ رضوان کی بناء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں یہ بیعت مباہلہ سے کہیں بڑھ کر ہے اگر یہ حضرات منافق تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کی گواہی سے کیسے جائز ہوا نیز شبِ ہجرت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ کیوں لیا گیا منافق کو ساتھ نہیں لیا جاتا بلکہ مکمل اعتبار و اعتماد والے کو لیا جاتا ہے۔

اگر یہ غاصب تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے دورِ خلافت میں ان سے تعاون کیوں فرماتے رہے ان سے ہدیہ کیوں لیتے رہے۔

اعتراض:

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں تھی تو سب کو ساتھ کیوں نہ لیا (مباہلہ کے موقع پر)

جواب: قراٰج و حدیث و اسلامی تاریخوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو بنات فرمایا گیا جو کہ ایک سے زائد کے لئے استعمال ہوا ہے۔

دارصل مباہلہ کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی صاحبزادیاں وفات

پا چکی تھی یا بعض مکہ معظّمہ سے آئی نہ تھیں۔

فضائل ومناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

............از احادیث مبارکہ............

۱) افضل مناقب میں عجب امر یہ ہے کہ ولادتِ طیبہ اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ جو کعبہ میں ہوئی۔ سینکڑوں کتبِ معتبرہ ومستند کے حوالے موجود ہیں۔

۲) حضرت سردار ابو طالب نے نصیحت فرمائی ''اے علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑنا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محامد حسنہ اور فضائل جمیلہ اَن گنت ہیں۔

۳) غزوہ بدر میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور سیّدنا میکائیل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

۴) سب سے بڑی فضیلت یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی دے دی جو خاتونِ جنت، عورات عالَم کی سردار فاطمۃ الزھرا بتول سلام اللہ علیھا ہیں۔

۵) ہر غزوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑے فضائل ہاتھ آئے۔

(ترمذی شریف جلد دوم ترجم۔ اردو کا حاشیہ از مولانا بدیع الزماں صاحب)

۶) ''میں حکمت کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ۔'' (مشکوٰۃ، وترمذی)

۷) ''میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ۔'' (حدیث شریف)

۸) انبیاء علیہم السلام اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بعد بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

۹) ایک بار حضرت جبرایل علیہ السلام انسانی شکل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ پوچھا ''اس وقت جبریل کہاں ہیں؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرق ومغرب شمال جنوب کا مشاہدہ فرمایا، آسمانوں پر دیکھا۔ جبریل علیہ السلام

کہیں نظر نہ آئے۔ فرمایا "جبریل تم ہی ہو۔"

(نزھتہ المجالس جلد دوم مصنف علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ مترجم......)

۱۰) لوگوں نے پوچھا "امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ کے پاس اتنا علم کہاں سے آیا؟" فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کے طفیل۔

کوفہ کی جامع مسجد میں محراب جبریل ہے۔ جہاں حضرت جبریل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے تھے۔ بحوالہ "سفرِ محبت" مصنف مولانا صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری بصیر پور شریف۔

۱۱) حدیث شریف۔ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ۔ راوی عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ
ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے۔ (احمد۔ ترمذی)

۱۲) حدیث شریف: " وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ "اور وہ ہر مومن کے دل میں۔ (احمد۔ ترمذی اور مشکوٰۃ)

یہاں ولی بمعنی دوست مددگار ہیں نہ کہ خلیفہ بلافصل (مقاماتِ صحابہؓ)

۱۳) حدیث شریف روای ابن ارقم رضی اللہ عنہ "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ"۔ "میں جس کا مولیٰ ہوں علی رضی اللہ عنہ اُس کا مولیٰ ہے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ بحوالہ احمد)

مولیٰ کے معانی بحوالہ قاموس: صاحب، مالک، غلام، محب، مددگار، تابع، قریبی رشتہ دار اور معانی بحوالہ تاریخ الخلفاء مولا اسم رب ہے مالک، سردار، ناصر، محب۔

ایک واقعہ بحوالہ مشکوٰۃ شریف سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اَنَا مَوْلٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ "میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ شیر نے فوراً قدم چومے اور قافلہ سے ملا دیا اس روایت میں مولا بمعنی غلام ہے۔

سورۃ البقرہ کے آخر رکوع میں مولا کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے آیا ہے "اَنْتَ مَوْلٰنَا" جس لفظ کے کئی معنی ہوں وہ کسی دعوے کی دلیل نہیں بن سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکور بالا حدیث میں مولا کے معانی والی، مددگار، اور دوست کے ہیں۔

۱۴) بحوالہ نزھۃ المجالس جلد دوم، ریاض النضرۃ جلد دوم "حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تمام مسلمانوں پر ایسے ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر" (حدیث شریف) حضرت علی رضی اللہ عنہ مشفق باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۵) ریاض النضرۃ جلد دوم روای سلیمان رضی اللہ عنہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور علی رضی اللہ عنہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ایک نور تھے پھر اللہ نے اس نور کے دو ٹکڑے کئے ایک میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں دوسرا علی رضی اللہ عنہ"

۱۶) از تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی شریف "تمام انسانی مختلف اشجار سے ہیں میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور علی رضی اللہ عنہ ایک ہی شجر سے"

۱۷) ریاض النضرۃ جلد دوم: ایک بار حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کی ملاقات ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسکرائے اور مبارک باد دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کا سبب پوچھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہے پل صراط سے آسانی سے وہی گزرے گا جسے علی رضی اللہ عنہ پرچی دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مبارک باد دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیسی مبارک باد؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ پرچی اسے دے گا جس کے دل

میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت ہوگی۔

(۱۸ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد خدا کی قسم میں ایک سجدہ کرتا ہوں دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لوں۔

(۱۹ بوقت فتح مکہ معظّمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہوکر بتوں کو توڑ فرمایا میں بیٹھتا ہوں تم میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر بت توڑو چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر کھڑے ہوئے بُت توڑے تمام حجابات رفع ہو گئے نیچے اترے چھلانگ لگائی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اتارا تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

(۲۰ علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے تاریخ الخلفاء۔

(۲۱ جتنی احادیث ان کی شان میں ہیں اتنی اور کسی کی شان میں نہیں۔

(امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۲ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مواخاتِ مدینہ شریف میں مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا گیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انت اخی فی الدنیا والآخرۃ'' (ترمذی شریف جلد دوم)

(۲۳ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مانگتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے۔

(روای حضرت علی رضی اللہ عنہ، ترمذی)

(۲۴ ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا''۔

(راوی امّ سلمہ رضی اللہ عنہا، مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۵ ایک انصاری بی بی رضی اللہ عنہا نے ایک بٹیر یا چڑیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجی فرمایا'' الٰہی میرے پاس ایسے شخص کو لا جو تجھے ساری

مخلوق سے محبوب ہو کہ میرے ساتھ یہ کھائے تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے آپ کے ساتھ کھایا۔

(راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ ترمذی شریف)

یہ حدیث کئی اسناد سے مروی ہے تعداد اسناد سے ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔(مرقاۃ)

۲۶) صحیح مسلم شریف راوی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جب آیت مباہلہ (سورۃ آل عمران آیت ۶۱ پارہ تیسرا) نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات علی و فاطمہ حسین و حسین رضی اللہ عنہم کو لا کر دعا فرمائی ''الٰہی یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں''۔مباہلہ کا بیان گذشتہ صفحات پر بیان کیا ہے۔

۲۷) راوی جابر رضی اللہ عنہ غزوہ طائف کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی فرمائی۔سرگوشی بہت دراز ہوئی فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے سرگوشی کی۔(ترمذی)

۲۸) ''جو شخص علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے الٰہی تو بھی اس سے محبت کر اور جو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ''۔(ترمذی،مسلم)

۲۹) ''اے علی رضی اللہ عنہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو'' راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ۔(ترمذی شریف)

۳۰) بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ راوی علی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا۔عرض کی میں نا تجربہ کار ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا الٰہی اس کے قلب کو روشن فرما دے۔زبان میں تاثیر عطا فرما دے قسم ہے خدا کی! پھر مجھے کسی مقدمہ میں کوئی تردّد پیدا نہ ہوا اور فیصلہ بھی درست کیا۔

۳۱) حدیث شریف: ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی''

۳۲) حدیث مبارکہ: ''میں نبی آدم کا سردار ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سید العرب ہیں''

۳۳) حدیث مبارکہ: ''علی رضی اللہ عنہ میرے رازوں کے خزینہ دار ہیں''

۳۴) حدیث مبارکہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ مخلوق پر حجت الٰہی ہیں'' (تاریخ الخلفاء)

۳۵) حدیث مبارکہ: ''علی رضی اللہ عنہ کی محبت آتش جہنم سے رہائی ہے''

(نقوش رسول نمبر جلد نہم)

۳۶) حدیث مبارکہ: علی رضی اللہ عنہ مومنوں کے سردار، متقین کے امام، اور پابند صوم و صلوٰۃ لوگوں کے پیشوا ہیں''

۳۷) حدیث مبارکہ: اے اللہ حق کو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھیر دے''۔

۳۸) حدیث مبارکہ: مسجد میں میرے اور تیرے سوا کسی کو حلال نہیں جبکہ جُنبی ہو۔ (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی شریف)

۳۹) حدیث شریف: علی رضی اللہ عنہ میں اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی میں نہیں۔

(طبرانی شریف)

۴۰) ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء)

۴۱) ''علی رضی اللہ عنہ قران کے ساتھ ہے اور قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے''

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۲) ''وہ شخص بد بخت شقی ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا تمہاری داڑھی خون میں تر بتر ہو جائے گی۔'' (حدیث شریف)

۴۳) عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اشعت للمعات ج ۴ میں لکھتے ہیں: حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیا تو پانی کے چند قطرے آپ کی پلکوں پر ٹھہرے رہے میں نے اپنی زبان سے چوس لئے پس علم و فرمان، حکمت ادراک کا سمندر میرے سینے میں ٹھاٹھیں مانے لگا۔

۴۴) راوی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ''تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مسلم، بخاری)

۴۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عہد لیا فرمایا مومن مجھ سے محبت کرے گا منافق مجھ سے بغض کرے گا۔

۴۶) غزوہ خیبر: رواہ مسلم شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ رسول اس سے محبت کرتے ہیں لوگوں نے صبح پائی تو سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا۔ اَیْنَ عَلِیٌّ ابن ابی طالب'' علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کی بوجہ چشم بیمار ہیں فرمایا انہیں بلاؤ بلایا گیا۔ آپ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں سے لگا دیا وہ ایسے اچھے ہو گئے گویا درد تھا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ فرمایا دشمن کے میدان میں اترو اسلام کی طرف بلاؤ'' خدا کی قسم اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لئے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں''

واضح رہے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں تھے مدینہ منورہ میں نہ تھے کہ

وہاں سے اُڑ کر آ گئے جیسا کہ ہمارے بعض حضرات کا بہتان ہے۔
تا قیامت خیبر کا ہر ذرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا خطبہ پڑھتا رہے گا

تعالیٰ اللہ تیری شوکت تیری صورت کا کیا کہنا
کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرّہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک ہاتھ میں ڈھال تھی دوسرے میں تلوار ایک یہودی نے آپ کے ہاتھ پر کوئی چیز ماری جس سے ڈھال گر گئی آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا اور بطور راوی ابو رافع بحوالہ مرقاۃ ڈھال استعمال فرمایا

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوازہ خیبر اکھاڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اُتار دیا خیبر فتح ہوا بعد میں ستر آدمی بھی دروازے کو نہ اٹھا سکے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اربعین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی جب سے حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک میری آنکھ میں لگا میری آنکھیں دکھنے نہ آئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمٰن بن یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گرم کپڑے گرمیوں میں اور سرد کپڑے سردیوں میں پہنتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک ڈالتے وقت یہ دعا بھی فرمائی تھی ''اے اللہ علی رضی اللہ عنہ سے گرمی اور سردی دور کر'' اس دن سے مجھے نہ سردی لگتی ہے نہ گرمی ۔بحوالہ مرقات

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

۴۸) قلعہ قموص: بحوالہ مشکوٰۃ شریف، ترمذی، مسلم، بخاری: خیبر کے قلعہ قموص کا محافظ مرحب یہودی تھا مرحب زور آور جنگجو اور سہ زور پہلوان تھا سر پر دو من وزنی خود آہنی گرز ہاتھ میں لئے مقابلہ میں آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے مرحب نے چلا کی سے وار کیا علی رضی اللہ عنہ نے ہوشیاری سے روکا مرحب نے گرز اٹھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں پکڑ لی مرحب نے تلوار کا وار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر روکا ڈھال ٹوٹ گئی آپ نے قوتِ ایزدی سے خیبر کا دروازہ اکھاڑا اور پھر تلوار اٹھائی تلوار مرحب کی ڈھال کے دو ٹکڑے کرتے ہوئے خود تک پہنچی پاس پاش کرتی ہوئی سر پر آئی سر کاٹتی ہوئی جسم تک پہنچی جسم چیرتی ہوئی زمین پر آ گری۔ درِ خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا اور اسلام کا جھنڈا قلعہ پر گاڑ دیا۔

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق کبھی سوز و سرورِ انجمن عشق
کبھی سرمایہ محراب و ممبر کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق

(اقبال)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں لکھتے ہیں فتح خیبر کا فضل خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخصوص تھا اس فتح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی فضائل و کرامات پائی جاتی ہیں اور کئی احادیث اس واقعہ میں مروی ہیں۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں بابت قلعہ قموص:

قموص کا قلعہ خیبر کے تمام قلعوں سے سخت تر اور مستحکم تر تھا۔ فتح خیبر مکمل طور پر جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی آنکھوں میں اس قدر تکلیف تھی کہ وہ اپنے پاؤں کے سامنے بھی نہیں دیکھ سکتے تھے آشوبِ چشم سخت آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا حضور سلطانِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا تھا سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ عنہ کا سر اپنی ران مبارک پر رکھا اور اپنا لعاب دھن شریف ان کی آنکھوں میں لگا کر دعا فرمائی مکمل شفا ہو گئی دعا ''اے اللہ! گرمی اور سردی ہر دو کو علی رضی اللہ عنہ سے دور رکھ'' چنانچہ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ گرمیوں میں روئی بھرا ہوا سخت لباس پہنتے تھے اور بڑے سرد موسم میں وہ پتلا لباس پہنتے تھے شہنشاہِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص زِرہ ان کو پہنائی اور ذوالفقار عنایت فرمائی فرمایا جب تک یہ قلعہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح نہ فرمائے واپسی کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ ''قسم ہے خدا کی اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمائے تو تمہارے لئے یہ حق تعالیٰ کے راستہ میں سرخ رنگ کے ایک ہزار اونٹ صدقہ کرنے سے بہتر ہوگا''۔ اللہ کی راہ بتانا سب سے افضل عمل ہے صدقہ کفارہ اور فدیہ ہوتا ہے حدیث۔ سونا چاندی فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے ذکر کرنا افضل ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفاتِ بہادری تورات شریف میں موجود ہیں۔ قلعہ سے برآمند ہونے والا پہلا شخص مرحب کا بھائی حارث یہودی تھا جو کہ تین من کے نیزے کو اٹھائے ہوئے تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کیا مرحب اپنے ساتھیوں سمیت بھائی کا بدلہ لینے کے لئے آیا۔ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے جرأت نہ کر سکا پس حضرت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکلے فرمایا: میں وہ شخص ہوں جس کا نام والدہ نے حیدر رکھا ہے (میدان جنگ میں رجز پڑھنا اپنی بہادری کے متعلق جائز ہے) مرحب کو قتل کیا پھر سخت مقابلہ ہوا آپ رضی اللہ عنہ کو قوتِ روحانی نصیب ہوئی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ خندق پھاند گئے اور قلعہ کے دروازے پر آپہنچے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے دروازے کو اکھاڑنے کے لئے ہلایا تو پورا قلعہ ہی ہلنے لگا حتیٰ کہ صیفہ بنت حیّ تخت سے گر پڑی چہرے پر زخم آئے صیفہ قید بھی ہوئیں بالآخر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مبارک میں آگئیں۔ اور امّ المومنین سیدہ صیفہ رضی اللہ عنہا ہوئیں ان کا حال ذکر خیر (۲) میں تفصیلاً لکھا ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ ستر (۷۰) آدمی بھی اس دروازے کو نہ ہلا سکے صرف ایک تختہ (کواڑ) کا وزن آٹھ سو من تھا۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے خیمہ سے باہر آکر استقبال فرمایا اپنی آغوش مبارکہ میں لیا۔

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا میں تم پر راضی ہوں تمام ملائکہ راضی ہیں۔ (مدارج النبوۃ) بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چودھویں رات کے چاند کی طرح حسین و جمیل تھے۔

۴۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ دعا مانگتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

یا کٓھٰیٰعٓصٓ اِغْفِرْلِیْ یا کاف ھا یا عین ص مجھے بخش دے۔

یہ اسمائے حُسنیٰ میں سے ایک ہے بعض علماء نے اسے اسم اعظم فرمایا ہے
(تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ سورۃ مریم بحوالہ قرطبی روح البیان)

۵۰) مفہوم و خلاصہ روایت از تفسیر ابن کثیر مترجم مولانا محمد جونا گڑھی جلد پنجم متعلقہ علم کثیر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بحوالہ تفسیر سورۃ الذاریات ۵۱ پ ۲۶
خلیفہ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے ممبر پر چڑھ کر ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ قرآن کریم کی جس آیت اور جس سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت تم سوال کرنا چاہتے ہو کر لو اس پر ابن الکواء نے کھڑے ہو کر پوچھا ......زَارِیات...... سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ''ہوا'' ...... حَامِلَات...... سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ''ابر'' پوچھا......جَارِیات ...... سے کیا مراد ہے فرمایا کشتیاں پوچھا......مُقَسِّمٰت...... سے فرمایا فرشتے (حدیث مرفوع میں بھی بیان ہے) (مرفوع حدیث ہے جس کی اسناد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچیں۔

۵۱) شجاعتِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ (غزوہ خندق میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خندق کھودنے میں شریک تھے کفار کی تعداد تین ہزار تھی ان میں کفر کی دنیا کا مشہور شہسوار عمر بن وُدّ بھی شامل تھا جو اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا ابن وُدّ گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور خندق پھاند کر لشکرِ اسلام میں آ پہنچا بڑے ہوش اور تکبر سے پکارا کوئی ہے مقابلہ کرنے والا؟ خونِ حیدر رضی اللہ عنہ جوش میں آ گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا'' کافر کو تیرے سپرد کیا اور تجھے اللہ کے سپرد کیا''

پئے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیرِ خداؑ نامِ خُدا لے کر

نہ سینے پر زِرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

ابن وُدّ جنگی ہتھیاروں سے لیس تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف تلوار اور قوتِ ایمانی تھی آپ جوانمردی بہادری اور شجاعت کے کوہِ گراں تھے آپ نے جس بہادری کا ثبوت دیا اس پر زمین والے تو کیا آسمان والے بھی تحسین کے پھول برساتے رہیں گے۔ (بخاری، ترمذی، مسلم، مشکوٰۃ میں یہ واقعہ جوانمردی مندرج ہے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہ مبارک اٹھائی اندازِ جنگ دیکھا اور فرمایا ''وہ دیکھو آج مکمل ایمان مکمل کفر سے لڑ رہا ہے''...... بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ مَعَ الْکُفْرِ کُلِّہٖ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمت دکھائی اُس نے پکارا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے للکارا وہ جوش میں تھا یہ ہوش میں تھے وہ غصہ میں تھر تھرا رہا تھا یہ حوصلہ میں مسکرا رہے تھے اُسنے تلوار لہرائی تلوار چمکی۔ ایک دوسرے پر وار ہونے لگے ابن وُدّ بہادر اور جرار تھا یہ بھی حیدر کرار رضی اللہ عنہ تھے اللہ کے شیر رضی اللہ عنہ نے جلال میں آ کر ضربِ حیدری لگائی جس کی وہ تاب نہ لا سکا تڑپ کر گرا آپ رضی اللہ عنہ چھاتی پر بیٹھ گئے سر کاٹ دیا دوبارہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ انعام ملا'' کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ جو انہوں نے غزوہ خندق میں لڑی تمام مسلمانوں کے اعمال سے افضل ہے'' (حدیث مبارکہ) پوچھا ابنِ وُدّ کے ساتھ لڑائی میں تم کیا محسوس کر رہے تھے'' تو حضرت مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے جواب دیا'' لَوْ کَانَ کُلُّ اَھْلِ الْعَرَبِ فِیْ جَانِبٍ وَّ جَاوَ اَنَا فِیْ جَانِبْ اَلْاٰخِرَاہ لَقَدَرْتُ عَلَیْھِمْ (تفسیر کبیر جلد دوم)

''اگر تمام عرب کے بہادر ایک طرف ہوتے تو ان کے لئے علی رضی اللہ عنہ اکیلا ہی کافی تھا''۔ اب کیوں نہ ہو۔

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلّاعَلِیؓ لَا سَیْفُ اِلّا ذُوالفِقَار

اقبال فرماتے ہیں:

ہو صحبتِ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل تو فولاد ہے مومن

حق سبحان نے فرمایا: اَشِدَّآءُ الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (سورۃ الفتح) بحوالہ مقاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم)

اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰؓ صحابہ کرامؓ کی نظر میں

۱) حضرت علی رضی اللہ عنہم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

۲) آپ رضی اللہ عنہ علم و فراست و بہادری و سخاوت میں بے مثل ہیں۔

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

۳) آپ احکام و قوانین وراثت کے سب سے بڑے عالم تھے۔

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۴) چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیر البریہ کہہ کر مخاطب کیا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

۵) ہمارے نزدیک منافق کی پہچان یہ تھی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بُغض رکھتا ہو۔ (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

۶) اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مشیر و وزیر نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

۷) اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس قوم میں زندہ رہنے سے جس میں علی رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ، بحوالہ آئینہ خلافت ۲)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

''اے لوگو! کل تم سے ایک ایسی ہستی جدا ہو گئی ہے کہ نہ اوّلین آگے بڑھے اور نہ آخر میں اُس کے رتبہ کو پائیں گے۔ جنگ میں جبریل و میکائیل علیہما السلام ان کے دائیں بائیں ہوتے تھے اس عظیم القدر ہستی نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا سوائے سات سو درہم کے جس سے اُن کا ارادہ غلام خریدنے کا تھا۔

(آئینہ خلافت بحوالہ طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ)

شان میں ایک جامع روایت کا خلاصہ:

جناب پروفیسر سعید اختر لکھتے ہیں کہ سب سے مفصل روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفیق ضرار بن ہمزہ رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے قوی تھے۔ حق و انصاف کے مطابق فیصلہ فرماتے زبان و ذہن سے علم کا چشمہ اُبلتا تھا ہر ہر ادا سے حکمت ٹپکتی تھی دنیا اور عیشِ دنیا سے وحشت تھی...... آنکھیں پر آب...... رفتارِ زمانہ پر متعجب...... سادہ اور غربانہ کپڑا مرغوب تھا۔ بڑے ملنسار تھے...... ہم حاضر ہوتے وہ سلام اور مزاج پرسی میں پہل کرتے...... مسکینوں سے محبت کرتے کسی دولت مند یا طاقتور کی مجال نہ تھی کہ وہ ان سے غلط فیصلہ کروالے یا ان سے کوئی بے جا رعایت حاصل کرے۔

(آئینہ خلافت)

حضرت علیؓ کا رتبہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی نظر میں:

''میرے خیال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ زہد و اتقاء میں سب سے فائق تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسلمان مورخین کی نظر میں:

☆ مسعودی لکھتا ہے: ہجرت تبلیغ اور عملی جدوجہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے کتاب اللہ کی روح سے بھی واقف تھے عظیم ترین بے مثل مسلمان تھے''

☆ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ: سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک اونٹ کی کھال تھی۔

☆ ابن خلدون: زیورِ علم سے آراستہ تھے لباس تقویٰ سے پیراستہ، سخاوت و شجاعت ان کی گھٹی میں پڑی تھی اگر اندرونی جھگڑے پیش نہ آتے تو آپ ایک عالم کو منہاجِ نبوت پر چلاتے۔

☆ سید امیر علی: قاہرہ سے دہلی تک ہر کوچہ و بازار میں ان کے کارنامے ذوق وشوق سے بیان کئے جاتے ہیں۔

☆ عمر ابو النصر: خلفائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ اسلام کی تاریخ کے درخشندہ باب کا خاتمہ ہوگیا۔

☆ عباس محمود العقاد: علی رضی اللہ عنہ ''شخصیت اور کردار میں'' بے مثل اوصاف کے حامل تھے۔

حضرت علیؓ کا رتبہ غیر مسلموں کی نظر میں:

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے اسلام کے مشیرِ با تدبیر تھے۔ عارفانہ اقوال اور حکیمانہ ضرب الامثال ان کی ذات گرامی سے منسوب ہیں۔ (ولیم میوہ)

☆ بحیثیت خطیب و مجاہد اپنی قوم کی آنکھ کا تارا بن گئے۔ (چارلس ملز)

☆ پختہ عمر میں بھی اُن میں عالم شباب کی سی صلاحیت اور مستعدی پائی جاتی تھی۔ (مورخ گبن)

☆ بے شمار خصوصیات کے باعث عالمِ اسلام میں شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں۔ (پروفیسر نکلسن)

☆ کمالاتِ خطابت و شاعری و جہاد و فصاحت و بلاغت و بہادری۔ میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ (اینڈریو کرکلٹن)

☆ ایسی صفات کے مالک جن پر عیسائی سورما بھی رشک کریں۔ (کارلائل)

☆ غیر معمولی تخلیقی صلاحیتوں سے بہرہ مند تھے۔ (حنری سٹوبی)

☆ مذہبی جوش بدرجہَ اتم تھا بڑے خلوص سے اسوہَ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ (دائرہ الحعاف برطانیہ)

گناہوں کی معافی کا نسخہ:

راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ میں نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وہ وضو کرے نماز پڑھے گناہ کی معافی چاہے اللہ اس کا گناہ ضرور بخش دیتا ہے (بحوالہ ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' از سید زوار حسین شاہ سورۃ انساء آیت ۱۱۰ کے ضمن میں)

منقبت

وہ بابِ علم و زورِ دست و بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے
وہ شاہِ ذوالفقار و پیشوائے اِنس و جاں ٹھہرے

(حیرت وارثی)

اقوال زرّیں مولا علیؓ شیر خدا

۱) دانشمند وہ ہے جو علم حاصل کرے تو اس پر عمل بھی کرے عمل کے وقت اخلاص سے کام لے۔

۲) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں سے ایک ادنی غلام ہوں۔

۳) اگر سر بلندی چاہتے ہو رات ذکر الٰہیمیں بسر کرو۔

۴) عظمت و بزرگی خاندان سے نہیں بلکہ جد و جہد سے ہے۔

۵) بروں کی صحبت سے بچو۔

۶) ایمان کی علامت یہ ہے اگر سچ بولنے سے نقصان ہوتا ہو اور جھوٹ سے فائدہ ہوتا ہو تب بھی سچ بولے۔

۷) دانا وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کا قلع قمع کر کے عمدہ صفات زندہ کرے (سہ ماہی سلسبیل لاہور ۱۹۶۳ء)

۸) جس عمل صالح میں خلوص نہ ہو وہ کیسے قبول ہو سکتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

۹) وہ وقت قریب ہے کہ لوگ علم حاصل کریں گے لیکن ان کا علم ان کے حلقوم کے نیچے نہیں اترے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

۱۰) عاقل کو چاہیے کہ مصیبت کے دفعیہ کے لئے کوشش نہ کرے۔

(تاریخ الخلفاء)

۱۱) سخاوت یہ ہے کہ بغیر طلب کے دیا جائے۔ مانگنے والے کو دینا بخشش ہے۔ کیونکہ مصیبت اپنی انتہا تک پہنچ کر خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۱۲) انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں میں لپٹی ہوتی ہے یہ مقوی معدہ ہے (ایضاً)

۱۳) عمل صالحہ خلوص کے بغیر مقبول نہیں۔
۱۴) عنقریب ایسے عالم ہوں گے ان کا علم ان کے گلے کے نیچے نہیں اترے گا۔
۱۵) گناہ کی دنیاوی سزا یہ ہے۔کہ عبادت میں سستی رونما ہو جاتی ہے۔رزق میں تنگی ہوتی ہے۔(تاریخ الخلفاء)
۱۶) اگر زبان بُری ہے تو گھر کے بھی تیرے دشمن ہوں گے۔
۱۷) لوگوں سے نیک برتاؤ اور میل جول رکھو۔
۱۸) جو کسی کی غیبت سُنتا ہے گویا وہ خود غیبت کرتا ہے۔
۱۹) بڑھاپا آدھا غم ہے۔
۲۰) موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس سے غافل نہ رہیں۔
۲۱) گناہ پر شرمندہ ہونا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

(نمبر ۱۶ تا ۲۱ بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ خلفائے راشدین نمبر)۔

حُسن عمل ۔ بحوالہ الزخرف آیت ۱۳

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسلام کی جامعیت کی یہ بیّن دلیل ہے کہ اس کی روشنی سے زندگی کے سارے گوشے منور ہو رہے ہیں کسی مرکب (جانور، کشتی، کوئی اور سواری) پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں ۔حدیث پاک:

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جس وقت رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بِسْمِ اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا: الحمدللہ۔پھر یہ آیت پڑھی۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا

لَمُنْقَلِبُوْنَo

''پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لیے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔

اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا پھر تین بار کہا ......لا اِلٰہ اِلّا اَنْتَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنوبیْ لا یغفرالذّنوب اِلا اَنْتَ...... پھر آپ ہنس دیے عرض کی گئی امیر المومنین ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہ جیسا میں نے کیا۔ (سبحان اللہ کیسی موافقت ومطابقت واطاعت)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہنس دیے تھے۔ اللہ تعالیٰ آخری کلمات سن کر بہت خوش ہوتا ہے سواری سے اترنے وقت یہ پڑھے:

اللھم انزلنا منز لاً مبار کاً وانت خیرا المزلین

کشتی یا جہاز میں سوار ہوتے ہوئے یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبَ فِیْ السَّفْرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفْرِ وَ کَابَةِ الْمُنْقَلِبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔ (ترمذی شریف)

''اے اللہ سفر میں تو میرا ساتھی ہے اور میرے اہل و مال کا نگہبان ہے اے اللہ میں سفر کی مشقتوں سے اور لوٹنے کی المناکی سے اور حالات کی درستگی کے بعد ابتری سے اور اپنے اہل اور مال میں برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ مصنف ضیاء الامت محمد کرم شاہ الازہریؒ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہترین چیف جسٹس

یمن کی طرف روانگی:

ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا ان کے سرِ اقدس پر اپنے دستِ شفقت سے دستار مبارک پہنائی ایک عظیم علم بھی تیار کر کے دیا وہ تین پیچوں کی دستار تھی۔

خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے علی رضی اللہ عنہ میں تجھے بھیج رہا ہوں اور تمہاری جدائی پر مجھے افسوس ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قوم اہل کتاب ہے میں ابھی نوعمر ہوں اور مجھے علم قضا اور احکامِ شریف کی بھی چنداں مہارت حاصل نہیں''

سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ رحمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھ دیا اور فرمایا ''اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانِہٖ وَاھْدِ قَلْبَہٗ'' اس کے اثر سے آپ رضی اللہ عنہ قضا میں اس مرتبہ کا حامل ہوئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں صاحب جمال و کمال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ تم میں بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں''

یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ اسلام پر ایک بڑی جماعت ہدایت یافتہ ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل یمن کے اسلام لانے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجا لائے۔

اس دوران حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت ہوئی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ سے عداوت مت رکھو اگر اُن سے تم کو محبت ہے تو اس محبت کو مزید بڑھاؤ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدظنی مت

کرو کیونکہ ''وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں میں تمہارا مولیٰ ہوں اور جس کا میں مولیٰ ہوں علی رضی اللہ عنہ اُس کا مولیٰ ہے۔

(بحوالہ: مدارج النبوۃ جلد دوم)

سب سے بہادر کون؟

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بزاز رحمۃ اللہ علیہ کی مسند سے یہ نقل کیا ہے اخبار خبریں ۹ مارچ ۲۰۰۳ء میں بحوالہ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم شائع ہوا جس کا خلاصہ:

ایک دن دوارنِ خطبہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سامعین سے پوچھا'' سب لوگوں میں بہادر کون ہے؟ سب نے کہا آپ۔ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سب سے زیادہ بہادر حضرت ابو بکر صدیق ہیں کیونکہ

۱) ہم نے بدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عریش بنایا اعلان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کوئی تیار نہ ہوا سوائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے۔

۲) ایک بار کفار نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑا اذیت پہنچائی بخدا ہم میں سے کوئی بھی کفار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑانے کے لئے آگے نہ بڑھا سوائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے۔

۳) ''خدا کی قسم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت آلِ فرعون کے مومن کی ساری زندگی سے بہتر ہے وہ شخص ایمان کو چھپاتا تھا لیکن صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو اعلانیہ ظاہر فرماتے تھے۔

چوتھا یار پیارا بھائی خاصہ دل دا جانی
دلدل دا اسوار علیؓ ہے حیدر شیر حقانی

(میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

دو شعر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دیوان سے لئے۔

خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی کفنی پر یہ لکھوائے تھے۔ (انوارِ قمریہ)

قَدِمْتُ عَلَی الْکَرِیْمِ بِغَیْرِ زَادٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِیْمِ فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا کَانَ الْقُدُوْمُ عَلَی الْکَرِیْمِ۔

''میں کریم ذات کے پاس بغیر سفر خرچ کے حاضر ہوا ہوں یعنی نیکیاں اور قلبِ سلیم میرے پاس نہ ہے پس سفر خرچ اس وقت پاس رکھنا ہر چیز سے زیادہ برا ہوتا ہے جب کریم ذات کے پاس آنا ہو''۔

طویل منقبت سحابِ کرم کے دو شعر:

ہر چار اصحابؓ سحابِ کرم احبابِ اُمَم اربابِ ہِمَم
ابوبکرؓ و عمرؓ وعثمانؓ و حیدرؓ چو شمس و قمر اصحابِ نِعَم
پُر صدق و صفا باعدل وحیا ہم کانِ سخا ابوابِ اِرَم
ہم تاج سر ہم خستہ جگر ہم دین پرور ابوابِ کرم

(منقول از دقائیہ پنوں)

ایمان گم ہونے کا اندیشہ کب:

اصل دین کیا ہے؟

بحیثیت مجموعی جو اجماع کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور ان کے بعد اکابرین اہلسنت والجماعت نے کیا ہے جو کہ سراسر نصوص قرآنیہ وارشادتِ عالیہ بنویہ سے مؤید ہے وہی اصل دین ہے جس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا افضل ترین ہونا قطعی ہے اس میں دو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مختلف نہیں حتیٰ کہ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ بکثرت برسرِ ممبر فرمایا کرتے تھے کہ ہوشیار رہنا کہ مجھ کو جو شیخین رضی اللہ عنہم پر فضیلت دے گا اس پر مفتری کی حد لگاؤں گا ہمارا فرض ہے کہ اس

اجماع کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں ورنہ ایمان کے گم ہونے کا اندیشہ ہے۔

(فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت رضی اللہ عنہم از مولانا محمد علی حسن مدنی قدس سرہ)

نوٹ: تمام علمائے حق اور سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ اور دیگر تمام مقبولانِ حق تعالیٰ نے یہی لکھا ہے اور فرمایا ہے۔

ذکر خلفائے راشدینؓ:

جب علاقہ شہر عمودیہ فتح ہوا تو عمودیہ کے ایک گرجے پر آبِ زر سے یہ عبارت کندہ تھی تلخیصِ عبادت:

یار غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر غار ثور کے حوالہ سے کیا گیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف حاکم نہ ہوں گے بلکہ شفقت کے لحاظ سے والد۔ عثمان ذالنورین رضی اللہ عنہ کو لوگ مظلومی کی حالت میں ماریں گے۔ علی شیرِ خدا ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ امام الاولیاء۔

جو کوئی ان خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرے۔ اس پر خدا کی پھٹکار ہوگی۔

راوی نے گرجے کے پادری سے پوچھا یہ عبارت گرجے کے دروازے پر کتنی مدت سے ہے اس نے کہا تمہارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دو ہزار سال پہلے کی"۔

(ذکرِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم از خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

جناب مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا:

بود ختم الرسل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و زپے
شد علیؓ خاتمِ ولادت وَے

منقبت چہار یارؓ

(از شہباز خان سہروردی متوفی ۱۲۹۶ھ)

ابوبکرؓ باسخا و عمر میرِ وفا
عثمانؓ باحیا و علی گنج گوہر امت
ابوبکرؓ جانِ ما و عمرؓ دیدگانِ ما
عثمانؓ زبانِ ماوَ علیؓ تاج برسر است
ابوبکرؓ یارِ غار و عمرؓ میرِ دُرّہ دار
عثمانؓ شہسوار و علیؓ فتح لشکر است
ابوبکرؓ چُو بہشت و عمرؓ تخم عدل کشت
عثمانؓ جوئے مُشک و علیؓ حوضِ کوثر است
ابوبکرؓ ہیچو کعبہ عمرؓ در طوافِ اوست
عثمانؓ جو زمزم و علیؓ حجِ اکبر است
ابوبکرؓ زنجبیل و عمرؓ ہیچو سلسبیل
عثمانؓ شرابِ شیر و علیؓ شہد و شکر است

چہار یارؓ

(از خوا فریدالدین عطار قدس سرۃ)

آں یکے در صدق ہمراز و وزیر
..........حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ..........
واں دگبر رذ عدل خورشیدِ ہیر

..........حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وملل یکے درپائے آزرم وحیا

..........حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

واں دگر شاہِ ابو العلم و سخا

..........حضرت علی رضی اللہ عنہ

علم قرآن مجید:

تفسیر قرآن مجید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم کثیر ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر ایک آیت کریمہ کے متعلق جانتا ہوں کس بارے میں نازل ہوئی؟ کہاں نازل ہوئی؟ کس طرح نازل ہوئی؟ کب نازل ہوئی؟ رات کو یا دن میں؟ میدان پر یا پہاڑ پر؟ (تاریخ اسلام از پروفیسر بشیر احمد تمنا بحوالہ ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ)

بیعت رضوان:

صلح حدیبیہ کی شرائط کی کتابت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی تھی کفار کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر اعتراض تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "محو کردو" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی "خدا کی قسم یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ محو کر دئے۔ (بخاری)

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کس قدر تھی۔

جواب: جو خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا وہ ضرور پڑھئے بڑا طویل خطبہ ہے بابت شان وفضائل و ذکرِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور خود فیصلہ کیجئے کہ محبت کس قدر تھی؟ حضرت علی کو نہایت ہی زیادہ اُنس محبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے تھی چند متفرق کلمات بحوالہ آئینہ خلافت مصنف

پروفیسر سعید اختر صاحب دیکھئے ''نعش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تعزیتی خطبہ پڑھا (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال نے اہالیان مدینہ کو لرزا دیا۔ پورے جزیرۂ عرب میں صفِ ماتم بچھ گئی) ''اے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلوص و محبت میں تمہارا کوئی ثانی نہ تھا۔ اخلاق قربانی اور بزرگی میں تمہارا کوئی ہم رتبہ نہ تھا اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت تم نے کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت میں جس طرح تم ثابت قدم رہے اس کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ تمہاری سرشت میں کمزوری کو ذرا بھر بھی دخل نہ تھا۔ ایک پہاڑ کی مانند تھے جسے نہ تیز و تند آندھیاں اپنی جگہ سے ہٹا سکیں اور نہ بادلوں کی گھن گرج اپنی جگہ سے ہلا سکتی تھی۔

نوٹ: ''عشرہ مبشرہ'' میں قاضی حبیب الرحمٰن منصوری پوری نے پورا عربی متن درج کیا ہے۔

عظمت بے مثل:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کبھی عدالت میں مشکل مقدمات کے فیصلے سنا رہے ہیں اور کبھی مسجد کوفہ میں مواعظ وحِکَم کے موتی لٹا رہے ہیں۔

ایک حقیقت:

اسلام کے قانونِ شہادت (گواہی) کے مطابق بغیر تحقیق کسی پر حد شرعی جاری نہیں ہو سکتی سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا قاتلوں کو نہیں پہچانتی تھی حالات ایسے بگڑے کہ تطہیر لشکر کی مہلت نہ ملی۔

خارجی:

بمطابق بخاری شریف صحابہ رضی اللہ عنہم خوارج کو بد ترین مخلوق اور واجب القتل جانتے تھے۔

فضائل و محاسن کا مختصر خاکہ:

اوّلاً مشہد بدر میں اوّل جب خبرِ کفار دریافت کرنے کو چند لوگ بھیجے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے ثانیاً ہنگام مقاتلہ جب تین کفار لشکر سے نکلے اور مسلمانوں نے مدافعہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے ثالثاً یہ کہ جبرائیل علیہ السلام اور یا میکائیل علیہ السلام ان کے ساتھ تھے (راوی حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

مشہد اُحد میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ صاحب لواء شہید ہوئے تو لوائے محمدی آپ کے ہاتھ میں دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کے صاحبِ لواء کو واصل جہنم کیا اور بعد غزوہ احد کے زخم مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دھویا جاتا تھا۔تو خدمتِ آبپاشی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھی (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی کا استعمال فرما رہے تھے) خندق کے دن جب کفار خندق سے پار چلے آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بکمال شجاعت عمرو بن عبدوُد کو روانہ جہنم کیا۔

بیت رضوان میں صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارکہ سے لکھا گیا۔

غزوہ خیبر میں رایتِ فتح آپ رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ میں تھا قلعہ کا دروازہ اکھاڑ لیا اور سپر بنالیا۔

مباہلہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا اہل فرمایا جب سردار انصاری نے نورانی صورتیں دیکھیں''میں ایسے پاکیزہ چہرے دیکھتا ہوں اگر اللہ سے سوال کریں تو پہاڑ ٹل جائے''۔

''جائز نہیں میرے اور تیرے سوا کسی کو کہ بحالت جنب مسجد میں آئے''

(ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ مع برادران ''پدر اور مادر دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں''۔''ولادت جوفِ کعبہ میں ہوئی''۔''شب ہجرت جان عزیز علی رضی اللہ عنہ نے قربان

کردی‘‘۔’’خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا نکاح میں آنا کس قدر عظیم اعزاز ہے‘‘۔

(مولانا بدیع الزمان مترجم ترمذی شریف ج ۲)

متفرق مفید ترین معلومات

ارشادِ حضرت علی رضی اللہ عنہ متعلقہ بیعتِ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ طویل خطبہ کے چند کلمات:

۱) جناب صداقت مآب رضی اللہ عنہ نے ممبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا آیا کوئی اس (میری بیعت) کو مکروہ سمجھنے والا ہو؟ تو میں اسے واپس کر دوں یہ تین بار فرمایا ہر بار جناب شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا: نہیں نہیں۔ خدا کی قسم ہم اس بیعت کو نہ واپس کریں گے اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس بیعت کو واپس کریں وہ کون ہے؟ جو آپ کو ہٹا سکے۔ (کذا فی الکنز جلد سوم)

۲) بیان، دلیل خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم:

مسجد نبوی کی بنیاد رکھتے ہوئے پہلا پتھر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا دوسرا پتھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رکھوایا تیسرا پتھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور چوتھا پتھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رکھوایا۔ اور پھر اسی ترتیب سے ان حضرات رضی اللہ عنہم کو خطبہ دینے کا ارشاد فرمایا۔

(تاریخ ملت بحوالہ ازالۃ الخلفاء)

۳) اہم ترین بیان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے یا دوسرے دن جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی وقت بھی حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑا اور نہ ہی کبھی کسی نماز میں غیر حاضر رہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم) وصالِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوبارہ بیعت کی جو پہلی بیعت کی تجدید اور توثیق تھی بحوالہ البدایہ والنہایہ جلد ۵)

۴) خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی نماز جنازہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ (طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات کبریٰ ج۸۔ ریاض النضرۃ ج۱)

۵) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر، اولیاء کے پیر، مومنوں کے امیر اور جو نہ مانے وہ سب سے بڑا شریر۔ (مقاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم از مولانا افتخار الحسن زیدی رحمۃ اللہ علیہ)

۶) عام لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بہتان اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ (مخالفت میں) (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم حصہ چہارم مصنف مولانا محمد یوسف کاندھلوی بحوالہ ابنِ سیرین رضی اللہ عنہ)

۷) خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے جواب میں ارشاد علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (راوج سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ) واخرج ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ''اگر ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کام کا اہل نہ سمجھتے بایت خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں اے ابوسفیان! خلیفہ نہ بننے دیتے۔

راوی ابن جبیر رضی اللہ عنہ اخرجہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ روایت بیان کی ''بے شک ہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے اہل پایا۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم جلد۴ بحوالہ الاستیعاب جلد چہارم)

۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کی کیفیت: جب آپ رضی اللہ عنہ نماز کا ارادہ کرتے تو

ان کے بال کپڑے سے باہر سر نکال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نماز ادا کرنے کے وقت ایسی امانت آئی ہے کہ آسمان و زمین اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے تھے۔

(ذکر خیر مصنف خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی قدس سرّہ العزیز)

۹) عدد چار کا نکتہ: چار میں کیا عجیب لطف ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں ذاتی ناموں کے حروف چار ہیں۔ اللہ کے حروف چار قرآن مجید میں چار بار اسم گرام آنجناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقرب فرشتے چار اطراف چار آسمانی کتب چار مشہور فقہی ائمہ چار قل چار (آتش، آب، خاک، باد چار) مشہور سلاسل طریقت چار۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی چار، چار کا سارا ماجرا ختم چار یار میں۔ (مفتی احمد یار گجراتی مفسر و شارح مشکوٰۃ)

۱۰) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ اصولِ دین، حفظِ دستورِ شریعت اور مصائب برداشت کرنے میں ہمارے پیشوا ہیں''۔ ایک شخص نے عرض کی مجھے نصیحت فرمایئے فرمایا: اپنے اہل و عیال میں مصروف رہنے کو زندگی و دنیا کا اہم شُغل مت اختیار کرنا اہل و عیال اگر اللہ کے دوست ہیں تو اللہ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اعقاداً و عملاً اللہ کے دشمن ہیں تو پھر اللہ کے دشمنوں سے تیری اعانت جائز نہیں''۔

(کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ)

چند جملے بابت سیرت و کردار:

۱) قرآن وحدیث وفقہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ (مفہوم)

۲) سلوک، معرفت، تصوف کے حقائق و مصارف نہایت خوبی سے بیان فرماتے۔

۳) فصاحت و بلاغت اور تقریر و خطابت قسامِ ازل سے بہرہ وافر ملا۔

شریف رضی نے نہج البلاغہ کے نام سے آپ کے خطبات جمع کیے اگرچہ اس میں کئی خطبات الحاقی ہیں جو آپ کے خطبات میں فن خطابت کا شاہکار ہیں شعر و انشاء میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خیبر کا رجز بخاری شریف میں موجود ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر جو مرثیہ لکھا اس کے چند اشعار مستدرک حاکم نے نقل کیے ہیں۔

۴) شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال حکمت و عظمت عقل و دانش اور پند و نصیحت کا بے بہا گنجینہ ہیں۔

۵) زہد، تقویٰ، عبادت و ریاضت میں آپ رضی اللہ عنہ بلند مقام پر فائز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ''دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں'' اور رزم میں مثل سنگ خارا سخت تھے انفاق فی سبیل اللہ میں بے مثل تھے شجاعت میں بے نظیر تھے ذاتی صلاحیتوں وامانت و دیانت سادگی تواضع میں نہایت کمال درجہ کے حامل تھے۔

۶) ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں ضرار صدائی رضی اللہ عنہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی پھر درخواست کی انہوں نے لب کشائی فرمائی۔ ''خدا کی قسم! علی رضی اللہ عنہ نہایت بلند حوصلہ، قوی تھے قولِ فیصل ان کا امتیاز تھا۔ علم ان کے اطراف جوانب سے پھوٹتا تھا حکمت ان کے گرد ٹپکتی تھی۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رات کا آخری حصہ ہے اور وہ اپنی ریش پکڑے ہوئے اس طرح بے چین ہیں جیسے کوئی مارگزیدہ''۔ اوصاف سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روئے اور کہا'' اللہ کی رحمت ہو ابو

الحسن پر اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

(ماخوذ تاریخ اسلام از پروفیسر بشراحمد تمنا جی سی گوجرانوالہ)

شیر خدا کی سیرتِ مقدسہ وعظیمہ کے بعض درخشندہ پہلو

قناعت اور زُہد:

حضرت علی کرم اللہ وجہ الریم جب بیت المال کے امیرِ مطلق اور مالک تھے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا۔

ایک بار برسرِ ممبر مجمع عام میں فرمانے لگے..... "یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا۔ اگر میرے پاس ایک تہبند خریدنے کی بھی قیمت ہوتی تو میں اسے فروخت نہ کرتا"۔

ایک شخص نے کہا آپ تلوار فروخت نہ کریں ہم آپ کو قرض دے دیں گے۔اس سے اپنا تہبند خرید لیں۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

بیت المال کی حفاظت اور تقویٰ کے بے مثل واقعات:

سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ بیت المال میں نارنگیاں آئیں ایک نارنگی حضرت حسین و حسین رضی اللہ عنہم نے لے لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اُن سے نارنگی چھین لی اور مسلمانوں میں تقسیم فرما دی۔

سادگی اور تقویٰ:

ایک شخص نے دربار خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کو چھوٹے سے مکان میں پرانی چادر جاڑے کے موسوم میں اوڑھے ہوئے دیکھا اور کہا بیت المال سے بقدر ضرورت چادر کیوں نہیں لے لیتے۔ فرمایا: یہ پرانی اور سادہ چادر گھر سے لایا

ہوں۔ مجھے اپنی ضرورت کے لئے بیت المال میں اس کے برابر بھی نقصان پہنچانا گوارا نہیں۔ (کتاب الاموال)

نہایت ہی بے مثل واقعہ:

بیت المال میں بہت سا شہد آیا اتفاق سے اسی وقت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاں چند مہمان آ گئے۔ روٹی کے ساتھ شہد کی ضرورت پڑی برائے سالن۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر رضی اللہ عنہ سے کہا ناپ کر تھوڑا سا شہد لاؤ جب تقسیم ہونے لگے میرے حصے سے اسقدر کم کر لینا چنانچہ حضرت قنبر رضی اللہ عنہ نے ناپ کر تھوڑا سا شہد لا دیا تھوڑی دیر بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے شہد تقسیم کرنے کے لئے مشکیں یا مٹکے منگوائے ایک میں شہد قدرے کم معلوم ہوا۔ دریافت فرمایا غلام نے وضاحت کر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خفا ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ''تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی؟۔ عرض کیا اس خیال سے کہ شہد میں میرا حصہ ہے تقسیم کے وقت واپس کردوں گا۔ مشروط منگوایا تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تقسیم سے قبل تمہارا حق نہ تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے جتنا شہید لیا تھا فوراً منگوا کر واپس کر دیا۔ اور مہمانوں کو شہد کھانا نصیب نہ ہوا۔

تقویٰ و عدل، انصاف کا انوکھا واقعہ:

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے عہد میں مال غنیمت میں موتیوں کا ایک ہار آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا نے عید سے ایک دن قبل بیت المال کے افسر سے تین دن کے وعدے پر اسے لیا اتفاقاً ہار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی۔ دریافت کیا ہار کہاں سے ملا ہے؟ صاحبزادی نے تفصیل بتا دی فوراً افسر کو طلب کیا گیا۔

افسر نے عرض کیا خیانت نہیں کی بلکہ مشروط طور پر تین دن کے وعدے پر دیا ہے فرمایا اگر صاحبزادی نے تین دن کے وعدے پر نہ لیا ہوتا تو میں اسے چوری کے جرم میں ماخوذ کر کے سخت سزا دیتا صاحبزادی نے ایک دن کی رعایت کی اجازت چاہی فرمایا تم اپنے نفس کی خاطر انصاف کا خون کرنا چاہتی ہو بیٹی خاموش ہوگئی عید کے دن بھی بطور رعایت اُن کے پاس نہ رہنے دیا۔

سادگی:

حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی ہزیل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک موٹا کرتہ تھا جو پرانا ہونے کے ساتھ اس قدر تنگ اور چھوٹا تھا کہ آستین کھینچے ناخن تک پہنچ جاتا اور جب چھوڑے تو آدھے بازو تک جاتا۔ (استیعاب کنز العمال)

پیوند:

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تہ بند میں متعدد پیوند لگے ہوئے دیکھے۔ فرمایا: ایسے کپڑوں سے دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ (کنز العمال) آپ رضی اللہ عنہ کا کپڑا زیادہ سے زیادہ روپے بارہ آنے کا ہوتا تھا۔ (تہذیب الاسماء)

فالودہ:

جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے ایک دن آپ کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا فرمایا۔ خوشبودار خوش ذائقہ، خوش رنگ ہے۔ مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیزوں کا عادی بنانا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا۔

(کنز العمال، احیاء العلوم)

نوٹ: ہمارے فرمانروا سرکاری خزانہ سے لاکھوں روپے اپنی عیاشی پر خرچ کرتے ہیں۔

مولا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے شاہِ انگلستان کی تنخواہ ستر لاکھ پچاس ہزار روپے ماہوار ہے جرمنی کے شہنشاہ کی نوے لاکھ روپے ماہوار۔ صدرِ امریکہ کی تنخواہ ٹی، اے، ڈی، اے دفتری خرچہ حفاظت آرائش کھیل کود وغیرہ کا خرچ لاکھوں ڈالر سالانہ ہے ان کی سواری کے لئے دوسو گاڑیاں ہر وقت موجود سفر کے لئے کئی ہوائی جہاز۔ (الفرقان لکھنوء ماہ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

جناب ابراہیم عزمی ایڈووکیٹ بعنوان ''اپنے حصے کی اینٹ'' (اخبار روزنامہ ایکسپریس ۱۰ رمضان المبارک ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۵ء) میں لکھتے ہیں: ''کاش آج سے چودہ سو سال قبل والا وقت واپس آجائے جب ایک بدّو اپنے حکمرانوں کا گریبان پکڑ سکتا تھا اس سے سر عام پوچھتا کہ یہ جوڑا تم نے کس طرح سلوا لیا ہے۔ دوگنا کپڑا تم نے کیوں حاصل کرلیا؟ وہ اپنے بیٹے کو جواب دینے کا حکم دیتا کہ اس نے اپنے حصے کا کپڑا خلیفہ وقت کو دے دیا۔ وہ حکمران جس کی حکومت کی سرحدیں وہاں تک تھیں کہ آج اقوام متحدہ میں بائیس حکمران جن علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں اس دور میں حکمرانوں سے کچھ براہ راست کچھ نہیں پوچھا جاسکتا ... ڈھائی لاکھ روپوں میں ملنے والا سوٹ کتنی مرتبہ پہنا جاتا ہے؟ آٹھ سو ڈالر کی یہ ٹائی کتنی دفعہ زیب تن کی جاتی ہے؟ تیس چالیس ہزار کی شرٹ کتنی مرتبہ ہینگر سے اترتی ہے...... آج کے حکمران کے حکمرانوں کی اعلیٰ ظرفی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عشرِ عشیر تو ہوگی...... قوم زلزلوں کی آزمائش میں تھی...... آپ کابینہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہیں عوام آپ کے قیمتی سوٹ دیکھ کر حیران ہیں۔

ٹائی کی بیش قیمتی پر تعجب کرتے ہیں۔ کرسی کی ڈیزائننگ پر انگشت بدنداں ہیں...... بحرانی دور میں بننے سنورنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لباس کی میچنگ کے لئے وقت نکال لیتے ہیں'۔ (سارے وزراء کا یہی حال ہے)

ہر طرف ہر لحہ عیاشی ہی عیاشی۔ کاش موجودہ حکمران خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کے کردار کے عشرِ عشیری پر عمل کرلیں۔ (الراقم)

خامیت دورِ خلافتِ راشدہ:

۱) اسلام کے مفتوح علاقوں میں جو غیر مسلم خلافت کے باج گزار تھے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے ان کے مال و جان و مذہب کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا ہر طرح کے حقوق و مراعات دی تھیں۔

۲) خلافت راشدہ کے مبارک دور میں مسلم و غیر مسلم کا خون برابر تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دائی حیرہ کے نام فرمان بھیجا کہ مسلمان قاتل کو مقتول کے ورثاء کے سپرد کردو۔ چنانچہ مقتول کے وارث نے بے دریغ قتل کر دیا۔

۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان قاتل کو مقتول کے وارث کے سامنے قصاص کے لئے پیش فرمایا۔ اور تلوار اس کے حوالے کر دی اور حکم دیا بدلہ لے لو غیر مسلم ذمی رعایا اگر نادار ہوتی تو جزیہ نہ لیا جاتا بلکہ ان کے اخراجات کا ذمہ اسلامی حکومت لے لیتی۔ بیت المال سے وظائف جاری کر دیئے جاتے۔

سوال: کیا آج کی مہذب دنیا ایسی بے تعصبی اور رعایا پروری کی مثال پیش کرسکتی ہے؟

جواب: بلاشبہ یقیناً نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

اگر اسلام نے کبھی سود خواروں کو جلاوطن کیا تو ان کی زمینوں کے عوض ان کو منتخب زمینوں کے حاصل کرنے کا اختیار بھی دیا (نجرانی عیسائی سود خوار تھے) اور کسی پر کبھی ظلم نہ ہوا۔ (ایامِ خلافت راشدہ)

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خوش طبعی اور حاضر جوابی:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم حاضر تھے کھجوروں کا طباق آگے تھا۔ آپ نے سب کو فرمایا کھاؤ۔ سب کھجوریں کھا کھا کر خالی گھٹلیاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس رکھتے گئے..... عرض کیا گیا آج کھجوریں کس نے زیادہ کھائی ہیں۔ فرمایا۔ معلوم تو یہی ہو رہا ہے تمام کھجوریں علی رضی اللہ عنہ نے کھائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں تو کھاتا رہا گھٹلیاں رکھتا گیا اور باقی حضرات گھٹلیوں سمیت ہی کھا گئے۔ سارے حضرات خوب ہنسے۔

حاضر جوابی کا دوسرا واقعہ ایک بار حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اکھٹے کہیں جا رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دائیں جانب اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور درمیان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قد مبارک دونوں سے چھوٹا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ...... بَیْنَنَا کَالنُّوْنِ فِیْ لَنَا...... حصرت علی رضی اللہ عنہ ہم دونوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے لَنَا میں ن (نُون)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا:

''اگر میں تمہارے درمیان دونوں کے نہ ہوتا تو تم لَا ہو جاتے لَا کے معنی ہیں نہیں یہ میرے نون ہونے کا صدقہ ہے تم دونوں ہو لَنَا سے اگر نون نکل جائے تو لَا رہ جاتا ہے اور لَا نفی پر دلالت کرتا ہے۔ (تلخیص از شہادت نواسہ شہہ ابرار)

دورِ خلافت راشدہ کی مدت اور خاصیت:

خلافت کا مقصد دنیا میں نوع انسان کی ہدایت و سعادت کیلئے اسلامی حکومت کا قیام ہے جو اللہ کی عدالت کو دنیا میں نافذ کر کے ظلم و جور اور ضلالت و سرکشی کو ختم کردے اور دنیا میں امن وسکون راحت وطمانیت کا دور دورہ ہو۔

خلافت راشدہ کا مثالی دور تیس برس تک قائم رہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۱ھ میں خلافت کا منصب سنبھالا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۴۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں منصب خلافت سے دستبرداری اختیار کرلی اس کے بعد اسلامی حکومتیں قائم ہوتی رہیں لیکن خلافت کا معیاری دور ختم ہوگیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تالیف مسئلہ خلافت میں لکھتے ہیں "خلافتِ راشدہ کے بعد جو سلسلہ خلافت قائم ہوا مجرد ملوکی اور بادشاہی کا سلسلہ تھا بجز چند مستثنیٰ اوقات کے (جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز) یہ نیابت نبوت کے تمام اجزا سے یک قلم خالی رہا" مولانا یعقوب الرحمٰن عثمانی کے الفاظ ہیں: "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ خلافت اور حکومت کا درمیانی زنجیر ہیں اس لئے آپ کے زمانے میں ایسی ملوکیت کے آثار نمایاں نہ ہوئے جن میں کسی قسم کا شائبہ نبوت ہو۔

اس کے بعد تو محض ملوکیت ہی باقی رہ گئی" اور آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی" میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد ملوکیت برپا ہوگئی"

بقول بلازری...... (ملوکیت ہوگئی) لیکن خلافت راشدہ کا حیاء بھی ہوتا رہا مثلاً علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں: عمر بن عبدالعزیز کا وجود اور عہد ایک درخشاں عہد تھا۔ (آئینہ خلافت) "خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا انتخاب معزز صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے اور اتفاق سے عمل میں آتا لوگوں کی خانگی زندگی شرعی

اصولوں کے عین مطابق تھی۔ ہر مسلمان تعلیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح نمونہ تھا۔ ہر کام قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی تھا"۔

(تاریخ اسلام مرتبہ پروفیسر حمید الدین ایم،اے، آنرز)

نوٹ: اسلام کے کانامے بیان کرنا زندگی کا ثبوت ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کے ہم پر بے شمار عظیم احسان ہیں۔ ان کے کاناموں کو منظر عام پر لانا چاہیے تا کہ نوجوانوں میں حرارت اسلام پیدا ہو اور اسلاف کے نقش قدم پر حقیقی کامیابی حاصل ہو۔

مناقب کے ہیں لائق چار گوہر
ابوبکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ و حیدرؓ

(مناقب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم از ابو الافاضل پیر غلام دستگیر نامی لاہور سن اشاعت: ۱۹۴۵ء)

متفرق ذکر خیر۔اخلاص

تاریخ اسلام کا ایک اور مشہور واقعہ متعلقہ سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

خلوص۔اخلاص:

کتاب خیر الخیر شریف میں سیدنا خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی نے بھی بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو بمشکل پچھاڑا اسکے سینے پر چڑھ گئے۔ تا کہ اسکی گردن جدا کر دیں اُس کافر نے آپ رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار پھینک دی اور اُسے چھوڑ دیا کافر نے حیران ہو کر پوچھا آپ نے مجھے کیوں چھوڑا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" پہلے میں نے تجھے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے گرایا تھا۔ جب تو نے تھوکا تو نفسانی خواہش یعنی غصہ بھی

اس میں شامل ہو سکتا تھا اس لئے میں نے چھوڑ دیا''۔ (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

حضرت علیؓ کی بدعا کا اثر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ ارشاد فرمایا ایک شخص نے جھٹلایا فرمایا ''اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لئے بدعا کروں'' اُس نے کہا ''ضرور بدعا کیجئے'' آپ رضی اللہ عنہ نے بدعا فرمائی ابھی وہ اپنی جگہ سے ہلا نہ تھا کہ اندھا ہو گیا اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء مصنف حضرت العلام جناب جلال الدین سیوطیؒ)

اخلاق حسنہ۔ شرف و بزرگی

راوی عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیع رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں علم کی کامل پختگی اور مضبوطی تھی قبائل میں ان کو عزت حاصل تھی ان کو خدامت اسلام اور دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل تھا۔ سنت میں فقاہت اور جنگ میں نجدت و شجاعت اور مال میں سخاوت کی فضیلت حاصل تھی۔

انکسار:

ایک شخص نے مبالغہ سے تعریف کی فرمایا ''میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے فائق نہیں ہوں۔

توکل:

ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے لگے کسی نے کہا دیوار گرنے والی ہے فرمایا ''تم اپنی راہ لو میری حفاظت کرنے والا اللہ کافی ہے''۔

قولِ سیدنا عمرؓ:

''علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر قاضی (جج) ہیں''۔

علم و کمال:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ''اہل مدینہ میں علی رضی اللہ عنہ سب بڑھ کر قاضی ہیں''۔''اہل مدینہ میں علی رضی اللہ عنہ قضا اور علم فرائض میں سب سے بڑھ کر ہیں''۔

عربی قواعد:

ابو الاسود دوئلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو متفکر دیکھا۔ وجہ پوچھی فرمایا'' تمہارے شہر والے بولنے میں غلطی کرتے ہیں'' لہٰذا میرا خیال ہے کہ اصول عربیت میں کچھ تصنیف کردوں'' پھر تین دن بعد میں حاضر ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے ایک کاغذ پھینک دیا جس پر کلام کی اقسام اسم فعل حرف مع تعریف تحریر تھا۔ اور کچھ زبانی فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی میں یہ بیان ہے)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے میراث مخنث کا مسئلہ دریافت کیا آپ رضی اللہ عنہ نے جواب تحریر فرمایا جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے اسی پر میراث کا حکم جاری ہوگا۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے میرا مخالف بھی مجھ سے استفسار کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

مسئلہ خلافت پر بیانِ علیؓ:

راوی امام حسن بصریؒ آپ بصرہ آئے تو ابن الکواء اور قیس بن عباد امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے عرض کی لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے عہد لیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ ہونگے حقیقت الامر سے آگاہ فرمائیں۔ اس امر کی تحقیق میں جناب سے ثقہ کون ہوسکتا ہے؟

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (بہت طویل روایت عربی میں تاریخ الخلفا میں ہے) ''اللہ کی قسم یہ غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد کیا تھا۔ جب میں نے سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی تو پھر سب سے پہلے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر جھوٹ کیوں بولوں اگر آپ رضی اللہ عنہ کا مجھ سے کوئی عہد ہوتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں آپکے ممبر پر کھڑا ہونے دیتا۔ بلکہ ان کے ساتھ بذات خود جنگ کرتا خواہ کوئی بھی میرا ساتھ دینے والا نہ ہوتا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر غور کرو اور یہ بھی غور کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل یا موت ناگہانی پیش نہیں آئی تھی۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنوں تک بیمار رہے اور ہر وقت موذن نماز کی اجازت لینے آیا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن میں (کسی) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا کہ تم یوسف علیہ السلام کی سہیلیوں جیسی ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہو وہی نماز پڑھائیں۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تم ہم سب نے اپنی امامت کے بارے میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے لئے قبول کر لیا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا۔ کیونکہ نماز خالص دینی کام ہے دین کی جڑ اور دین کا بچاؤ ہے پس ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی جس کے وہ لائق تھے اس لئے ہم میں سے کسی ایک نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اور کسی ایک نے بھی دوسرے کے خلاف بات نہ کہی اور نہ کوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوا اس لئے میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حق بیعت ادا کیا اور ان کی اطاعت کی اور ان کے لشکر میں شامل ہو کر ان کی طرف سے لڑا اور ان کے سامنے اپنے دُرّہ سے حدود کرتا رہا۔ انہوں نے بوقت انتقال ہم پر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ (مقرر) کیا۔

پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ہم میں سے کسی نے بھی ان کا خلاف نہ کیا اور نہ کوئی انسے بیزار ہوا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حق بھی ادا کیا۔ اظہار اطاعت کیا اور اس کے لشکروں میں مل کر جہاد کے لئے شامل رہا وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا تھا اور مجھے جہاد کو بھیجتے تو میں جایا کرتا اور ان کی تعمیل کرتا۔ جب

ان کا انتقال ہوا تب میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت سبقت اِلَی الاسلام اور جملہ اعمال و فضائل پر نظر ڈالی تو مجھے خیال ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرگز میری خلافت سے اعراض نہیں کیا۔ لیکن وہ ڈرے کہ ان کے مقرر کردہ خلیفہ کا گناہ خود ان کی قبر تک نہ پہنچے چنانچہ انہوں نے خود کو اور اپنی اولاد کو خلافت کے تعلق سے علیحدہ رکھا۔ اگر عمر رضی اللہ عنہ بخشش و عطایا کا اصول اختیار فرماتے تو اپنے بیٹے سے بڑھ کر کسی کو مستحق نہ سمجھتے۔

غرض انتخاب اب قریش کے چند شخصوں میں رکھ دیا گیا جن سے ایک میں بھی تھا جب لوگ انتخاب کے لئے جمع ہوئے تو میں نے خیال کیا کہ لوگ مجھ سے تجاوز نہ کریں گے چنانچہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم سے عہد و پیمان لئے جو کوئی شخص خلیفہ مقرر کیا جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا میں نے غور کیا کہ میرا اقرارِ اطاعت میری بیعت پر مقدم تر ہے اور میرا میثاق دوسرے کے حق میں موجود ہے لہٰذا میں نے عثمان سے بیعت کر لی اور میں نے ان کا حق بیعت ادا کیا اور میں ان کے سامنے اظہار اطاعت کرتا مجھے وہ جس لشکر میں بھیجتے میں اس میں جا کر جہاد کرتا اور جب وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا اور ان کے سامنے میں حدود تکمیل جاری کرتا تھا۔

جب وہ نشانہ مصیبت بنے تو میں نے دیکھا اور خیال کیا کہ وہ دونوں تو گزر گئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امام بنایا تھا اور وہ بھی جس کے لئے مجھ سے وعدہ لے لیا گیا تھا۔

تو اس وقت اہل حرمین اور ان دو شہروں (کوفہ۔بصرہ) کے باشندوں نے میری بیعت کر لی جسے نہ قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے برابری ہے نہ علم میں اور نہ سبقت الی الاسلام میں اور میں ہر حالت میں اس سے بڑھ کر مستحق خلافت

ہوں۔(عشرہ مبشرہ مصنف قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری)

لفظ مولا کے مطالب:

اس حدیث سے ثبوت خلافتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ استدلال کرنا محض باطل ہے۔بچند وجوہ۔

اول:

مولیٰ عربی میں بہت معنوں میں آتا ہے اور اطلاق اس کا کبھی رب پر اور کبھی مالک اور سید پر اور کبھی منعم و معتق اور ناصر و محبّ اور تابع اور رجار اور ابنِ عم اور حلیف اور عقید اور مہر اور عبد اور معتق اور منعم علیہ پر آتا ہے پس تخصیص ایک معنی کی بغیر کسی مخصص کے باطل ہے اور لفظ کثیر المعانی سے ایک ہی معنی مراد لینا خلاف ہر عاقل ہے۔

دوسرے:

یہ کہ قطع نظر ان معانی کثیرہ محتملہ کے ہم نے یہ بھی تسلیم کیا مولیٰ سے خلیفہ مراد ہے مگر اس سے پھر ثبوت خلافت بلافصل کا محال ہے اور مطلق نبوت خلافت محل خلافت نہیں۔

تیسرے:

یہ کہ مولیٰ کا مصدر بھی مختلف ہے کبھی وہ مشتق ہوتا ہے ولایت سے جو بالفتح ہے اور یہ مستعمل ہے نصب اور نصرت اور عتف میں پس اس صورت میں ولالت اس کی امارت اور حکومت پر ہو ہی نہیں سکتی اور کبھی ولایت سے جو بالکسر ہے کہ اس کی معانی امارت کے ہیں اس صورت میں وہی اشکال درپیش ہے کہ امارت مطلقہ سے اثباتِ امارت مقیدہ کا محال ہے۔(مترجم: علامہ دوران یگانہ زمان مولانا بدیع الزمان۔ برادر علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی شریف جلد

دوم باب مناقب علی رضی اللہ عنہ)

امیر المومنین اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کے چند فیصلوں کا بیان اور شیر خدا رضی اللہ عنہ کے خصائص

۱) واقعہ عہد فاروقی میں دو آدمی کسی گاؤں سے لڑتے ہوئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دئے۔ ایک نے کہا یہ کیا فیصلہ کریں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے گریبان سے پکڑ لیا فرمایا'' تجھے معلوم نہیں یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں جو ہر مومن کے مولا ہیں جس کے یہ مولیٰ نہیں وہ مومن نہیں ہے'' (مواعق محرقہ)

۲) حب علی رضی اللہ عنہ گناہوں کو کھا جاتی ہے (نزھۃ المجالس جلد دوم)

۳) علم کی وسعت (بحوالہ: کنز العمال جلد ششم) حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا فرمایا مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال کرو گے تو میں اس کی خبر دے دوں گا

(مقاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم)

ذاتِ او دروازۂ شہر علوم
زیرِ فرمائش حجاز و چین و روم

۴) ایک بار پوری شب بسم اللہ کے حرف با کی تشریح فرمائی۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ فرمایا واللہ یہ سمندر سے قطرہ بھی نہیں کیا۔

۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد: اگر سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لادے جائیں تو بھی تفسیر فاتحہ ختم نہ ہو سکے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار)

۶) یہ ہے خاموش قرآن اور وہؓ قرآن ناطق ہیں
نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

۷) قرآن شریف میں جمیع علوم موجود ہیں: مثال: ایک یہودی کی داڑھی کے ٹھوڑی پر چند ایک بال تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی داڑی مبارک گھنی۔
یہودی بولا: کیا قرآن میں تمہاری داڑھی اور میری داڑھی کا ذکر ہے؟
فرمایا ہاں ہے سنو!

وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ وَالَّذِیْ خُبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِداً

''جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے۔ اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا مشکل''۔

۸) ''مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو''۔(مشکوٰۃ شریف)

ایک قوم کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا فرمایا'' یہ وہ قوم تھی جو داڑھی کٹا دیتے تھے اور مونچھوں کو لمبا رکھتے تھے اس قوم کی صورتیں بھی مسخ کردی گئیں''۔(اصول کافی)

ایک عیسائی پادری کے سوالات کے جوابات:

ایک عیسائی پادری کے سوالات کے جوابات دیئے اس کی تسلی ہوگئی اور وہ مسلمان ہوگیا:

ان سوالات میں یہ بھی تھے:

۱) قرآن مجید جنت کا طول وعرض پیش کرتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ جنت کا عرض آسمان وزمین کے برابر ہوگا دوزخ کہاں ہوگی؟

۲) وہ کیا ہے جو میوہ ہائے جنت کی مثل ہے؟

۳) آسمان کا کوئی قفل ہے؟

۴) زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا؟

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں نجران کا یہ پادری تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ سوالات کے جوابات دیجئے۔ چنانچہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱) مجھے جواب دو رات آتی ہے تو دن کہاں جاتا ہے؟ اور جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے۔ پادری یہ سن کر حیران رہ گیا۔

۲) جو چیز میوہ ہائے جنت کی مثل ہے وہ قرآن مجید ہے تمام مخلوق استفادہ کرے تو بھی اس میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

۳) آسمانوں کا قفل شرک ہے۔ قفل کی مفتاح کلمہ شہادت ہے۔

۴) حضرت حوا علیہا السلام کا خون تھا جب حضرت ہابیلؑ کی ولادت ہوئی۔

ایک اور سوال کیا کہ خدا کہاں ہے؟ جواب: حضرت مولا کائنات علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی سوال میں نے سرکارِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا: ایک فرشتہ حاضر ہوا پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ فرشتہ نے عرض کیا ساتویں آسمان کا مکین ہوں اور اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں۔ دوسرا فرشتہ حاضر ہوا۔ یہی پوچھا۔ اس نے کہا اپنے رب کے پاس سے ساتویں طبق زمین سے آرہا ہوں۔ ایک فرشتہ مغرب سے آیا اور ایک مشرق سے آیا۔ دونوں نے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ ہم اپنے رب کے پاس سے مغرب اور مشرق سے آرہے ہیں۔ اللہ یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے زیرِ زمین بھی ہے بالائے آسمان بھی ہے:

فاینما تولو ثمہ وجہ اللہ اللہ نور السموات والارض

یہودی عالم کے سات سوالات اور علی المرتضےٰ ؓ کے جوابات:

سوال (۱) کون سا فرد جس کا نہ ماں نہ باپ:

جواب: حضرت آدم علیہ السلام۔

سوال (۲) وہ کون سی عورت جس کی نہ ماں نہ باپ:

جواب: حوا علیہا السلام۔

سوال (۳) وہ کون سا مرد ہے جس کی ماں ہے باپ نہیں؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

سوال (۴) کون سا پتھر ہے جس نے جانور جنا ہے؟

جواب: جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی۔

سوال (۵) وہ کون سی عورت جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچا جن دیا۔

جواب: حضرت مریم علیہا السلام: ایک گھڑی میں حمل ٹھہرا دوسری میں دردِزہ ہوا۔ تیسری میں ولادت ہوگئی۔

سوال (۶) کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے؟

جواب: جسم اور روح۔

سوال (۷) کون سے دو دشمن ہیں جو کبھی دوست نہ ہوں گے؟

جواب: موت اور حیات۔

شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم کے فیصلے:

تاریخ الخلفاء میں بیشمار فیصلے بیان فرمائے گئے ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیے:

(۱) جھگڑا:

دو شخص کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے شخص

کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کھانے میں شامل ہو گیا۔ تیسرے آدمی نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے۔ دونوں میں آٹھ درہم کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا۔ پانچ والے نے کہا میں پانچ درہم لوں گا تین روٹیوں والے نے کہا یہ تعداد روٹیوں والا معاملہ نہیں ہے۔ نصف نصف رقم تقسیم کرنا ہو گی۔ یہ فیصلہ لے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے فرمایا پانچ روٹیوں والا ٹھیک کہتا ہے کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں۔ تین روٹیوں والے نے کہا یہ فیصلہ غیر منصفانہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ غیر منصفانہ نہیں ہے ورنہ تم کو ایک اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملیں گے۔ اس نے کہا یہ کیسے؟ فرمایا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے تین آدمیوں نے کھائے یہ نہیں کہا جا سکتا کسی نے کم یا کسی نے زیادہ کھائے۔ اپنی روٹیوں کے برابر حصے کر لو تمہارا صرف ایک ٹکڑا باقی بچا تمہارے ساتھ کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے۔ اس کے سات ٹکڑے بچے اس طرح مہمان نے تمہارا ایک اور اس کے سات ٹکڑے کھائے اس لئے تم کو ایک کے عوض ایک درہم اور ساتھی کو سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ملنے ہوں گے تفصیل سننے کے بعد جھگڑنے والے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

(۴) عجیب الخلقت بچہ:

عہد فاروقی میں لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر دو پیٹ دو پاؤں چار ہاتھ ایک قبل ایک دُبر تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کا فیصلہ کرو۔ فرمایا جب یہ بچہ سو جائے تو تم لوگ زور سے شور غل کرو۔ اگر جاگتے وقت اسکے سر ایک ہی ساتھ حرکت کریں تو سمجھ لو کہ ایک ہے۔ اور اگر ایک حرکت کرے دوسرا نہ کرے تو جان لو کہ دو ہیں اور اسی لحاظ سے وراثت تقسیم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے "اے ابوالحسن! خدا آپ کے بغیر مجھے نہ رکھے۔"

(راوی امام جعفر صادقؒ)

(۳) عدل وانصاف کا انوکھا فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ ایک یہودی کے ہاتھ لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہچان لی قاضی کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ قاضی نے گواہ طلب کیا۔ گواہ پیش نہ کر سکے تو قاضی نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ قاضی کا نام شریح تھا اس فیصلے پر یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔

شیر خداؓ کے سیاسی کارنامے بغاوتوں کی سرکوبی ....اور فتوحات

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کا پورا زمانہ خلافت خانہ جنگیوں میں گذارا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک آن کے لئے بھی اندرونی جھگڑوں اور داخلی فتنوں سے فرصت ونجات نہ مل سکی اس لئے بیرونی فتوحات کی طرف توجہ دینے کا پورا موقعہ نہ مل سکا۔ بایں ہم سیتان اور کابل کے علاقوں میں مسلمانوں نے غلبہ حاصل کیا۔ ۳۸ھ میں مسلم بحری افواج نے کوکن کے علاقے پر حملہ کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر سرزمین عجم میں جگہ جگہ بغاوتیں ہونے لگیں کرمان اور فارس کے صوبے باغی ہو گئے۔ سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے زیاد بن ابیہ رضی اللہ عنہ کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ بغاوتوں کو فرو کریں انہوں نے سرتوڑ کوشش کے بعد باغیوں پر قابو پالیا اور امن وامان بحال کر دیا۔

ایک دفعہ کوئی لوگوں نے آ کر پوچھا کیا وجہ ہے؟ آپ سے پہلے خلفاء

کے ادوار میں کروڑوں مربع میل میں علاقے فتح ہوئے اور آپ کی خلافت میں فتوحات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ فرمایا وہ خلیفہ تھے ہم ان کے وزیر و مشیر تھے اور جب ہم خلیفہ ہوئے تو تم جیسے لوگ ہمارے وزیر و مشیر تھے۔ اچھے مشیر نہ ملے۔

فوجی انتظامات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان جنگ کے مرد تھے حدیث مبارکہ...... لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارَ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ...... تلوار صرف علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ذوالفقار ہے اور جوانمردوں میں جوانمرد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

چنانچہ آپ کی توجہ فوج کی تنظیم اصلاح اور اضافے کی طرف خاص طور پر رہی صفین کے معرکے میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسّی ہزار کی فوج تھی۔ کئی قلعے تعمیر کیے۔ فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ دریائے فرات کا پُل فوجی ضروریات کے پیش نظر معرکہ صفین میں آپ ہی نے بنوایا تھا۔

صیغہ مال کی اصلاح:

صیغہ مال میں چند ایسی اصلاحات کیں جن سے ملکی آمدنی میں اضافہ ہو گیا آپ سے پہلے جنگلات سے حکومت کوئی فائدہ نہ اٹھاتی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے جنگلات پر محصول لگا دیا۔

گورنروں کا احتساب:

گرنروں کی اخلاقی نگرانی کا اہتمام کیا۔ کوئی شکایت پہنچتی تو مکمل انکوائری فرماتے۔

ذمیوں کے حقوق کا خیال:

ذمیوں کے حقوق کا خاص خیال فرماتے حکام کو ان کے ساتھ نرمی اور

محبت کا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتے۔ گورنروں کو تاکید فرمائی" تم کو سختی اور نرمی دونوں سے کام لینا چاہئے لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے اور نرمی کمزوری کی حد تک نہ پہنچے پائے" عجمیوں کے ساتھ ایسا لطف و کرم تھا وہ کہنے لگے" عربی خلیفہ نے نوشیرواں کی یاد تازہ کر دی ہے"۔

محکمہ احتساب:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ رعایا کی سہولت کے لئے بازاروں پر کڑی نگرانی رکھتے تاکہ قیمتیں اعتدال پر رہیں۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے طبقات کبیر میں لکھا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے بازاروں کی نگرانی بنفسِ نفیس فرماتے۔ نرخ ماپ تول دونوں کی دیکھ بھال خود فرماتے دُرّہ۔ لے کر بازاروں میں پہنچ جاتے خرید وفروخت کرنے والوں کو حسنِ معاملت اور ناپ تول میں ایمانداری کی تلقین فر ماتے فرماتے" لوگو! اللہ سے ڈرو۔ خرید وفروخت میں خوبی اور راستی اختیار کرو پیمانے کو پورا اور ترازو کو درست رکھو"۔

عدل وانصاف:

ایوانِ عدالت میں امیر وغیرب خویش و بیگانے سب برابر تھے۔ (عدل وانصاف کا ایک واقعہ ہے زرہ والا کیس قاضی شریح کی عدالت میں) ثبوت نہ ملنے پر قاضی نے آپ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ مسترد کر دیا جس سے یہودی مسلمان ہوا۔

فیاضی وسخاوت:

ساری آمدنی بیت المال کی مستحق افراد میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ کچھ بچا کر نہ رکھتے اور پھر بطور شکرانہ وہاں نماز ادا فرماتے اپنی ذات اور اپنے رشتہ داروں پر بیت المال کی معمولی چیز بھی صرف نہ ہونے دیتے تھے۔ مصری مورخ

ڈاکٹر طٰہٰ حسین لکھتے ہیں:

''منصب خلافت پر سرفراز ہونے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے قبضہ میں ایک زمین تھی جس سے انہیں اچھی خاصی آمدنی ہوتی تھی۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا اور دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے کہ چند درہم کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔ (آئینہ خلافت مصنف جناب پروفیسر سعید اختر)

رباعی:

صدیقؓ عکس حسن کمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است
فاروقؓ ظل جاہ و جلالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است
عثمانؓ حیائے شمع جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است
حیدرؓ بہارِ باغ خصالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

دو معلوماتی خبریں:

تعداد احادیث: روایت شدہ از حضرت علی رضی اللہ عنہ (۵۸۶)

القابات: سید المسلمین۔ ولی المتقین۔ قائد الغُرِّ الْمُحَجَّلِیْن

ص ۵۰ سفرِ محبت از صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری بصیر پور یہ القاب شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد فرمائے۔

باب چہارم

- پاکیزہ اولاد کرامات کی خوشخبری
- خاوند بیوی۔ ماں بیٹے کو حرام سے بچایا
- دریائے فرات میں پانی آ گیا
- پیشینگوئی ...... مقام کربلا
- چشمۂ آب
- سورج پھرے اُلٹے پاؤں
- پیش گوئی
- توکل علیٰ اللہ
- ختم قرآن مجید
- کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا
- ہاتھ درست ہو گیا
- منہ سے نکلی بات پوری ہوئی

کرامات

ا۔زمین نے تمام واقعات بتادیئے:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرسیدہ فاطمہ الزہرا بتول خاتون جنت سیدہ عوراتِ عالم رضی اللہ عنہا سے روایت کی ۔پہلی رات حضرت علی کرم اللہ وجہ نے میرے ساتھ گذاری مجھے آپ سے خوف لاحق ہوا کیونکہ میں نے زمین کو آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سنا صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا!

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جسے حق تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حکم دیا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کو ایسے واقعات بتائے جو مشرق و مغرب تک اس پر واقع ہونے والے ہیں۔''

(شواہد النبوۃ مصنف مولانا نورالدین جامی علیہ الرحمتہ)

۲۔خاوند، بیوی، ماں، بیٹے کو حرام سے بچایا:

جب حضرت علی رضی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے۔ایک شخص سے فرمایا فلاں قصبہ میں جاؤ وہاں مسجد کے پہلو میں ایک مکان ہے اس میں ایک عورت اور مرد باہم لڑ رہے ہیں۔انہیں میرے پاس لاؤ۔وہ شخص وہاں گیا اور انہیں لے آیا۔فرمایا

''آج تمہارا جھگڑا طول پکڑ گیا تھا۔کیا بات؟''

نوجوان نے عرض کیا!

''امیر المومنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا لیکن جب میں اس کے پاس آنے لگا تو مجھے سخت نفرت ہوئی۔عورت نے میرے ساتھ

جھگڑنا شروع کیا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو باہر بھیجا اور عورت سے پوچھا!

''تو اس نوجوان کو پہچانتی ہے۔''

عورت نے کہا ''نہیں جناب''

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

''میں بتاتا ہوں خواہ مخواہ انکار نہ کرنا پوچھا تم فلاں بنت فلاں نہیں ہے''

عورت نے کہا ''ہاں جناب''۔

پوچھا ''تمہارا ایک چچا زاد بھائی نہ تھا؟ اور تم ایک دوسرے کو چاہتے تھے''

عورت نے کہا ''جی حضور''۔

فرمایا۔ ''ایک رات تم کسی کام کے لئے باہر آئی اس نے تجھے پکڑ کر تجھ سے جماع کیا۔ تو حاملہ ہوگئی یہ واقعہ تو نے اپنی ماں کو بتایا لیکن باپ سے پوشیدہ رکھا۔ وضع حمل کے وقت تیری ماں تجھے باہر لے گئی۔ بچہ پیدا ہوا۔ بچے کو تم نے ایک کمبل میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا وہاں ایک کتا آیا اس نے سونگھا تو نے پتھر مارا۔ بچے کے سر پر زخم ہوا۔ تیری ماں نے ازار بند سے کچھ کپڑا پھاڑ کر بچے کے سر کو باندھ دیا۔ تم واپس ہوئیں۔ اور پھر تمہیں اس کا کوئی پتہ نہیں۔''

عورت نے کہا!

''امیر المومنین ایسا ہی ہوا تھا۔ لیکن اس واقعہ کی مجھے اور میری ماں کے علاوہ اور کسی کو خبر نہ تھی۔''

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

''جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اٹھا کر لے گیا۔ تربیت کی وہ جوان ہوا اور ان کے ساتھ ہی کوفہ میں آیا۔ اور اب اس کی تجھ سے شادی ہوئی۔''

فرمایا نوجوان سے۔ ''سر ننگا کرنا'' سر دیکھا زخم کا نشان نمایاں تھا۔ یہ تمہارا لڑکا ہے۔ رب العزت نے دونوں کو حرام سے محفوظ رکھا'' اب جا اسے لے جا۔ (نواسہ شہہ ابرار مصنف مولانا عبدالسلام قادری رضوی)

۳۔ دریائے فرات میں پانی آ گیا:

ایک بار دریائے فرات میں طغیانی آ گئی۔ لوگوں نے دعا کیلئے عرض کی۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جبہ مبارک پہنا عمامہ شریف سر پر باندھا۔ عصا مبارک ہاتھ میں لئے دریا پر تشریف لے گئے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے اور احباب بھی ہمراہ تھے عصا مبارک سے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ سطح ایک فٹ کم ہوگئی۔ لوگوں کہا اور کم کر دیں۔ پھر اشارہ کیا۔ پانی ایک فٹ کم ہو گیا۔ جب تین فٹ سطح پانی کی کم ہوئی لوگوں نے کہا اب ٹھیک ہے۔

۴۔ آپؓ کے غلام قنبرؓ:

کو حجاج نے بلا وجہ شہید کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

۵۔ مقام کربلا:

ابن عاذب رضی اللہ عنہ سے کربلا کی نشان دہی اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور رفقاء کی تمام خبریں بتا دی تھیں۔

صدر الا فاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے...... جب نینوا کے قریب پہنچے۔ ندادی فرات کے کنارے ٹھہرے فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے۔ دوسری روایت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اصنع رحمۃ اللہ علیہ سے کی ......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہاں ان شہداء کے اونٹ بندھیں گے۔ یہاں ان کے خون بہیں گے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ زمین کربلا کے چپہ چپہ کو پہچانتے تھے۔ (سوانح کربلا)

۶۔ جنگ صفین میں چشمہ آب:

ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی ایک کلیسا والے سے پانی کا پوچھا اس نے دو فرلنگ کے فاصلے پر بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود زور لگایا اور پتھر کو ایک طرف کر دیا۔ نیچے سے ٹھنڈا میٹھا صاف پانی نکلا۔ سب نے استعمال کیا۔

اہل کلیسا نے پوچھا ''کیا آپ پیغمبر مرسل ہیں؟ فرمایا نہیں۔ کیا آپ کوئی مقرب فرشتہ ہیں؟ فرمایا۔ نہیں۔ پھر آپ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی ہوں۔ راہب نے یہ سن کر اسلام قبول کر لیا۔ اور بتایا'' ہم نے کتب سماوی میں پڑھا کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے جس پر پتھر ہے جسے ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ رضی اللہ عنہ کے داماد چچا زاد بھائی کے بغیر کوئی اٹھا نہیں سکے گا۔ (شواہد النبوۃ)

۷۔ سورج پھرا الٹے قدم:

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوئی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک یا ہاتھ کا اشارہ مغرب کی

طرف کیا۔ آپ کے دست قدرت میں اس قدر طاقت ہے کہ سورج کو واپس کھینچ لائے حالانکہ یہ کس قدر بڑا اور بھاری ہے اور ہزاروں ملائک کے ہاتھوں میں ہے فرشتے بھی حیران تھے سورج واپس جا رہا ہے۔ یہ عظیم معجزہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ سورج واپس آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ سورج غروب ہوا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اسی طرح سورج کے لوٹانے کا واقعہ (کرامت) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی وقوع پذیر ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل کی طرف مع لشکر جا رہے تھے ارادہ کیا کہ دریائے فرات عبور کرنے کے بعد مع احباب نماز عصر ادا کریں گے۔ دریائے فرات سے سواریاں گذارنی شروع کر دیں، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا۔ نماز عصر قضا ہو گئی۔ لوگ باتیں کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سُنا تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے سورج کو واپس لوٹانے کی دعا فرمائی۔ دعا قبول ہوئی آفتاب واپس لوٹا۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز ادا کی۔ جب سلام پھیرا سورج غروب ہو گیا۔

(زرقانی شریف اور شواھد النبوۃ شریف)

۸۔ پیشگوئی پوری ہوئی:

دورانِ خُطبہ ایک بار آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''میں بنی عباس رضی اللہ عنہ میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جسے وہاں کے لوگ قربانی کے اونٹوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اگر چاہوں تو تمام حالات سے

باخبر کر دوں۔'' (تلخیص از شواہد النبوۃ)

۹۔توکّل علی اللہ:

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر رحمۃ اللہ علیہ بن محمد سے روایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی ایک دیوار کے متصل بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یہ دیوار گرا ہی چاہتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے اُٹھ جایئے فرمایا: تم اپنا کام کرو میری حفاظت میرا خدا کرے گا۔ مقدمہ سُنا۔ جب وہاں سے اُٹھ گئے تو دیوار گر پڑی۔

۱۰۔پیشگوئی:

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا اگر کوئی شخص تمہیں حکم دے کہ مجھ پر لعنت بھیجو۔ تو تم کیا کرو گے۔ اس نے عرض کیا۔ کیا ایسا بھی ہو گا؟ فرمایا: ہاں ایسا بھی ہو گا۔ چند سال گزرے محمد بن یوسف (برادر حجاج بن یوسف ثقفی) جو یمن کا حاکم تھا نے حکم دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجی جائے۔

......نعوذ باالله من ذالك ......

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے جیسے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

(تاریخ الخلفاء)

۱۱۔ختمِ قرآن مجید:

روایاتِ صحیحہ سے یہ ثابت ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سواری کرتے۔ گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرے رکاب میں پاؤں رکھنے سے قبل قرآن حکیم ختم کر لیتے۔ (شواہد النبوۃ مصنف حضرت مولانا جامیؒ، مقاماتِ اولیاء مصنف مولانا افتخار الحسن زیدیؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

الراقم نے خود پڑھا ہے مولانا تھانوی نے یہ کرامت بیان فرمائی ہے۔

۱۲۔ تفسیر کبیر جلد پنجم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام نے چوری کی۔ اقبال جرم کیا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ وہ جا رہا تھا راستے میں حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابنِ کرا رضی اللہ عنہ بھی ملے۔ ابنِ کرا رضی اللہ عنہ نے پوچھا

مَنْ قَطَعَ یَدَکَ فقال امیر المومنین ویعسوب المسلین۔

''تیرا ہاتھ کس نے کاٹا اس نے کہا مومنوں کے امیر اور مسلمان کے محبوب و مددگار یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے''

ابنِ کرا رضی اللہ عنہ نے کہا۔ انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تُو ان کی تعریف کرتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ انہوں نے مجھے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے۔ سیّدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اُسے بلایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پر پٹی باندھ دی اور دعا فرمائی..........

''پس ہم نے آسمان سے آواز سُنی کہ اپنی چادر (پٹی) اس کے زخم سے اٹھا لو...... جب پٹی اٹھالی تو ہاتھ جڑا ہوا تھا اور پہلے سے بھی اچھا تھا۔''

(مقاماتِ اولیا)

۱۳۔ دعا کا اثر:

دورِ خلافت حضرت اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں ایک مسلمان نے یہودی سے سوال کیا۔ اس نے بطور طعنہ کہا: امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے سوال کر۔ سائل نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچ بار درود شریف پڑھ کر اسکی ہتھیلی پر پھونک مار کر مُٹھی بند کر دی۔ فرمایا: جا، تھوڑی دُور جا کر اس نے مُٹھی کھولی دیکھا اس مُٹھی میں پانچ اشرفیاں ہیں۔

(تنویر الابصار مصنف حضرت خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴۔ سوکھا ہوا ہاتھ:

ایک شخص حاضر ہوا جن کا دایاں ہاتھ سُوکھا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی ہاتھ فوراً درست ہو گیا۔ (البدایہ والنھایہ مترجم)

۱۵۔ لشکر کی تعداد:

ایک بار فرمایا۔ جو لشکر آ رہا ہے اس کی تعداد بارہ ہزار ہے۔ ایک شخص آزمائش کے لئے راستہ میں بیٹھ کر گنتی کرتا رہا۔ تعداد پوری نکلی ایک بھی کم یا زائد نہ تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ حاصل کرنے کا وِرد:

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدّین سیالوی قدس سرّہ نے فرمایا:

آپ رضی اللہ عنہ کی توجہ خاص کے حصول کے لیے یہ پڑھنا چاہیے:

بگیسوئے شہیدِ کربلا و رُوئے گُلگونش

گرہ از کارِ بکُشا شیرِ خدا مشکل کشا

(انوار قمریہ)

حُلیہ مبارک علی شیر خدا رضی اللہ عنہ:

قد مبارک درمیانہ مائل بہ پستی۔ بال سر پر کم اور باقی جسم پر بکثرت۔ آنکھوں کی پُتلیاں نہایت سیاہ۔ آنکھیں حسین۔ چہرہ مثل بدرِ تمام۔ شکم مبارک بڑا۔ سینہ بے کینہ کشادہ۔ شانہ ہائے مبارک چوڑے۔ بدن مبارک بھرا ہوا۔ کفِ دست کلاں۔ گردن مبارک نرم اور سفید مثل صراحی چاندی۔ سامنے سے سر مبارک چکنا۔ پیچھے دو باریک چوٹیاں۔ داڑھی مبارک خوب گھنی اور بڑی۔ فرمایا: میرے

پیٹ کے بالائی حصے میں علم ہے۔اور نیچے کھانا۔رنگ مائل گندم گوں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" جب میں نے دیکھا تو سر مبارک اور داڑھی کے بال شریف سفید تھے۔ میدانِ جنگ میں دوڑتے ہوئے چلتے۔ دل نہایت قوی۔ حواس پختہ۔ کولہے بھاری تھے۔ لحیم شحیم تھے۔ چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن۔(بحوالہ مدارج النبوۃ۔ جلد دوم، تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ،نواسۂ سید الابرار، از مولانا عبدالسلام قادری۔عشرہ مبشرہؓ از قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوری)

ایمان افروز متفرق ذکر خیر

جناب محمد صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب مناقب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اشاعت ۱۳۰۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں:

۱) مظہر العجائب، الغرائب اسد اللہ الغالب، سیف اللہ المسلول، ولادت بیت اللہ کے اندر۔ ان سے قبل کوئی بھی بہت اللہ کے اندر مولود نہیں ہوا۔ دن جمعہ ۱۳ محرم یا رجب ۳۰ عام الفیل۔

۲) والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب چاہتیں بُت کو سجدہ کریں تو علی رضی اللہ عنہ پیٹ میں اپنا پاؤں ان کے پیٹ پر اور اپنی پشت ان کی پُشت سے ملا کر سجدہ نہ کرتے دیتے۔

۳) کرم اللہ وجہہ الکریم کا مفہوم: اللہ نے ان کو سجدۂ صنم سے مکرم رکھا۔

۴) والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اُسامہ رضی اللہ عنہ، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسود رضی اللہ عنہ نے کھودی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ شفقت سے قبر کو گہرا کیا ۔اور خود مٹی باہر نکالی۔ اس میں لیٹ کر فرمایا:

اللّٰهم اغفر لِاُمّی فاطمه بنت اسد...... قبر کشادہ فرمادے بحرمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......فانّك ارحم الرّاحمین۔

۵) شہادتِ علی رضی اللہ عنہ پر بیت المقدس سے سنگریزہ اٹھایا گیا اس سے تازہ اور سُرخ خون نکلا۔ (ص ۱۳۰)

۶) قاتل ابن ملجم کے عذاب کا قصہ ابوبکر خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے (ایک راہب کے حوالہ سے) ایک طائر مثل نسر کے اس پر مسلط ہے وہ قاتل بار بار قے کرتا ہے اور اسے نگل لیتا ہے۔ پھر اسی طرح کرتا ہے۔......
نعوذ باللہ من غضب اللہ

۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زمانۂ خلافت میں کوئی حج نہیں کیا بوجہ جنگ و جدال۔ البتہ پہلے حج کیے۔

۸) حکایت ص ۱۳۲ کا خلاصہ۔ شریف ابونہی نے مفتی الحرمین محبّ طبری سے کہا، تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا ہے۔ محبّ طبری نے کہا ہم نے اپنی رائے سے مقدم نہیں کیا اور نہ ہمیں اختیار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

سدّ و كل خوفة فی المسجد الا خوفة ابی بكر رضی اللہ عنہ

اور پھر فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

یہ حدیث ہم نے بسند صحیح پڑھی ہے۔

شریف ابونی نے کہا پھر عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں مقدم کیا۔ جواب: اس لئے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت اپنی موت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا برائے خلافت۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں مقدم کیا؟ کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے امر خلافت کو بطور شوریٰ ٹھہرایا۔ ان لوگوں کو جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی گئے اہل شوریٰ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا

شریف نے یہی کہا بھلا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیا کہتے ہو۔ کہا وہ مجتہد تھے۔ جس طرح علی رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔...... آگے اسی مضمون کی ایک حدیث ہے۔

سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقامِ اُستاد:

عظمت اُستاد کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں اس کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف بھی تعلیم دی۔ وہ مجھے بیچ دے یا مجھے آزاد کر دے۔''

(مواعظ جلد چہارم۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

باب پنجم

- اولاد امجاد و اقارب رضی اللہ عنہم
- والد ماجد۔ والدہ ماجدہؓ
- شجرہ نسب
- صاحبزادگانؓ کا ذکر جمیل
- خاتونِ کربلاؓ

اولادِ امجاد و اقارب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

والد ماجد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر و فدائی، شفیق چچا ابو طالب تھے اصل نام۔عبد مناف۔مگر کنیت نام پر غالب آ گئی۔ان کے چار بیٹے تھے۔

۱) طالبؓ۔ایک روایت کے مطابق صحابی ہیں۔اور ایک روایت کہ قبل از ایمان فوت ہوئے۔

۲) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔صحابی تھے۔ان کے بیٹے مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے جو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نائب بن کر کوفہ گئے تھے۔عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ و محمد رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے۔مُسلم رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے۔

۳) جعفر (طیّار) بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ جنگ موتہ میں ۸ھ میں شہید ہوئے تلوار اور نیزے کے نوّے سے زیادہ زخم ان کے جسم پر سامنے کی جانب تھے۔ دونوں بازو جڑ سے کٹ گئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی منقبت میں فرمایا:

''جعفر تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔''

۴) ابو طالب کے چوتھے فرزند ارجمند حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

بیٹیاں:

۱) ام ہانی رضی اللہ عنہا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ابو طالب کی ساری اولاد ایک ہی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔امّ ہانی کا نام ھند تھا۔یا فاختہ۔

۲) جمانہ رضی اللہ عنہا۔ فتح خیبر تک حیات رہیں۔

والدہ ماجدہ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا۔ ان کا مختصر ذکر خیر ولادتِ علی رضی اللہ عنہ کے عنوان میں لکھا ہے۔ وصال پر کفن میں حضرت رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ مبارک عنایت فرمایا۔ جب لحد میں اتارا تو لحد میں ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ اس سے بڑھ کر اور خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟ جنت البقیع شریف میں دفن ہوئیں۔

واقعہ:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا والدۂ علی رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ خاتون جنتی ہے۔'' حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا پر درود بھیجیں۔ (سفرِ محبت از محمد محب اللہ نوری دارالعلوم بصیر پور) یہ واقعہ بحوالہ کنز العمال کتاب۔

شجرہ طیبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ازواج، ابنا، بنات کرام،

نمبر شمار	اہلیہ رضی اللہ عنہن	بیٹے رضی اللہ عنہم	بیٹیاں رضی اللہ عنہن
۱	سیدۃ النساء العالمین فاطمہ رضی اللہ عنہا	امامِ حسن رضی اللہ عنہ، امامِ حسین رضی اللہ عنہ محسن رضی اللہ عنہ	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا
۲	ام البنین بنت حرام بن خالد رضی اللہ عنہا	عمر رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، عبید اللہ رضی اللہ عنہ	امِ ہانی رضی اللہ عنہا میمونہ رضی اللہ عنہا امِ جعفر رضی اللہ عنہا

۳	لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود	عبیداللہؓ، ابوبکرؓ	زینب مقریؓ، رملہ مقریؓ
۴	اسماءؓ بنت عمیس (خثمیہ)	عونؓ، یحیؓ	فاطمہؓ، امامہؓ، خدیجہؓ
۵	امامہؓ بنت ابوالعاصؓ ازبطن سیدہ زینبؓ	محمدؓ، اوسطؓ	....
۶	خولہؓ بنت جعفرؓ	محمد حنفیہؓ، محمد اکبرؓ	....
۷	ام سعیدؓ بنت عروہ بن مسعود ثقفیؓ	محسنؓ	ام الحسنؓ، رملۃ الکبریٰؓ
۸	ام حبیبہؓ بنت ربیعہ ثعلبہ	عمر اطرافؓ، عمرانؓ	ام الکرامؓ، رقیہؓ، ام سلمہؓ
۹	ممیاۃؓ بنت امراء القیس کلبی	....	جمانہؓ، حارثہؓ، نصیرؓ
میزان	۹	۱۹ یا ۱۸	۱۸

شہدائے کربلا:

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا محمد رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبیداللہ رضی اللہ عنہ تعداد ۷۔

بمطابق قاضی محمد سلیمان سلطان منصور پوری چھ بیٹے کربلا میں شہید ہوئے۔ چھ صاحبزادے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے گزر گئے تھے۔ دنیا میں اب پانچ بیٹوں کی نسل موجود ہے۔

امامِ حسن رضی اللہ عنہ، امامِ حسین رضی اللہ عنہ، محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، عمر اطراف رضی اللہ عنہ: ۵ بمطابق مصنف نواسۂ سید الابرار چھ بیٹوں کی نسل جاری ہے۔

بعض صاحبزادگان کا حال:

(۱) اور (۲) امامِ حسن رضی اللہ عنہ اور امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ۲ میں تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

تیسرے صاحبزادے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عباس علمبردار رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں: ان کا خطاب سقائے اہلِ بیت بھی ہے۔ ۳۴ سال کی عمر میں شہید ہوئے اولاد جاری یہ ہے:

عبداللہ رضی اللہ عنہ

حسن رضی اللہ عنہ

عبیداللہ قاضی الحرمین عبداللہ رضی اللہ عنہ نسل جاری ہے	عبدا لفصیح رضی اللہ عنہ نسل جاری ہے	حمزۃ الاکبر رضی اللہ عنہ چہرہ حضرت علی سے مشابہ تھا نسل جاری ہے،	ابراہیم حروقہ رضی اللہ عنہ، ادیب، فقیہ امام تھے اولاد مصر میں ہے	فضل رضی اللہ عنہ نسل جاری ہے

۴: عمرؓ (اطراف) ابن علی المرتضیٰؓ:

۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی، شہید ہوئے نسل جاری ہے۔ ان کے چار پوتے تھے۔

۵: ابوالقاسم محمد بن علی المرتضیٰؓ:

ولادت ۲۱ھ وصال ۸۱ھ زاہد، عابد، مجاہد، بہادر تھے۔ لشکر مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے

علمبردار یہی ہوا کرتے تھے۔ فرمایا: حسن و حسین رضی اللہ عنہ علیؑ آنکھیں ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوں۔ شیعہ کے اک فرقہ کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد یہی امام ہیں۔ دوسرے فرقے کا عقیدہ ہے کہ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یہ امام تھے۔ پھر اعتقاد ہے کہ آئندہ امامت انہی نسل میں جاری ہوئی۔ ان کی والدہ خولہ کلب حنفیہ قبیلہ، اس لیے ان کو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ ابن لحنفیہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد ۲۴ ہے جن میں ۱۴ فرزند تھے، تین سے نسل جاری ہے: محمد رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ رضی اللہ عنہ بزرگ تابعی ہیں۔ محمد رضی اللہ عنہ کے بیٹے جعفر رضی اللہ عنہ یوم حرہ کو شہید ہوئے۔ اولادِ کثیر موجود ہے۔ محمد رضی اللہ عنہ کے تیسرے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کی نسل کثیر موجود ہے۔

۶: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند ابوبکر رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کو علوی بھی کہتے ہیں۔

۷: محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کی امارت تفویض فرمائی گئی۔ یہ لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں گرفتار ہو کر شہید کیے گئے۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں۔ اسماء بنت رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی، دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جن سے محمد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اسماء رضی اللہ عنہا کی تیسری شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: محمد ابنی من صلب ابی بکر رضی اللہ عنہ: محمد میرا بیٹا ہے اگرچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صلب سے ہے۔ لڑائی میں محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا رہ گئے۔ مصر پہنچے۔ فرابہ میں چھپ رہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پہنچ کر محمد رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کروائی۔ بوجہ شدت پیاس محمد رضی اللہ عنہ ہلاکت کے قریب تھے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سردار نے سرتن سے جدا کر دیا جسم کو مرے ہوئے گدھے کے پیٹ میں رکھ کر (کھال میں) نذرِ آتش کر دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی نہایت افسردہ

ہوئے۔(سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی شدید صدمہ ہوا۔الراقم)

بحوالہ نہج البلاغہ کا مکمل ترجمہ از عرشی رامپوری۔مرتضےٰ حسین فاضل۔محمد عبدہٗ۔ رئیس احمد جعفری۔عبدالرزاق ملیح آبادی۔ نائب حسین نقوی۔ ایڈیشن ششم ۔۱۹۸۱ء۔مرتب کردہ علامہ سید رضی اس کی دوسو شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔سید رضی ۳۰۴ھ تا ۴۰۰ھ ص ۲۵۲ سے مذکور مواد لیا۔کتب اہل سنت والجماعت میں بھی اسی طرح درج ہے۔

اہم نوٹ:

مذکورہ کتاب میں خلیفۃ الرسولؐ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ذی النورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بیانات حضرت علی سے منسوب کیے گئے ہیں وہ سراسر غلط و باطل ہیں۔ عقائد اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے باطل بیان نہیں فرمائے۔(قلیل البضاعتِ ذرّہ حقیر.........عبدالخالق توکلی عفی عنہ)

خاتونِ کربلا

حضرت علیؓ شیر خدا کی عظیم دختر سیّدہ زینبؓ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر اس کمترین نے ذکر خیر ❷ میں کیا ہے۔ یہاں قدرے مختصر باتیں:

۱) سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے زید رضی اللہ عنہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ہٰکذا فی البخاری مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ذکر اہلسنت وجماعت اور شیعہ دونوں کی

کتب میں ہے۔

۲) سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ میدان کربلا میں برادرِ معظم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں۔ جملہ مصائب پر کمال صبر فرمایا۔ اپنے بیٹے عون رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ بھی قربان کر دئے۔ عظیم سیرت و بلند کردار کی مالک تھیں۔

آیتِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

باب ششم

- منظوم سیرتِ طیبہ اور بیان متفرق بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- عظیم شعرائے اسلام کا کلام (لازماً پڑھیے)
- صحابی بنانے والی نعت
- مناقب خلفائے راشدینؓ (نثر)
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
- رجب المرجب کے کونڈوں کی حقیقت

منظوم سیرت طیبہ بیان متفرق بابت صحابہ کرامؓ

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ

راحتِ جاں ہے محبت حیدرِ کرار کی
عینِ ایمان ہے اطاعت حیدر کرار کی

شان میں ان کی بہت سے ہیں فرامین رسول
حد سے افزوں ہے فضیلت حیدر کرار کی

ہو بیاں کیسے فضیلت حیدر کرار کی
خود نبی کرتے ہیں مدحت حیدر کرار کی

تھے ملائک آسمان پہ محوِ حیرت دیکھ کر
جانثاری وقتِ ہجرت حیرت کرار کی

شوہرِ خاتونِ جنتؓ والدِ حسنینؓ ہیں
حبیب حق سے ہے قُربت حیدر کرار کی

نام فرزندوں کے بوبکر و عمر عثمان رکھ
ہے پسندیدہ یہ سنت حیدر کرار کی

(پندرہ روزہ الفاروق سرگودھا ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء)

منقبت

روا جس سے ہو کرم نام علیؓ ہے
دل وجان کا آرام نام علیؓ ہے

وظیفہ ہے زاہد کا یہ اسمِ اعظم
مجاہد کی صمصام نامِ علیؓ ہے

اس نام سے بڑھتا ہے جوشِ ایمان
ترقیِ اسلام نامِ علیؓ ہے

ہیں سرشار جس سے بزرگانِ ملت
ہے حق کا وہ جام نام علیؓ ہے

(از... جناب کوثری، ہندو شاعر جو بعد میں مسلمان ہوئے)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک کُن صحبت

(از ابوالفضل غُلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ)

روغنِ کنجد کو خوشبودار پا کر میں نے کل
پوچھا تجھ میں ایسی خوشبو یہ کہاں سے آ گئی

وہ لگا کہنے تِلون کو جن سے ہے میرا وجود
صحبتِ گلہائے خوشبو کچھ میسّر آ گئی

تِل رہے مِل کر جو اِن پھُولوں میں چندے اس طرح
اِن کی خوشبو اُن کو سر سے پاؤں تک مہکا گئی

جب تلوں پر یہ ہوا پھُولوں کی صحبت کا اثر
طِیب خوش تھی جو گلوں میں وہ تِلوں میں آ گئی

ان سے بڑھ کر تھی اثر میں صحبتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم
جو قلوبِ یخ زدہ کو ایک دم گرما گئی

ابرِ رحمت بن کے یکدم ہو گئی وہ عطر پاش
شرک کی کالی گھٹا تھی جو عرب پر چھا گئی

کفر کے حامی جو تھے خادم بنے اِسلام کے
اُن کی کایا صُحبت فخرِ رسل ﷺ پلٹا گئی

اس مضمون پر شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کی حکایت:

گلِ خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بُوئے دل آویزِ تو مستم

بگفتا من گِلے ناچیز بودم
ولیکن مُدتے با گل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

نوٹ: آگے جناب نامی نے غلافِ کعبہ کی مثال پیش کی ہے

اشعار کا مفہوم:

- غلاف کی عظمت کعبہ شریف کی صحبت کے باعث ہے نہ کرمِ ریشم ہے۔
- حضور ﷺ کی فیضِ صحبت سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت اعلیٰ وارفع بے مثل شان اور اوصاف والے بن گئے۔

نبی کے پاس ہے جو ان کا رتبہ
نہ کم ہو گا کسی کے شور و غل سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ورثہ میں ایک بے مثل جماعت چھوڑی

اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں تھوڑی
اگر اختلاف ان میں باہم دِگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گلّے کا جیسے نگہبان چوپان

(مسدس حالی)

اخلاقِ مرتضوی (شہید) ۶۶ھ

(از مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب زمیندار لاہور)

روایت ہے کہ اک سرکش یہودی
ہوا جنگ آزما شیرِ خدا سے
نہ تھا اس رمز سے شاید وہ آگاہ
کہ یہ کُشتی وہ لڑتا ہے قضا سے
جو اپنی جان کا ہو آپ دشمن
وہی اُلجھے علی المرتضیٰؓ سے
ہوا واقف وہ پہلی ہی پکڑ میں
علیؓ کے زورِ مرحب آزما سے

زمیں پر آرہا گرتا ہے جس طرح
خزاں کا آخری پتہ ہوا سے
کھڑی تھی موت آگے سر پہ اُس وقت
نہ تھا اس کو مُفر سیلِ فنا سے
برنگِ ذوالفقار اُس کے لہو کے
نظر آتے تھے عرش و فرش پیا سے
یہودی نے یہ جب دیکھا کہ ہرگز
نہیں ممکن ہے بچنا اس بلا سے
مقابل چاند تھا تھوکا اُسی پر
طبیعت کے پُرانے اقتضا سے
کہ نکلے آخری نفرت کی حسرت
اسی حیلے دل کفر آشنا سے
یہ گستاخانہ اور بے ہودہ حرکت
جونہی سرزد ہوئی اس نا سزا سے
معًا روکا علیؓ نے ہاتھ اپنا
وہ جو ہاتھ آگے تھا قضا کے
کیا خوں بھی معاف اور یہ خطا بھی
مئے احساں سے تھے لبریز کا سے
جرائم سے نوازش کچھ سوا تھی
عطائیں بڑھتی جاتی تھیں خطا سے

یہودی بن گیا تصویرِ حیرت
امیرالمومنین کی اس ادا سے
لگا کہنے کہ اے سرکار ذی جاہ
یہ سب کچھ کیوں ہے اور کس مدعا سے
مجھے کیوں آپ نے محروم رکھا
میرے مغلوب ہونے کی سزا سے
کیا کیوں میری اس جرأت سے اغماض
جو ہے مذموم بڑھ کر انتہا سے
مکافاتِ عمل کا یہ تصور
ہے بالا تر میری فکرِ رسا سے
جواب اس نکتۂ باریک کا یوں!
ملا اس کو لبِ مشکل کشا سے
جو سچ پوچھے تو غصہ آگیا تھا
مجھے اس تیرے فعلِ ناروا سے
مگر یہ غصہ رکھتا تھا تعلق
فقط میرے ہی نفس فتنہ زا سے
میں اس حالت میں تجھ کو قتل کرتا
تو ہوتا سرخرو کیونکر خدا سے
کہ میں جو کام کرتا ہوں اسی میں
غرض ہوتی ہے مولا کی رضا سے

یہودی سُن چکا اچھی طرح جب
یہ ارشاد انتہا تک ابتدا سے
پکار اُٹھا کہ ہے اسلام سچا
ہے دنیا قائم اس دینِ خدا سے
تہی داماں رہا ہوں آج تک میں
چُنوں گا پھول اب اس بُستاں سرا سے
میرا گھر شعلہ زارِ طور ہوگا!
اب اس شمع فروزاں کی ضیاء سے
نہ سرتابی کروں گا آج کے بعد
خدا سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ سے

مدحتِ اہلِ بیت نبوت رضی اللہ عنہم

محمد گل است و علی برگِ گل
ازاں گل بود فاطمہ بُوئے گل
چو عطرش بر آمد حسین و حسن
ازاں شد معطر زمین و زمن

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے دشمن کو معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب

(از غلام دستگیر نامیؔ)

علی کے عہدِ خلافت میں سوءِ قسمت سے
لڑائی کوفی و شامی میں ہو گئی برپا

یہ کلمہ گوؤں کی تھی جنگ کافروں کی عید

معاویہؓ کو یہ قیصر کا اک پیام آیا
علیؓ پہ حملہ کردوں اگر اجازت ہو؟

غرض ہے اس سے فقط آپ کی مدد کرنا
معاویہؓ نے کہا کب مجھے گوارا ہے

کہ دین وار پہ حملہ ہو ایک کافر کا
میری طرف سے ہے قیصر! یہ انتباہ تجھے

معاملے میں ہمارے جو تو نے دخل دیا
تو سب سے پہلے علیؓ کی طرف سے لڑنے کو[1]
جو ہوگا تیرے مقابل معاویہؓ ہوگا

شانِ اصحابِ ثلاثہؓ کے متعلق مع شانِ علیؓ

(تاجدارِ دکن سے خطاب)

(از مولانا ظفر علی خاں صاحب بی۔اے مدیر اخبار زمیندار)

اے کہ تیرے نام کا ڈنکا بجاتا ہے دکن
اے کہ تیری ذات ہے فخرِ سلاطینِ زمن

اے کہ تیرے قصر دولت پر ہوئی پرتو فشاں
دینِ پیغمبرؐ کے عالمتاب سورج کی کرن

---

[1] لڑائی کے بعد ایک مراسلہ حضرت علیؓ نے جاری کیا کہ ہم اور اہل شام ایک ہی دین کے متبع ہیں۔ جھگڑا خون عثمانؓ پر ہوا۔ اور ہم اس سے بری تھے۔ (نہج البلاغت)

اے کہ ہے تجھ سے روایاتِ سلف کی آبرو
اے کہ تو نے کر دیا ہے زندہ آئین کہن

اے کہ تیرے سر میں ہے سودائے حُبِ اہلبیت
اے کہ تیرے دلمیں ہے پیوست عشقِ پنجتن

مجھ کو بھی آلِ عبا سے ہے ارادت بے حساب
میری گردن میں بھی ہے اُس کی عقیدت کی رسن

میں بھی ہوں ابنِ ابی طالبؓ کا اک ادنیٰ غلام
میری ان آنکھوں میں ہے جن کی سطوتِ مرحب فگن

اور پکار اُٹھتا ہوں میں بھی لا فتیٰ الا علیؓ
جب کسی میدان میں گھمسان کا پڑتا ہے رَن

میرے اس مضمون کو لیکن چاہئے وسعت کچھ اور
جس کی گنجائش نکالے گا میرا دیوانہ پن

میں ابوبکرؓ و عمرؓ پر بھی ہوں سو جاں سے نثار
مجھ سے سیکھے کوئی ان کے نام چمکانے کا فن

گنبدِ خضریٰ شہادت دے رہا ہے آج تک
پائنتی ہے خواجہ کونینؐ کی ان کا وطن

لرزہ ہو جاتا تھا طاری کفر کے اندام پر
ابروئے صدیق اکبرؓ پر جو پڑتی تھی شِکن

جب عمرؓ کا نعرۂ مستانہ ہوتا تھا بلند
نشہ ہو جاتا تھا روما اور ایران کا ہرن

اس میں ابوبکرؓ و عمرؓ یا عثمانؓ و علیؓ

سب کی خوشبو سے مہکتا ہے خلافت کا چمن

زندہ پائندہ ہے وہ دل الیٰ یومُ التّناد

جس مین ان چاروں کی الفت کا ہے دریا موجزن

یہ سوادِ عظم اسلام کی آواز ہے

اے کہ تیرے نام کا ڈنکا بجاتا ہے دکن

(اسی مضمون کو جناب نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ متولی ۵۹۶ھ نے سکندر نامہ میں بیان کیا ہے)

منقبت

چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند

صدق کے عدل کے عظمت کے شجاعت کے چاند

چار حرفوں سے ہوا نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب

چار مرسل ہوئے اللہ کے طالب مطلوب

چار افلاک سے آئیں ہیں کتابیں مرغوب

چار محبوبِ دو عالم کے تھے اے دل محبوب

چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند

چار مقبول ہیں درگاہ الٰہی میں فلک

چار ہیں عالمِ اسباب کے رُخ زیرِ فلک

چار کعبہ میں مصلے ہیں بہ خلاقِ سمک

چار کی چار طرف کیوں نظر آئے نہ جھلک

چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند

چار سنت کے طریقے ہیں تو ہیں چار امام
چار مخلوق ہوئے خلق میں رکنِ اسلام
چار ہیں کشف و کرامت کے ریاضت کے مقام
چار کی بجتی ہے کونین میں نوبت ہر شام
چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند
چار سو چار نے پھیلائی ضیائے اسلام
چار کی تیغ سے کافر ہوئے چورنگ تمام
چار کے نام سے کافور ہوا کفر کا نام
چار گلزار ہیں سر سبز صحابہؓ کے مدام
چار ہیں جلوۂ نما چرخِ نبوت کے چاند
چار سُو صدق میں صدیقؓ جوانمرد رہے
غار میں سید کونین ﷺ کے ہم درد رہے
سامنے آپ کی عظمت کے عدد گرد رہے
رنگ کفار کے پھیکے رہے اور زرد رہے
چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند
چار سُو ثور میں سامانِ حفاظت کا کیا
چادرِ پاک سے منہ بند کیا غاروں کا
ایک باقی جو رہا اس پہ انگوٹھا رکھا
نیش زن سانپ ہوا منہ سے نہ اُف تک نکلا
چار ہیں جلواہ نما چرخِ نبوت کے چاند

چار سُو عدل ہے فاروق کا اے دل مشہور
تھے یہی سرورِ کونین کے ثانی و مستور
آپ کے نام سے تھی کفر کی ظلمت کافور
جوہرِ تیغ سے چمکا دیا اسلام کا نور
چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند
چار سُو شور سخا حضرت عثمانؓ کا ہے
حلمِ مشہور جہاں جامع قرآن کا ہے
مدح گوئی کرے کیا حوصلہ انسان کا ہے
تیسرا رکن یہ اسلام میں ایمان کا ہے
چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند
شیرِ میداں شجاعت میں جناب حیدرؓ
کردیا زیرو زبر پل میں جنہوں نے خیبر
دیکھ کر آپ کی صورت کو فلک تھا ششدر
تھے جلال آپ خدا کا پر تو جمالِ سرور
چار ہیں جلوہ نما چرخِ نبوت کے چاند
(مرسلہ......محمد امین گوندل فرنگوی)

تعریف خلفائے راشدین

از اقبال احمد سہیل ایم۔اے۔، ایل ایل بی اعظم گڑھ (مناقب خلفائے راشدین)

نوٹ: ابتدائی اشعار بابت تاریخ خلافت از ابوالبشر آدم علیہ السلام تا خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

کاتب اطرف نے نہیں لکھے۔

تُربِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا جس کی عظمت کا مقام
جس کو جبریلِ امیں اللہ کا لائیں سلام
پھر زمیں پر آسمانی جشن کی تمہید ہو
پھر جہاں میں رسمِ استخلاف کی تجدید ہو
حق نے آدم کی دلائی جس طرح نذرِ سجود
اقتدا صدیق کی فرمائیں سلطان الوجود
اہلِ ایماں کو ہو کیا اس کی امامت میں کلام
خود امام دو جہاں جس کو بنا جائیں امام
اس کتابت پر کفالت یوں کریں ختمی مآب
تاکہ امت کے لیے رہ جائے حق انتخاب
اُبرھم شوریٰ کی ہو بنیاد جس سے استوار
اور ہو جمہوریت پر امر ملت کا مدار
جانشین سید الکونین جب صدیق کو
نفی توریث شرف کی دوسری توثیق ہو
مصلحت کوشی سے پھر لغزاں نہ ہو پائے ثبات
کفر ٹھہرے دعویٰ ایمان و انکارِ زکوٰۃ
دعویٰ فخرِ نسب کا صاف کھل جائے بھرم
ہو عطا دستِ اُسامہ کو امارت کا علم
کانپ اُٹھے خوف سے ایوانِ کسریٰ کے اُطاق
خالد جرار کے ہاتھوں مسخر ہو عراق

اللہ اللہ سطوتِ فاروقؓ کا رعب و وقار
خون سے سایہ کے لی ابلیس نے راہِ فرار
اہلِ باطل کو پیام مرگ اُس کا نام ہو
سایۂ پرچم سے ایران لرزہ بر اندام ہو
گنج باد آورد جس کی جود کے آگے پشیز
ناز نینانِ حرم کسریٰ جس کی کنیز
ہاتھ سے فرطِ تواضع سے ہو ناقہ کی مہار
رعب سے تسخیر ہو بیتِ مقدس کا حصار
داوری میں امتیاز بندہ و آقا نہ ہو
جبلہ بن ایہم جو مرتد ہو تو کچھ پروانہ ہو
سیرتِ صدیق اکبرؓ عکسِ فیضانِ جمال
ہیبتِ فاروقِ اعظمؓ مظہرِ شان جلال
آئینہ دار معیت اذھما فی الْغار ہے
شانِ فاروقی اشِدّآءُ علی الْکفّار ہے
دونوں تفسیر تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنْ ہیں
آج بھی دونوں رفیقِ سید الکونین ہیں
گنبدِ خضریٰ میں جب منزل گہ شیخین ہو
مسندِ آرائے خلافت نور ذی النورین ہو
اس کو پھر اہلِ ریا سے ہو تو کیوں ہو خوف
ہاتھ دیں جس کو علیؓ جس کو چنیں خود ابنِ عوف

عہد میں اس کے بڑھیں ملی ترقی کے قدم
مصر سے تا ہند و چین لہرائے اسلامی علم
عام ہو اس کی مروت فیض عالمگیر ہو
حِلم اس کا بینھم رُحماءُ کی تفسیر ہو
اٹھتے ہی فاروق کے شیطان مگر آزاد ہو
اور خلافت دشمنی آمادہ افساد ہو
ہے یہی پہلی شہادت کلمہ گو کے ہاتھ سے
ورنہ ملتا تھا یہ جام اب تک عدُو کے ہاتھ سے
کسی نے پائی ہے شہادت ایسی پامردی کے ساتھ
جان دیدی اور نہ اُٹھے کلمہ گو قاتل پہ ہاتھ
کیوں نہ خون اس غم میں ٹپکیں دیدۂ غمناک سے
صفحۂ قرآن پر گلکاری ہو خونِ پاک سے
خونِ عثمانؓ کو اسلامی سیاست کا زوال
قتلِ یحییٰ کی طرح امت پہ ہو جس کا وبال
خانہ جنگی کا اسی تاریخ سے آغاز ہو
ٹولیاں بننے لگیں بابِ مفاسد باز ہو
کثرتِ آرا سے پھر بھی ہو ہی جائے انتخاب
زینتِ تختِ خلافت ہوں جنابِ بُوتراب
نوبت آ جائے اگرچہ تا بہ صفین و جمل
وحدت اسلام میں پھر بھی نہ آئے کچھ خلل

علم اسرار شریعت کے خزینے باز ہوں
حل زبان ء مرتضےٰ سے عقدہ ہائے راز ہوں
تازہ اسی کے، دم سے ہو ذوق عبادت کا چمن
ہو وہ ذات ء پاک مصداق تراھُمْ رُکَّعًا
اللہ اللہ مستی جامِ حضوری کا اثر
تیر کھینچا جائے تن سے اور نہ ہو اس کو خبر
کیجئے کیوں کر بیاں اس کی ادائے عضوِ عام
اپنے قاتل سے بھی جو لینا نہ چاہے انتقام
سیدالابرار پر جیسے رسالت ہے تمام
حیدرِ کرار پر یوں ہی خلافت ہے تمام
بعد ایمان جس طرح ارکان اسلامی چار ہیں
یوں ہی بعد از مصطفےٰ توحید کے حامی چار ہیں
لطقِ ربانی کے از عانی مفسر چار ہیں
جسمِ ایمانی کے روحانی عناصر چار ہیں
تو بتایئے چشمِ عرفاں خاک پائے چار یار
حق تو یوں ہے شرطِ ایماں ہے دِلائے چار یار

صفتِ چار یار

(از فردوسی طوسی متوفی ۴۱۶ھ چند اشعار)

بگفتارِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم راہِ جو
دل از تیر گیہا بدیں آب شو

چہ گفتا خداوندِ تنزیل وحی
خداوندِ امرو خداوند نہی
کہ خورشید بعد از رسولانِ مہ
شاید ہر کسی چو بو بکر بہ
عمرؓ کرد اسلام را آشکار
بیا راست گیتی چو باغِ بہار
پس از ہر دواں بود عثمانؓ گزین
خدا وندِ شرم دخدا وندِ دیں
چہارم علیؓ بود زوجِ بتول
کہ اورا بخوبی ستاید رسول صلی اللہ علیہ وسلم

............ایضاً............

(از مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مثنوی معنوی شریف)

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد
با چناں شد صاحب و صدیقؓ شد
چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد
حق و باطل راچو دل فاروقؓ شد
چونکہ عثمانؓ آں عیاں راعین گشت
نور فائض بود ذوالنورین گشت
چون ز رویش مرتضےٰ شد درفشاں
گشت اد شیرِ خدا در مرج جاں

منقبت چار یار کبارؓ

(از سلطان التارکین سیدنا حمید الدین حاکم والئے کیچ مکران، مدفون مومبارک ریاست بہاولپور ۷۳۷ھ بعمر ۱۶۷ سال)

اے بادشاہِ مرسلاں اے سید خیرالبشر
اے سرفرازِ مقبلاں اے سرور نیکو سیر
بو بکرؓ یارِ غارِ تو، آں محرم اسرار تو
کردہ فدا درکارِ تو، فرزندو جان وسیم وزر
صدیقؓ دریائے وفا، کانِ کرم گنجِ سخا
در فضل بعد الانبیاء مردنیا راتاجِ سر
احق آں شاہِ گزیں، کز قوتش افزود دیں
از ہیبتش لرزاں زمین وزدرہ اش ترساں زبر
کفر مثل افعالِ او، اخلاص ہم احوال او
بے سر زتیغش خال اور، ازدرہ اش بیجان سر
ہیرا ذوالنورین شد چشمِ حیارا عین شد
وز خوفِ ہیبتش غین شد اندر جہاں ہم معتبر
مشورے نداختہ در راہِ دیں درباختہ
اسپِ سخاوت تاختہ، در جمع قرآن نامور
شہ علیؓ، آں شیرِ حق والا ولی
مہرِ سپہرِ پُر ولی چرخ اختر فضل و ہنر

کانِ دخا آں شاہِ مردانِ سخا

دامادِ شاہِ الانبیاءا، شاہِ جواناں راہدر

یا رب بحقِ مصطفٰے ، بخشائے بر حاکم بہا

اورا بکن روزی لقا، تاشاد گرود زیں خطر

حضرت علیؓ کا اخلاصِ عمل (متوفی ۹۰ میلادی)

(ماخوذ از مثنوی مولانا روم متوفی اے میلادی محمدی)

تو علیؓ سے سیکھ اخلاصِ عمل

وہ تھے شیرِ حق منزہ از دغل

ایک کافر کو لیا حضرت نے گھیر

جب لگے قتل اُس کرنے کرکے زیر

از حذو انداخت بر روئے علیؓ

افتخارِ ہر ولی و ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جب پڑا تھوک اس کا منہ پر آپ کی

پھینک کر تیغ آپ نے چھوڑا اُسے

گشت حیراں آں مبارز از عمل

از نمودن عفو و رحم بے محل

پوچھا حیرت سے علیؓ یہ کیا کیا

بے محل عفو کرم ہے آپ کا

در محلِ قہر ایں رحمت زچیست

اژدہا رادست دادن کارِ کیست

گفت من تیغ از پئے حق می زنم
بندۂ حقم نہ مامور تنم
شیرِ حقم نیستم شیر ہوا
فعلِ من بردینِ من باشد گو
یعنی فرمایا علیؓ نے گبر سے
بات سن میری تو غورو صبر سے
راہِ دیں میں تھا میں سرگرمِ نبرد
تھوک کو تو نے کیا وہ جوش سرد
رنجِ ذاتی درمیاں جب آ گیا
رخنہ اخلاص عمل میں آ پڑا
نیم بہرِ حق شدو نیمے ہوا
شرکتِ اندر کارِ حق نبود روا
ہاتھ کھینچا میں نے تیرے قتل سے
تا نہ فرق اخلاص میں میرے پڑے
دیکھ کر مسلم کا اخلاصِ عمل
گبر کا جاتا رہا غدر و دخل
اس قدر اس پر اثر اس کا ہوا
دینِ حق فوراً قبول اس نے کیا
اور اس کی قوم کے پنجاہ کس
داخلِ دیں ہو گئے بے پیش و پس

ایضاً

پھر علیؓ نے پہلوان سے یہ کہا
تھوکنا تیرا تھا طاعت سے سوا
وہ عمر کا قصدِ آزارِ رسول
اُس کو لے آیا بدرگاہِ قبول
خوش نصیبوں کے لیے ہے شر میں خیر
صلح پر ہوتا ہے منتج ان کا بیر
ہے علیؓ کا یہ عمل مشکل کشا
حب و بُغض مرتضےٰ للہ تھا
وہ ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ سے
متفق تھے صدق اور ایقان سے
ہے عیاں تاریخ کے غواص پر
ان کی صلح و جنگ تھی اخلاص پر

(حضرت غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ)

چار پھول

(از جناب اسلم لکھنوی اڈیٹر روزنامہ کارواں)

لایا ہوں بزم مدح میں مدحت کے چار پھول
اسلام کی بہارِ خلافت کے چار پھول
خوشبو سے ہے بسی ہوئی اسلام کی فضا
کیسے مہک رہے ہیں خلافت کے چار پھول

تلوار کفر کے لیے دیں کے لیے سپر
معجز نما ہیں باغِ شجاعت کے چار پھول

اللہ نے دیئے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پائے ہیں
ہادی ہمارے ہیں یہ ہدایت کے چار پھول

ایران میں عرب میں عجم میں عراق میں
مہکے کہاں کہاں یہ خلافت کے چار پھول

کیونکر نہ فرقِ دین پہ یہ سہرا ہو خوشگوار
اس میں گُندے ہوئے ہیں عقیدت کے چار پھول

دو بارِ چار یار میں جاتا ہوں شاد شاد
دامن میں لے کے حسنِ عقیدت کے چار پھول

پہچانی عظمت ان سے خدا اور رسول کی
ہیں یہ ہمارے واسطے رحمت کے چار پھول

جب باغباں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں صحابہؓ ہوں حُسنِ باغ
پھر کیوں نہ دیں بہار خلافت کے چار پھول

اسلم خدانے بخش دیا ہم کو باغِ خُلد
محشر میں کام آگئے مدحت کے چار پھول

مجھے الفت ہے یارانِ نبی سے

(از حضرت کافی مؤلف نسیم جنت مطبوعہ کانپور ۱۸۹۳ء)

مجھے الفت ہے یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ سے

محبت ان کی ہے ایمان میرا
میں ان کا مدح خواں جان و دل سے
رسول اللہ کے یہ جانشیں ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں ان سے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہیں چرخِ نبوت کے ستارے
جہاں روشن ہے ان کی روشنی سے
صحابہ کے ہوئے ثابت مناقب
زبانِ درفشانِ احمدی سے
رسول اللہ کب راضی ہیں اُن سے
جو ہو ناراض احباب نبی سے
جو ہیں اصحاب انصار و مہاجر
مجھے حسنِ عقیدت ہے سبھی سے
صحابہ کا یہ کافی مدح خوان ہے
خلوصِ جان و اخلاصِ دلی سے

آفتاب و مہ غلامِ چار یار

(ازمولانا شاہ ابوالمعالی عالی مرحوم آلہ آبادی)

آفتاب و مہ غلام چار یار
شمش جہت روشن زنامِ چار یار
ہست درجنت بہ پہلوئے نبی
منزلِ عالی مقامِ چار یار

اللہ اللہ فی صحابی آمد ست
در حقِ ذاتِ کرام چار یار
دینِ محمد حشمت دیگر گرفت
در جہاں از احتشام چار یار
از پئے ترویج دین پاک بود
دم بدم سعی تمامِ چار یار
دینِ حق دینِ نبی صلوا علیہ
شد قوی از اہتمام چار یار
صبح و شام درد زدشب ایدل ز صدق
وِرد می کن وِرد نام چار یار
آں ابو بکر عمر عثمان باز
بر علی شد اختتام چار یار
از دل و جان است عالی حزیں
نبدۂ آل و غلام چار یار

رتبہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت کافی ...... مؤلف: نسیم جنت مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

بیان کس منہ سے ہو جو رتبہ اصحابِ حضرتؐ ہے
کہ اُن میں ہر بشر کے واسطے کیا کیا شرافت ہے
صحابی کا النجوم اُن کے مناقب میں ہوا وارد

کہ ان تاروں سے روشن بُرج افلاک ہدایت ہے

نہیں اس سے زیادہ اور کوئی رتبہ عالی
کہ حاصل ان کو فیضِ صحبت ختمِ رسالت ہے

بجا ہے گر ملائکہ رشک کھائیں ان کے رتبے پر
جوار سیدالکونین میں جن کی سکونت ہے

مشرف جو ہوئے ہیں دولت دیدار حضرتؐ سے
تو ان کے واسطے باغِ جناں گلزارِ جنت ہے

تمامی عدل تھے اور سب کے سب راہِ خدا پر تھے
یہی ہے مذہب حق اعتقادِ اہلسنّت ہے

امیرالمومنین صدیق اکبر نائبِ حضرتؐ
یہ ایوانِ خلافت صدرِ دیوانِ صداقت ہے

پھر اس کے بعد ہے فاروقِ اعظم مجاہد و غازی
کہ انسانِ بصیرت مردم عینِ عدالت ہی

مناقب کیا کروں عثمان ذوالنورین کے ظاہر
کہ عین شرم و حیا مخزنِ جودو سخاوت ہے

خدا کا شیر حیدر ابن عم سرورِ عالم
کہ جس کے دستِ بالا دست میں تیغ شجاعت ہے

ثنا خوانِ نبی ہوں اور اصحابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافی
ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ سے مجھ کو الفت ہے

یہ چاروں یار برحق رُکن ہیں دینِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

(از حضرت مراد شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۱۵ھ
مدفون موضع مردانہ تحصیل شاہدرہ)

نہ ہو رتبہ بڑا کیوں صدیقِ اکبرؓ کا
خدا قرآن میں بولا ہے جسے ثانی پیغمبر کا

شہِ عادل امیرالمؤمنین فاروقِ اعظم ہے
ہوا انصاف جس کا رونق افزا دین و کشور کا

غنی و صاحبِ جودو سخا عثمان بن عفانؓ
کہ حاتم بھی ہے ادنیٰ ریزہ چیں اک اس کے خواں پر کا

شہنشاہِ جہاں و شیرِ میدان وفا حیدرؓ
شجاعت سے کیا ہے فتح جس نے قلعہ خیبر کا

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ کا وہ درجہ ہے
جو درجہ ہے چراغ و مسجد، محراب و منبر کا

یہ چاروں یار برحق رکن ہیں دینِ پیغمبر کے
نہیں ہے کوئی اصحابوں میں اور ان کے برابر کا

رضامندی خدا کی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو
اگر چاہے مرادؔ آستان بوس ان کے ہو در کا

چار یار چہار باغ گلشن

(از مولانا خیر اللہ لاہوری ناظم متوفی مرزا و صاحب تالیف ۱۱۵۵ھ)

یار غارش چولبست رخنۂ کار
با نہاد از وفا ہر وزن مار

شب ہجرت چو خانہ روشن کرد
شمع دیں را بزیرِ دامن کرد

فرقِ فاروق عرش فرسا شد
تاجِ اُدخاک ایں کف پا شد

وحی شد برائے اُد نازل
رائے او بود وحی را شامل

کلکِ عثمان چوں دُر فشانی کرد
نظمِ آیاتِ آسمانی کرد

اسد اللہ چوں گشت پنجہ کشا
در خیبر شد از شکنجہ کشا

مولدش کعبہ گشت از تعظیم
مہد نازش مقامِ ابراہیم

ایضاً

کس چہ داند بہائے گیسو یت
ہر دو عالم خدائے یک مویت

من سگِ باوفائے ایں ہر چار
ہر دو چشم برائے ایشاں چار

زیک شاخ ایں چار گل آمدید

(از مثنوی جنگ و جدل سیالکوٹ منظور پیر فرح بخش متوفی ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۰ء)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

بہ گلزارِ امت چناں آب داد

کہ ہر غنچہ بشگفت حسب المراد

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ:

بہ کشور کشائی چناں اسب راند

ہر ناحیت خطبۂ خویش خواند

سیدنا عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ:

چناں کرد وقفِ خدا خویش را

درِ لطف احسان می داشت وا

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم:

ازو یافت دینِ نبی انتظام

برد گشت کارِ خلافت تمام

چار خریدارانِ متاعِ عشق

(از مراد شاہ لاہوری صاحب مراد العاشقین تصنیف ۱۲۰۵ھ ۱۷۹۰ء)

محمد مخزنِ اسرارِ عشق است

محمد مصطفٰے انوارِ عشق است

خریدار متاعِ عشق تحقیق
شد اول از ہمہ ابوبکر صدیقؓ
وزاں پس حضرتِ فاروق اعظمؓ
بہ نقدِ جان خرید ایں گوہر غم
وزاں پسی حضرت عثمانؓ بصد درد
متاعِ عشق راسوداگری کرد
وزاں پس حیدر شیرِ الٰہی
شہے زینت فرمائے تاجِ شاہی
علیؓ آں شمع بزمِ دینِ احمد
کہ باب علم خود گفتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علی آں راہنمائے راہِ توحید
علی آں پیشوائے اہلِ تجرید

رباعیات، مدحیۂ چار یار

(مولانا ناصر علی دہدی)

آں بادہ کہ در میکدۂ تحقیق است
از ابنِ قحافہ اش ابریقِ است
آغاز وجود از گوہر پاکِ نبی است
تصدیقِ نخستین زِ دلِ صدیق است
ہر نخل کہ در حدیقہ خیرو شر است
از فیضِ عدالت انت اگر بار وراست

ایں کا ہکشاں کہ دیدہ باشی ہر شب
بر دوش فلک زدرہ عمر است
آں نور حیا کہ نام او عثمان بود
از باغِ شہادتش گلِ ایمان بود
ہر قطرۂ خون کہ ریخت از پیکرِ اُد
عنوان آرائے آیۂ قرآن بود

ایضاً

فرمود نبی لَحْمك لَحمِی بہ علی
شق القمر از وجودِ الیشان پیدا است

ایضاً

(از شاہ علی کبیر مرحوم نورسہ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی متوفی ۱۲۸۴ھ)

صدیقؓ کہ تقویٰ بودش اصلِ اصیل
اول تصدیق کرد او دین نبیل
در مجلہ صحابہ اسبق الایمان شد
صدیقؓ لقب باختہ از رب جلیل
فاروق عمر فاروقؓ و باطل
گردید چو با سرورِ عالم یک دل
اسلام بتا بید بعز و تمکیں
از دہر بشُد کفر سراسر زائل
عثمانؓ کہ ملقب شدہ با ذوالنورین
عقدش کردہ نبی بدو نُورالعین

بود اُد کاملِ حیاء و ایمان
باشد بہ نبی رفیق با زینت و زین
شاہِ کہ علیؓ است نام یا کشی یہ جہاں
ابنِ عم نبی است آں شاہِ شاہان
شد ختم خلافتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بردے
اولادِ نبی ز صُلبِ او گشت عیاں

امانتِ خداوندِ ذوالفقار

غازی بھی تو شہید بھی تو تیرے دم سے ہے
سیر گرم جلوہ فصلِ بہارو خزانِ تیغ

ثنائے چار یار

(نتیجہ طبع جناب زیب النساء میر غازی پوری)

ہیں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ جن کے نام
ہاں وہی حق نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے چار یار
رہبرِ اسلام تھے عالم میں یہ بعدِ رسولؐ
اس لیے لازم ہے سب پر اقتدائے چار یار
مشہور ہے ان کے صحیح اوران کی رائیں تھیں صواب
خالقِ اکبر تھا خود ہی رہنمائے چار یار
مہر! خالق نے دکھایا ہے یہ اک اور روزِ سعید
جس قدر ممکن ہو کر مدح و ثنائے چار یار

شانِ خلفائے راشدین

(از شہباز خان قادری سروری متوطن بدوملہی متوفی ۱۲۷۶ھ ۱۸۵۹ء)

بعد از ثنائے ایزد نعتِ رسول گو
آں صدرِ بدرِ عالم دسالا رِ محشر است
آں راکہ دوستدار ابوبکرو عمرؓ است
عثمانؓ برگزیدہ علیؓ میر صفدر است
ابوبکرؓ باسخا ، عمرؓ میرِ وفا
عثمانؓ با حیا ، علیؓ گنج گوہر است
ابوبکر جانِ ماوَ عمرؓ دیدگانِ ما
عثمانؓ زبانِ ماوَ علیؓ تاج بر سر است
ابوبکرؓ زنجبیل، عمرؓ ہیچو سلسبیل
عثمانؓ شہسوار علیؓ فتح لشکر است
ابوبکرؓ جو بہشت ، عمرؓ تخم عدلِ کِشت
عثمانؓ جوئے مشک ، علیؓ حوضِ کوثر است
ابو بکرؓ ہیچو کعبہ عمرؓ درطوافِ اُدست
عثمانؓ چو زمزم است، علیؓ حج اکبر است

صحابیؓ بنانے والی نعمت

خوشادہ وقت کہ دیدارِ عام تھا اس کا
خوشادہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اُس کا
ہم خواب میں دیدار کو بھی ترس گئے

تم آتے خواب میں ہم پتلیاں تلووں سے مل لیتے
ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جائے بعض نے کہا بیت المقدس میں جہاں انبیاء کرام سو رہے ہیں بلکہ بعض نے کہا دفن ہی نہ کیا جائے تاکہ لوگ تا قیامت دیدار کرتے رہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا جائے گا؟ فرمایا ہاں پھر پوچھا کہاں؟ فرمایا: وہاں ہی جہاں وفات ہوئی۔ (شمائل۔ مرقات)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں دفن ہوئے...... حجرۂ عائشہ میں دفن ہوئے۔

اتفاقاً ایک معلوماتی خبر حجاج بن یوسف نے ایک لاکھ بیس ہزار حضرات کو باندھ کر قتل کرایا، پچاس ہزار مقابلہ میں شہید ہوئے۔ حجاج مردود حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں کو گالی دیتا تھا۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ساقِ عرش پر لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ وزیرہٗ ابوبکر وعمرؓ۔ (مرقات)

. راوی ابی بکرہ: ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا آسمان سے ایک ترازو اترا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تولے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ گئے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم تولے گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑھ گئے پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تولے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ بڑھ گئے پھر ترازو اٹھالی گئی۔ ''فرمایا یہ نبوت کی خلافتیں ہیں پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے گا''۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ، کی دوسری فصل باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہ)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے خواب جو بارگاہِ رسالت مین پیش ہو کر تائید حاصل

کرلیں وہ وحی کا پرتو ہیں...... وزنی ہونا ان بزرگوں کے درجات کی فضیلت کی بنا پر ہے اور یہ خلافت ِ راشدہ ہے یہ جس پر امت کا پورا اجماع بھی ہوا...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ ہے۔ یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں اس لیے گزرا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافتِ اسلامیہ کا زوال و انحطاط شروع ہوجائے گا کیونکہ وزن صرف پہلے دونوں حضرات (شیخین) کا دکھایا گیا۔

(مراۃ ج ۷ شرح مشکوٰۃ شریف مصنف علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

مناقبِ خلفائے راشدینؓ

مناقب جمع ہے منقبت کی جس کے معنی ہیں ہنر اور تعریف اور اصطلاح میں یہ لفظ اہل بیت اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے محامد اور ثنا میں مستعمل ہے۔ قرآن پاک میں کئی جگہ خلفائے راشدین کے اوصافِ حمیدہ کا اشارتاً ذکر ہے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اُولوالفضل اور ثانی اثنین اور سورت وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی اور سورۃ فتح کے اخیر میں وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت النبی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کفار پر غلبہ وقہر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صلۂ رحمی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عبادت کی طرف اشارہ ہے اور پھر اسی آیت میں صحابہ کرام کو لہلہاتی اور پکی ہوئی کھیتی سے نسبت دی گئی ہے۔ جسے دیکھ کر مالکِ زرع خوش ہوتا ہے اور ان کے حاسدوں کو کافر کہا گیا ہے۔ اسی طرح آیت مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ کا اشارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خدائی تقرب کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ جن چیزوں کے لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اُسی کے مطابق احکامِ الٰہی نازل ہوئے مثلاً مقامِ ابراہیم کا

مصلیٰ بنائے جانا۔ ازواجِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص کو پردہ کا حکم ہونا اور قیدیانِ بدر کے متعلق رائے فاروق رضی اللہ عنہ سے اتفاق ہے۔

احادیثِ نبی درفضیلتِ صدیق اکبرؓ

۱) لَو کُنتُ متخذ خلیلا لا تخذتُ ابا بکر خلیلا ولکنّه اخی وصَا حبتی (مسلم) یعنی اگر میں کسی کو دوست اختیار کرتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کرتا مگر وہ تو میرا بھائی اور صاحب (ساتھ اور رفیقِ غار) ہے

۲) قال لی رسول اللہ صلعم فی مرضه (مسلم) یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ رحلت میں فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بھائی (عبدالرحمٰن) کو بلاؤ تا کہ ان کے لیے لکھا دوں تا کہ کوئی آرزومند یہ خواہش نہ کرے اور کہے کہ میں ہی مستحق (خلافت) ہوں اور اللہ تعالیٰ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے۔

۳) أنتَ صاحبی فی الغار وصَاحبی علی الحوض (ترمذی) اے ابوبکر! رضی اللہ عنہ تم میرے غار کے اور حوضِ کوثر کے ساتھ ہو۔

۴) انت عتیق اللہ من النّار (ترمذی) یعنی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم کو اللہ نے دوزخ سے آزاد قرار دے دیا ہے۔ اس ارشاد نبوی کی رُو سے آپ بلقب عتیق مشہور ہوئے۔

۵) انّك یا ابابکر اوّل من یدخل الجنة من امتی (ابوداؤد) یعنی اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری اُمت سے جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہ تم ہو۔

درفضیلت فاروقِ اعظمؓ

۱) انّ اللہ جعل الحق عَلیٰ لسان عمر و قلبه (ترمذی) یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل میں حق رکھ دیا ہے۔

۲) اللّٰھم اید الاسلام بعمر (احمد) یعنی دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یا اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کو مشرفِ با اسلام کر کے اسلام کو قوت بخش۔

مقبول ہیں ابرو کے اشارے پہ دعائیں
کیوں تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

اس دعا کا اثر تھا کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ سے مسلمان کے گھر فرح و انبساط کا مہبط بنے او کفار کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

۳) لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (ترمذی) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

۴) ان الفتنة لا تظھر ما دام عمر حیّا : یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے ہوتے کبھی فتنے نہیں اُٹھ سکتے۔

۵) سراج اھل الجنة عمر: یعنی عمر رضی اللہ عنہ اہلِ جنت کا چراغ ہے۔

۶) الفاروق بین الحق والباطل:

۷) اوّل من یصا فحه الرب یوم القیامة عمر: یعنی حق تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرے گا۔

درِ مناقب شیخین

۱) ابوبکر و عمر سیدا کھول اھل الجنة من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین (ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت درج

کی ہے) یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ادھیڑ عمر (فوت ہونے والے) جنتیوں کے سردار ہیں خواہ وہ پہلی امتوں کی ہوں یا اس امت کے نبیوں اور پیغمبروں کے سوا۔

۲) فاقتدو ابا الّذین من بعدی ابوبکر و عمر (ترمذی) یعنی میرے بعد پیروی کرنا دو شخصوں ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی۔

۳) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم و دخل المسجد و ابوبکر و عمر احدھما عن یمینه والاخر عن شماله وھو آخذٌ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیمة (ترمذی) یعنی ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا علی الترتیب دائیں بائیں ہاتھ میں ہاتھ دیئے داخل مسجد ہوئے اور فرمایا کہ ہم قیامت کے دن بھی اسی طرح مبعوث ہوں گے۔

۴) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم راٰی ابا بکر وعمر فقال ھذا ن السمع والبصر (ترمذی) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں بمنزلہ میری شنوائی اور بینائی کے ہیں۔

۵) ما من نبی الوله وزیران: یعنی ہر نبی کے اہل آسمان اور زمین میں سے دو دو وزیر ہوتے ہیں اور میرے آسمانی وزیر جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں۔ اور زمین پر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔

فضیلت حضرت ذوالنورینؓ

۱) لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی الجنه عثمان۔ (ترمذی) یعنی ہر نبی کا ایک فریق ہوتا ہی اور جنت میں میرا رفیق عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔

۲) ما علی عثمان ما عمل بعد هذه۔ (ترمذی) یعنی اس نیکی کے بعد عثمان کو ضرر نہ دے گی کوئی چیز جو وہ کرے یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار برسرِ منبر اُس وقت فرمایا جب غزوۂ تبوک کے حبشِ عُسرت کی تیاری کے لیے حضور نے چندے کی اپیل کی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سو ساز و سامان سے آراستہ اونٹوں پر اضافہ کرتے ہوئے تین سو تک پہنچے اور جب ان پر ہزار دینار بھی بڑھائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم یعنی اِس دن کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل باعثِ ضرر نہ ہوگا۔ یہ کلمہ دوبارہ دوہرایا۔

۳) لیدخلن بشفاعة عثمان مسبعوق الف کلهما ستوجب النار۔
یعنی عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار سزا اور جہنم داخل بہشت ہوں گے ان نیکیوں کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں بیر رومہ کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کرنا مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین خرید کر دینا اور اور جیش عسرت کی تیاری کے لئے گراں قدر مدد دنیا اور ان کے عوض حسب ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نعمائے جنت کا مستحق ہونا پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیتِ رضوان کے موقع پر ان کی غیر حاضری میں اپنے دائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان کو شریک بیعت کرنا ایسے فضائل ہیں جو شیخین رضی اللہ عنہم کے بعد ان کا درجہ سب سے بلند بناتے ہیں۔

در فضیلت حیدر کرار رضی اللہ عنہ

۱) انا علیا منی و انا منه وهو ولی کل مومن۔ (ترمذی)
یعنی علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے (اخلاص یگانگت اور نسبی

مشارکت کی وجہ سے) اور وہ ہر مومن کا دوست ہے۔

۲) من کنتُ مولاہ فعلی مولہ۔ (احمد اور ترمذی)

جس شخص کا میں دوست ہوں (مثل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کے) علی رضی اللہ عنہ بھی اُس کا دوست ہے۔

۳) انادارالحکمۃ وعلیٰ بابھا۔ (ترمذی اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)

یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اُس کا دروازہ ہے اور خبر فردوس میں یہ حدث یوں آئی ہے۔

انا مدینۃ العلم و ابوبکر اساسھا و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا و علی بابھا۔

یعنی میں علم کا شہر ہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس کی بنیادیں ۔عمر رضی اللہ عنہ دیواریں ۔ عثمان رضی اللہ عنہ چھت اور علی رضی اللہ عنہ دروازہ۔

۴) اقضا کم وعلی یعنی تم میں سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہ ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ...... لحمك لحمی ودَمُكَ دَمِیْ...... فرمایا یعنی ہم دونوں کا خون اور پوست (بوجہ ایک دادا کی اولاد ہونے کے) ایک ہے اور اسی طرح دوبارہ اخوت ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہارون علیہ السلام سے مثال دی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور ساتھ ہی فرمادیا کہ ...... لا نبی بعدی...... کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ کوئی غلط فہمی میں نہ پڑے۔

الف مجالس مناقب کا انعقاد باقی رہا مجالس منعقد کر کے مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنے کا **سوال**: سو یہ اسوۂ نبی علیہ السلام سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے منقبت صدیق رضی اللہ عنہ سنی اور خوش ہوئے۔ (اس کا ترجمہ اس

مجموعے میں تبرکاً شامل کر دیا گیا ہے پس ثابت ہو گیا کہ مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنا باعث خوشنودی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور موجب برکت وثواب ہے اور مسلمان اس پر ہمیشہ عامل رہتے ہیں۔ چونکہ ایسی مجلسوں کا رواج پنجاب میں کم ہے اس لئے اس طرف شعرائے اسلام کی توجہ بھی کم ہے اگر یہ رواج عام ہو گیا تو مناقب نویس شاعر یہاں بھی پیدا ہو جائیں گے۔

میں نے حسب مشورہ مولانا عبدالمجید سالک مالک اخبار انقلاب کوشش کی ہے کہ ایسی نظمیں فراہم کی جائیں جن میں نتیجہ خیز صحیح تاریخی واقعات مذکور ہوں الحمدللہ میں اس میں بھی ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہوں۔

(ابوالافضل غلام دستگیر نامی مکان چلہ بی بیاں لاہور متولی اوقاف اشرف نزیل رتہ پیراں شیخوپورہ شنبہ رمضان ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۵ء)

جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

۱) آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۹ سال تک ۶۴ لاکھ مربع میل یعنی آدھی دنیا پر حکومت کی۔

۲) فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو دارالامن قرار دیا۔

۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اُمّ المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۴) ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ بصرہ میں ایک شخص ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کے گورنر کو لکھا کہ فوراً اسے عزت و اکرام کے ساتھ روانہ کردو۔ چنانچہ اسے لایا گیا آپ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اس کی پیشانی پر

بوسہ دیا اور اس کو انعامات اور خلعت سے نوازا۔

۵) کئی بار دمشق کے بازاروں میں آپ کو دیکھا گیا کہ آپ کے بدن پر پیوند لگی ہوئی قمیض تھی خطبہ کے دوران بھی......

(بحوالہ تاریخ اسلام از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

خلفائے راشدینؓ کے ترقیاتی کاموں میں نئے امور کی داغ بیل ڈالی:

۱) اقامتی ہسپتال دمشق میں قائم کیا۔

۲) جہاز سازی کے کارخانے بنائے۔

۳) ایک نہر کھدوائی۔

۴) ڈاک خانہ کی تنظیم نو کی۔

۵) سرکاری احکام کی نقول دفتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

۶) کعبہ شریف پر پرانے غلاف اتار کا نیا چڑھانے کا حکم دیا۔

۷) انتظامیہ کو عدلیہ میں مداخلت سے روک دیا۔

۸) طب اور علم جراحت کی تعلیم کا انتظام کیا۔

۹) سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا گیا۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین۔ ۲۸ اگست ۲۰۰۵ء)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

کنیت ابو عبد الرحمٰن خود مع والد ابو سفیان فتح مکہ کے وقت ایمان لائے اور جنگ حنین میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھے ''اے اللہ تو معاویہ کو ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ کردے تاکہ مخلوق کو فائدہ پہنچے اور معاویہ کو بھی راہِ راست پر

ثابت قدم رکھ"۔

کاتب وحی:

ایک عرصہ تک دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سرانجام وحی کے فرائض انجام دیئے اور بحیثیت کاتب وحی (۱۶۳) احادیث کے راوی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم منجملہ آپ کے حوالہ سے ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابودردا، نعمان بن بشیر اور تابعین رضی اللہ عنہم کے منجملہ ابن میسّب، حمید بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم نے احادیث بیان کی ہیں ہوشیاری اور برد باری میں مشہور تھے۔

آپ کی فضیلت میں اکثر احادیث وارد بھی ہیں۔

۱) ایک حدیث شریف بحوالہ ترمذی اوپر لکھی ہے۔

۲) "اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب سکھادے اور عذاب سے محفوظ رکھ۔

۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا" اے معاویہ! تم بادشاہ ہو جاؤ تو لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنا اس وقت سے مجھے امید تھی کہ میں خلیفہ ضرور ہوں گا۔

(ابن ابی شعبہ طبرانی)

سراپا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد اور خوبصورت تھے رنگ سرخ اور سفید تھا۔ بارعب تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "یہ عرب کے کسریٰ ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہو جب یہ تم میں سے اُٹھ جائیں گے تو اس وقت دیکھو گے کہ بہت سے سر گردنوں سے کٹ جائیں گے"۔

بعض آراء:

مقبری کا بیان ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برد باری لاجواب ہے۔ ابن

ابی دینا اور ابوبکر بن ابی عاصمنے معاویہ کی بردباری پر کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں دمشق کے حاکم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ادوار میں ان کا تبادلہ کسی اور جگہ نہیں کیا۔ بیس سال تک بطور گورنر حاکم رہے اور پھر بیس سال تک بطور خلیفہ حکمران رہے ان کے بعد خلفاء کے عہد میں اکثر ممالک اسلام کے قبضہ سے نکل گئے۔

قرار داد خلافت امیر معاویہ رض:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ پھر امام حسن رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ ۴۱ھ میں یہ اجماع امت سے خلیفہ مقرر کیئے گئے۔ مردان بن حکم کو مدینہ شریف کا گورنر مقرر کیا (تاریخ الخلفاء)

اہم واقعات:

کئی ممالک اور شہر فتح کیئے ۵۰ھ میں اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی پر تمام باشندگانِ مملکت شام سے بیعت لی مردان کو لکھا تم مدینہ میں یزید کی ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لے لو۔ چنانچہ مردان نے خطبہ کے دوران اعلان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں سنتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی مانند بیعت لے لوں۔ اس پر عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کھڑے ہو کر فرمایا سنتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کے طریقہ کے مطابق۔ کیونکہ پدر بزرگوار حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کبھی بھی اپنی اولاد یا اپنے اہل بیت اور گھر والوں کے لئے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۵۱ھ نے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور یزید کے لئے بیعت لینا شروع کی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر کہا" میں تمہیں مسلمانوں کے اتحاد میں

پھوٹ ڈالنے سے خوف دلاتا ہوں''۔اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''آپ سے پہلے والے خلفاء کے بھی فرزند تھے۔ان کے بیٹوں سے آپ کا بیٹا برتر و بالا نہیں۔انہوں نے اپنے بیٹوں کے لئے وہ کچھ نہیں کیا جو آپ اپنے بیٹے کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔انہوں نے خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر چھوڑا۔اور پھوٹ ڈالنے کی جو مجھے دھمکی دے رہے ہو تو بخدا میں افتراق پسند نہیں کرتا اب بحالت موجودہ مسلمانوں کا اجماع جس پر ہو گا اس کو خلیفہ بنایا جائے گا۔ اتنا فرما کر ابنِ عمر رضی اللہ عنہ مجلس سے باہر چلے گئے۔معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ آپ پر رحم و کرم کرے''۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر اسی طرح کہا جس پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا ''آپ کو گمان ہے کہ یزید کی ولی عہدی کے لئے ہم نے آپ کو اپنا وکیل اور مختارِ عام بنا لیا۔ بخدا آپ کا یہ گمان غلط ہے باطل ہے ہمارا مقصد یہ ہے تمام مسلمان مجلس شوریٰ میں کسی بات پر متفق ہو جائیں ورنہ افتراق کا بار آپ پر ہوگا۔ضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا!

''اللہ میری مدد کر اور یزید کی ولی عہدی کے نتائج سے میری ذات کو محفوظ رکھ'' پھر نرمی سے کہا ''آپ خاموش رہیے میں باشندگان شام کو اطلاع کروں راتو رات کہ آپ نے یزید کی بیعت کر لی ہے''۔

پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اسی طرح کہا بلکہ سختی سے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

''آپ خلافت سے بیزار ہو گئے ہیں تو بسم اللہ شوق سے استعفیٰ دے دیجئے۔''

غور کیجئے آپ کی موجودگی میں آپ کے بیٹے کی بیعت کرلیں تو دوخلیفہ ہو جائیں گے۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے۔

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسرِ ممبر خطبہ دیا: خلاصہ ومفہوم:

''میں نے کج رو لوگو کی باتیں سنی ہیں۔ابن عمر ابن ابوبکر ابن زبیر رضی اللہ عنہم کبھی بھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے حالانکہ انہوں نے برضا در رغبت بیعت کرلی ہے۔شامیوں نے کہا ہماری موجودگی میں وہ بیعت کا اعلان کریں۔وگرنہ ہم ان کے سر قلم کردیں گے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آئندہ تم سے ایسی گستاخ باتیں سننا پسند نہیں کروں گا''۔

رحلت:

۲۲ رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تراشیدہ بال اور ناخن آپ کے پاس تھے وصیت کی کہ مرنے کے بعد یہ منہ اور آنکھوں پر رکھ دیئے جائیں۔وصیت کی تعمیل کی گئی۔

مزید حالات:

☆ سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ ہوئے۔

☆ نمازعید سے پہلے خطبہ پڑھنے کی بنیاد ڈالی۔

☆ عیدین میں اذان دلانے کی رسم ایجاد کی۔

☆ تکبیرات میں کمی کی۔

☆ اپنی خدمت کے لئے خواجہ سرار کھے۔

☆ آپ کو ان الفاظ میں سلام کیا جاتا: السلام علیک یا میر المومنین وحمۃ اللہ

وبرکاتہ والصلوٰۃ یرحمک اللہ۔

☆ دفتری مہر ایجاد کی۔

☆ سالانہ غلاف کعبہ اتارنے کی بیاد ڈالی ورنہ پہلے قاعدہ تھا کہ غلاف کے اوپر ہی نیا غلاف چڑھا دیا جاتا تھا۔

☆ بیعت لیتے وقت قسم کا طریقہ ایجاد کیا۔ (امام زہری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ عبدالمالک بن مروان نے بیعت لیتے وقت طلاق اور آزادی غلام پر بھی قسم لینا شروع کر دی۔

طرز گفتگو کے ضمن میں ایک بات:

عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے مروان! تم ابنِ لعین ہو۔ آپ کے باپ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ اس واقعہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ہوئی تو فرمایا "والدین کو اف نہ کہو والی آیت فلاں فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر اس وقت لعنت کی تھی جب کہ مروان ان کی پیٹھ میں موجود تھا اور جزوِ پدر تھا اس لحاظ سے مروان بھی مستوجب لعنت ہوا ہے"

(بخاری، نسائی ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہم نے متفرق واسطوں سے یہ لکھا ہے)

عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں رحلت کرنے والے حضرات:

ویسے تو بے شمار ہیں صرف چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

"ام المومنین حفصہ، سیدہ امّ حبیبہ، سیدہ صفیہ، سیدہ میمونہ، سیدہ سودہ، سیدہ جویریہ، امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہن اور زید بن ثابت، مغیرہ بن شعبہ، ابو ایوب انصاری، مشہور شاعر لبید۔ عثمان بن طلحہ، عمرو بن عاص، عبداللہ بن سلام، محمد بن مسلمہ، ابوموسیٰ اشعری، سعید بن زید، ابوقتادہ انصاری، عبد

الرحمٰن بن ابوبکر، جبیر بن مطعم، سعد بن ابی وقاص، قثم بن عباس رضی اللہ عنہم اور ان کے برادر عبداللہ، عتبہ بن عامر، ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہم و رضوعنہ"

(ماخوذ: تاریخ الخلفاء)

نوٹ: دور معاویہ رضی اللہ عنہ دورِ خلافت راشدہ بلاشبہ نہیں ہے کیونکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافت راشدہ کا دور حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ پر ختم ہو چکا چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور بیس سال تک انہوں نے بطور خلیفہ المسلمین حکومت کی جب کہ اور کوئی خلیفہ المسلمین نہ تھے اور اس کے علاوہ بیس سال کا عرصہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حاکم بھی رہے اور ان کا واسط جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے پڑا الراقم نے حالات طیبہ خلفائے راشدین لکھے ہیں کہیں کہیں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مختصر حال بھی عرض کیا ہے اس لئے مناسب سمجھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بھی لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

چونکہ ذکر خیر 3/4 میں ان کا ذکر بھی آیا ہے اس لئے بطور تبرک چند سطور ان کے بیان پر ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے باشندے تھے مکہ مکرمہ میں اکر اسلام قبول کیا۔ ہجرت حبشہ بھی کی۔ خیبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۲۰ھ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوّلین دور تک یہ بصرہ کے گورنر رہے اور پھر کوفہ کے حاکم رہے۔

وفات:

۵۲ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی۔

آپ کی یہ خاص کرامت تھی کہ غیبی آوازیں سُنتے تھے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سمندری جہاد میں امیر لشکر بن گئے۔ رات میں سب مجاہدین سفر کررہے تھے۔ ناگہاں ایک آواز آئی۔

''کیا مین تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے فیصلے کی خبر دے دوں جس کا وہ اپنی ذات پر فیصلہ فرما چکا ہے یہ وہ کہ جو اللہ کے لئے گرمی کے دنوں میں پیاسا رہے گا۔ اللہ پر حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ضرور ضرور اس کو سیراب فرمادے گا''۔ (حجۃ اللہ بحوالہ حاکم)

لحن داؤدی:

آواز اور لہجہ میں زبردست کشش تھی۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے ''اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہم کو اپنے رب کی یاد دلاؤ۔''

یہ سن کر آپ قرآن شریف پڑھنے لگتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے دوری اور رب تعالیٰ کے حضوری حاصل ہو جاتی۔

راوی بریدہ رضی اللہ عنہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سُنی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی اس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔

(کنز العمال جلد ۱۶ ماہانہ امین الاسلام جون ۲۰۰۵ء)

حدیث ترمذی جد دوم مناقب کے باب میں راوی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو موسیٰ! تم کو ایک آوازِ خوش دی گئی ہے آلِ داؤد کی آوازوں میں سے۔''

حدیث حسن صحیح ہے۔ راوی بریدہ، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں ان کا اسم گرامی عبد اللہ بن قیس ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ (حکم) مقرر فرمایا تھا۔
(اجمال تجمہ اکمال۔ مفتی احمد یار خان گجراتی)

رجب شریف کے کونڈوں کی حقیقت

اہل سنت بریلوی و دیوبندی مسلک کے علماء کی طرف سے کئی کتابچے رسالے اس پر چھپ چکے ہیں۔ اس وقت یہاں قارئین و ناظرین سے التماس ہے اگر تفصیلی بیان کی ضرورت ہو رسالہ۔ ''رجب کے کونڈوں کی حقیقت'' از مولانا محمود الحسن بدایونی پاک اکیڈمی جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی دیکھ لیں اس وقت یہی میرے پاس ہے اس کے علاوہ الراقم نے حضرت جناب محمد یعقوب شاہ علیہ الرحمتہ پھالیہ والون کا بیان دورانِ وعظ کئی بار اپنے کانوں سے ہوش حواس کے ساتھ سنا۔ خلاصہ یہی ہے جو مذکورہ رسالے کے حوالے سی پیش خدمت ہے۔ خلاصہ بھی مختصراً۔

خاتمہ سے پہلے یا بعد ایک کہانی ''داستانِ عجیب'' پڑھی جاتی ہے جو کہ بے اصل اور سراپا غلط ہے۔ کسی مفتری اور کذاب کی گھڑی ہوئی ہے۔
کونڈوں کی مروجہ رسم مذہب اہل سنت والجماعت میں محض بے اصل

خلافت شرع اور بدعت محدثہ ممنوع ہے ۲۲ رجب کو تو سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ ہی تاریخ وفات۔ آج تک کسی کتاب سے بھی یہ تاریخ وفات نہ ملے گی۔ ان کی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی۔ اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں بعض روایات کے مطابق اور بعض روایات کے مطابق ۱۵ رجب شریف کو وصال ہوا۔ یہ بات ''خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنف حضرت ابو المسعو د سید سعید الحسن شاہ دامت برکاتہم العالیہ ۲۰۱ ر۔ ب فیصل آباد میں لکھی ہے متعلقہ وصال)

البتہ ۲۲ رجب شریف کو کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے (متفقہ) (تاریخ طبری البدایہ والنہایہ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) و تمام اسلامی کتب جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال ہو۔

اس رسم کو (۲۲ رجب کے کونڈے وغیرہ) کو بعض حضرات نے محض پردہ پردہ پوشی کے لئے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے ورنہ حقیقت میں یہ تقریب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم لکھنوء میں ایجاد ہوئی اہل سنت والجماعت کا غلبہ تھا چرچا ہونے لگا تو اس کی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا اور ایک من گھڑت روایت گھڑ کر یہ تہمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پر لگائی کہ انہوں نے خود ۲۲ رجب کو فاتحہ کا حکم دیا ہے باقاعدہ کتابچہ من گھڑت لکھا گیا۔ جس میں یہ عبارت ہے:

''۲۲ رجب کو کونڈے کرو میرے توسل سے مراد طلب کرو اگر مراد پوری نہ ہو قیامت میں تمہارا ہاتھ اور میرا دامن ہو گا''۔

ایصالِ ثواب بہتر ہے جب چاہیں کریں۔ جس کے لئے چاہیں کریں۔
کورے کونڈے مول لینا۔ گھر سے باہر نہ جانے دینا سب خرافات اور بدعتِ سیۂ ہے فی سبیل اللہ جب چاہو جہاں ہو اپنی استطاعت کے مطابق بانٹو اور کھلاؤ جس طریقے سے یہ رسم شروع ہوئی اور اہتمام اب بھی ہوتا ہے ناواقف بے خبر مسلم بھی اس میں پھنس گئے۔

(ایک روایت شیعہ سُنی کا اتفاق ہے کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو وفات پائی۔ ص ۲۳ مذکورہ رسالہ)

دراصل بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دلی بغض رکھتے ہیں الراقم الحروف کے خصوصاً ذکرِ خیر (۳) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مع وسائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطالعہ سے تفصیلی روشنی آپ حاصل کر سکتے ہیں امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ہر سال (بعض مقامات پر) جشن منایا جاتا ہے۔ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل ''ابولولو فیروز'' کو بابا شجاع الدین کا لقب دے کر اپنی دلی عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

۱۹۰۶ء میں ریاست رامپور میں امیر مینائی لکھنوی کے فرزند خورشید احمد مینائی نے منشی جمیل احمد جمیل کی ''منظوم کہانی'' داستانِ عجیب چھپوا کر مسلمانوں میں تقسیم کرائی۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص مصطفیٰ علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کتابچہ ''جواہر المناقب'' کے حاشیہ پر حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بیان درج کیا ہے۔ ''احقر حامد حسن قادری کو اس کہانی (داستانِ عجیب) کی اشاعت اور ۲۲ رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق ذاتی علم ہے۔ ۱۹۰۶ء میں حضرت امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں ان کے مکانات کے

متصل رہتا تھا اور تعلقات بھی تھے''۔

مرحوم مولانا حکیم عبد الغفور ہوشیار آنولوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جب کونڈے'' کے عنوان سے اک تحقیقی رسالہ مقالہ سپرد قلم کیا تھا جو ''صحیفہ اہلحدیث'' کراچی کی ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ مولانا مرحوم نے بھی یہی لکھا۔ اوپر جو کچھ عرض کیا ہے۔ والیٔ رامپور نواب حامد علی خان نے ''داستانِ عجیب'' کی اشاعت اور کونڈوں کی عام ترویج پر اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔

پس...... اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' کے تحت اور نواب کی رضا جوئی کی خاطر سنّی مسلمانوں نے بھی اُسی زمانے میں اس رسم کو اپنانا شروع کر دیا۔ یہ رسم (قبیحہ) رامپور سے لکھنوء پہنچی ۱۹۱۱ء تک اودھ، روہیلکھنڈ اور دیگر مقامات پر پھیل گئی۔

مولوی مظہر علی سندیلوی کا روز نامہ ایک نادر روز نامچہ سمجھا جاتا ہے موصوف لکھتے ہیں ''آج ۱۹۱۱ء میں مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی۔

(رسم مذکور کا بیان)

ایک ذی علم شیعہ جناب قرشمس نے بھی اسم رسم کو نوازائیدہ ہی تسلیم کیا ہے بہرحال رسم کا سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے دراصل بعض حضرات (شیعہ) ۲۲ رجب کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کا جشن وفات مناتے ہیں اور بے چارے بعض جاہل سُنّی بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ (فریب اور دھوکہ دہی کی بنا پر)

مذکورہ رسالہ'' رجب کے کونڈوں کی حقیقت میں درج ذیل لکھنے والوں کے اسمائے گرامی ہیں: چند ایک نام۔ محمد صابر نائب مفتی دار السلام کراچی: نانک واڑہ مفتی محمد شفیع دار العلوم کراچی مفتی ولی حسن کراچی نمبر ۵ مولانا محمد اکمل مدرسہ اشرفیہ کراچی، سید عبد الجبار خطیب بمبئی بازلہ کراچی، مولانا احتشام الحق تھانوی

کراچی، رعایت اللہ ناظم دار العلوم، مولانا محمد متین الخطیب، مولانا عبد الحنان دار الحدیث رحمانیہ کراچی، محمد شفیع حجتہ اللہ الانصاری فرنگی محل لکھنو، محمد عنایت اللہ فرنگی محل لکھنو، مولانا محمد عتیق، مولانا الحبیب لکھنوی، عبد الستار خان مدرسہ عالیہ قدیمیہ، مولانا عبد الاول حق کلیم اللہ، مولانا فضل منان، محمد عبد الشکور، سید مبارک علی مصباح العلوم بریلی، مولانا محمد یٰسین دار العلوم سرائے خام بریلی، محمد عبد الرحمٰن، مولانا اشرف علی تھانوی۔ (اشاعت رسالہ مذکور ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء، ۱۴ محرم ۱۳۹۰ھ پاک اکیڈمی کراچی، جامع مسجد باب السلام آرام باغ کراچی)

باب ہفتم

- خصوصی بیان بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم از حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- احسن ترین خاتمہ
- مکتوب شریف ۱۵ دفتر دوم خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں کو ترک کرنا کیسا ہے
- مکتوب شریف ۳۶ دفتر دوم اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تعریف
- مکتوب شریف ۲۴ دفتر سوم سورۃ الفتح کی آخری آیت کریمہ کی تفسیر لاجواب
- مکتوب شریف ۲۶۶ دفتر اول نہایت توجہ طلب بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- استدعا درود اسلام
- کتب جن سے استفادہ کیا۔

عمدہ ترین ۔ احسن ترین

..........اور مفید ترین بیان..........

ذکرِ خیر 3/4 کو بندۂ حقیر ترین ایک عمدہ ترین خاتمہ پر ختم کر رہا ہے:

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی روشنی میں: دفتر دوم مکتوب شریف ۱۵ (خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں کو چھوڑنا کیسا ہے؟) دورانِ خطبہ عربی جمعہ المبارک)

الحمد لله و سلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ۔

شہرِ سامانہ کے ساداتِ عظام اور قاضیوں اور بزرگ رئیسوں کے معززین کو تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ اس جگہ کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ذکر کو ترک کیا ہے اور ان کے مبارک ناموں کو نہیں لیا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ:

جب لوگوں نے اس سے تعرض کیا کہ بجائے اس کے اپنی سہو ونسیان کا عذر کرتا سرکشی سے پیش آیا اور یوں کہہ اٹھا کہ اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں کا ذکر نہیں ہوا تو کیا ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ:

اس مقام کے رئیسوں اور معزز لوگوں نے اس بارہ میں بہت سستی کی ہے اور اس بے انصاف خطیب کے ساتھ سختی اور درشتی سے پیش نہیں آئے۔

''ایک افسوس نہیں صد افسوس''۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگرچہ خطبہ کے شرائط میں سے نہیں لیکن اہلسنّت کا شعار تو ضرور ہے عمداً اور یہ کٹڑ پن سے سوائے اُس شخص کے کہ جس کا دل مریض ہو اور باطن پلید ہو اور کوئی شخص اس کو ترک نہیں

کرتا۔ہم نے مانا کہ اس نے تعصب اور عناد سے ترک نہیں کیا مگر......
مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ......(جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے) کا کیا جواب دے گا؟۔اور......اِتَّقُوْا مِنْ مَّوَا ضِعِ التُّهَمِ...... (تہمت کی جگہوں سے بچو) کے موافق تہمت کے ظن سے کس طرح خلاصی پائے گا۔

اگر شیخین رضی اللہ عنہم کی تقدیم و تفضیل میں متوقف ہے تو طریق اہل سنت کے مخالف ہے اور اگر حضرات ختنین رضی اللہ عنہ کی محبت میں متردّد ہے تو بھی اہل حق سے خارج ہے۔

عجیب نہیں کہ وہ بے حقیقت جو کشمیریہ کی طرف منسوب ہے اس خبث کو کشمیر کے بدعتیوں یعنی رافضیوں سے لے کر آیا ہوں۔اس کو سمجھنا چاہیے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے چنانچہ اس کو بزرگ اماموں کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

جن میں ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی اور یقینی ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں ان کے تابعداروں کے جم عفیر کے درمیان تواتر سے ثابت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ امت سے افضل ہیں۔

پھر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسّی (۸۰) آدمیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں جو کتاب اللہ کے بعد تمام کتابوں سے صحیح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر ایک اور شخص تو ان کے بیٹے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو ایک مسلمان آدمی ہوں۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے مشہور ہیں۔ جن سے سوائے جاہل یا متعصب کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اس بے انصاف (خطیب) کو چاہیے کہ ہم کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنے کا امر کرے۔ اور ان کے ساتھ بُغض رکھنے اور ایذا دینے کی ممانعت کرے۔

حضرت ختنین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہ اور قریبیوں میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ محبت اور موَدت اور بھی زیادہ بہتر و مناسب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔

(فرمایئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تم سے قریبیوں کی محبت کے سوا اور کوئی اجر نہیں مانگتا) ''میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے بعد میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نشانہ نہ بناؤ جس نے ان کو دوست دیکھا اُس نے میری دوستی کے سبب ان کو دوست رکھا اور جس نے اُن سے بُغض رکھا اُس نے میرے بُغض کے باعث اُن سے بُغض رکھا جس نے ان کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی وہ ضرور اس کا

مواخذہ کرے گا۔‘‘

اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک معلوم نہیں کہ ہندوستان میں کھلا ہو۔ عجب نہیں اس معاملہ سے تمام شہر تمام ہو جائے۔

بلکہ تمام ہندوستان سے اعتماد دور ہو جائے۔ پھر بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس مقام کے بزرگ اور رئیس لوگ اس موقع میں خاموش رہیں اور سستی اختیار کریں اللہ تعالیٰ اہل کتاب کی مذمت میں فرماتا ہے۔ ’’اُن کے علماء اور خدا پرست لوگ اُن کو اُن کی بُری باتوں اور رشوت سود کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے۔ واقعی بہت بری بات ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ’’ایک دوسرے کو برے فعل کرنے سے منع نہ کرتے تھے واقع بہت برا کرتے تھے‘‘۔

اس قسم کے واقعات میں تغافل اور سستی کرنا گویا بدعتیوں کو دلیر کرنا اور دین میں رخنہ ڈالنا ہے یہ سستی اور غفلت ہی کا نتیجہ ہے کہ مہدویہ[1] جماعت کے لوگ کھلم کھلا اہل حق کو باطل طریق کی طرف دعوت کرتے اور موقع پا کر بھیڑیئے کی طرح ریوڑ سے ایک دو کو لے جاتے ہیں۔

اس وحشت انگیز خبر سن کر مجھ میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی اور میری فاروقی رگ بھڑک اُٹھی اس لئے چند کلمے لکھے...... آگے اختتامیہ عربی عبارت:

صحیفہ شریفہ ۳۶ دفتر دوم:

امامت کی بحث مذہب اہلسنت الجماعت اور مخالفوں کے مذہب کی حقیقت اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تعریف میں خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صادر فرمایا ہے۔

---

[1] یعنی سیدہ محمد جونپوری کے تابعدار جو ملک دکن میں اب تک موجود ہیں سید محمد جونپوری ۸۴۷ھ میں پیدا ہوا تھا اور اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا نعوذ باللہ منہ: مترجم عالم نبیل فاضل جلیل قاضی عالم الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ اللہ والے کی قومی دکان نے شائع کروایا۔

قریباً ۲۴ صفحات پر مشتمل الراقم بعض عام فہم عبارات لے گا:

''اے شرافت ونجابت کے نشان والے! شیخین کی افضلیت اور ختنین کی محبت اہل سنت والجماعت کی علامتوں میں سے ہے۔ (مذکورہ مکتوب شریف ۱۵ کا نورانی بیان متعلقہ افضلیت اور محبت ہے)

عبدالرزاق نے جو اکابر شیعہ میں سے ہے جب انکار کی مجال نہ دیکھی تو بے اختیار شیخین رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا قائل ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں تو میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے بموجب شیخین رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے میں بھی نہ دیتا۔ یہ بڑا گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کروں اور پھر اُن کی مخالفت کروں۔

جو شخص حضرت امیر رضی اللہ عنہ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی محبت نہیں رکھتا اہلسنّت سے خارج ہے اس کا نام خارجی ہے اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا ہے اور ...... اصحابہ رضی اللہ عنہم کو لب وطعن کرتا ہے وہ رافضی ہے۔ پس حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط وتفریط کے درمیان جن کو رافضیوں اور خارجیوں نے اختیار کیا ہے اہل سنت و جماعت متوسّط ہیں بلاشبہ حق وسط ہے افراط وتفریط مذموم۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے۔ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں پر بہتان لگایا بوجہ دشمنی اور نصاریٰ نے ابن اللہ کہا بوجہ محبت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو شخص میرے حق میں ہلاک ہوں گے ایک وہ

جو افراط کرے گا محبت میں دوسرا وہ جو دشمنی سے بہتان لگائے گا۔

پس خارجیوں کا حال یہودیوں کے موافق ہے اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کے حال کے موافق۔

حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہ سے تبرے اور بیزاری رفض ہے اصحاب رضی اللہ عنہ سے بیزاری مذموم اور قابلِ ملامت ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں بیت

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقْلَیْنِ اِنِّیْ مَرَافِضٌ۔

اگر محبت آلِ محمدی ہے رفض تو جن وانس گواہ ہیں کہ رافضی ہوں میں پس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کے محبّ اہل سنت و جماعت ہیں اور حقیقت میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کا گروہ بھی یہی لوگ ہیں نہ کہ شیعہ جو کہ محبت اہلسنت کا دعویٰ کرتے ہیں...... اگر یہ لوگ محبت پر کفایت کریں اور دوسروں سے تبرے نہ کریں تو اہلسنّت و جماعت میں داخل ہوں گے...... اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کا نہ ہونا خروج ہے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے تبرے کرنا رِفض ہے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم اہلسنت و جماعت بنتا ہے۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت اہلسنّت کے نزدیک ایمان کا جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے اس فقیر کے والد بزرگوار (حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ) جو ظاہری و باطنی عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت کی محبت پر ترغیب فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے۔

اُن کی مرض موت میں فقیر حاضر تھا۔ جب ان کا معاملہ آخر تک پہنچا اور اس جہان کا شعور کم ہو گیا تو اس وقت حقیر نے ان کی بات کو انہیں یاد دلایا اور محبت

کی نسبت پوچھا تو اس بے خودی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت میں غرق ہوں''

اہل بیتؓ کی محبت اہل سنت والجماعت کا سرمایہ ہے:

خوارج کو اہل سنت ہی نے قتل کیا ہے۔ اور اہل بیت کے دشمنوں کو جڑ سے اُکھیڑا ہے اس وقت رافضیوں کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اگر تھا بھی تو عدم کا حکم رکھتا تھا۔

انصاف کرنا چاہیے یہ کون سی محبت ہے کہ جس کا حاصل ہونا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی بیزاری اور سبّ وطعن پر موصوف ہو وہ ایک دوسرے کی لڑائی جھگڑوں کے وقت تین گروہ تھے۔

ایک گروہ نے دلیل و اجتہاد کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی جانب کی حقیقت کو معلوم کر لیا تھا اور دوسرے گروہ نے بھی دلیل و اجتہاد کے ساتھ دوسری حقیقت کو دریافت کر لیا تھا اور تیسرا گروہ متوقف رہا۔

پس پہلے گروہ نے اپنے اجتہاد کے موافق حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی مدد کی اور دوسرے گروہ نے اپنے اجتہاد کی بنا پر مخالف کی مدد کی۔ تیسرے گروہ نے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا خطا سمجھا۔ پھر ملامت کی کیا گنجائش ہے طعن کی کیا مناسبت ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔

تِلْكَ دِمَآءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْدِيْنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتِنَا۔

''یہ وہ خون ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا ہمیں چاہیے کہ اپنی زبانوں کو اُن سے پاک رکھیں۔''

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے ایک کو حق پر اور دوسرے کو خطا پر بھی نہ

کہنا چاہیے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''جب اصحاب رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو اور ان کی لڑائی جھگڑوں کا تذکرہ آئے تو تم اپنے آپ کو سنبھال رکھو اور ایک کو دوسرے پر اختیار نہ کرو''

لیکن جمہور اہل سنت اس دلیل سے جو ان پر ظاہر ہوئی ہو گی اس بات پر ہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور کے مخالف خطا پر لیکن یہ خطا خطاءِ اجتہادی تھی۔ طعن و ملامت سے دور اور تشنیع و تحقیر سے مبرّا و پاک ہے۔

حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے بھائی ہمارے باغی ہو گئے یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے پاس تاویل ہے جو کفر و فسق سے روکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

......الله الله فی اصحابی لَا تَتَّخِذُوْ هُمْ عَرَضًا......

''اپنی ملامت کے تیر کا نشانہ نہ بناؤ''

نیز فرمایا ہے

اصحابی کالنّجوم ...... بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

اور بھی بہت سی احادیث اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم و توقیر کے بارے میں آئی ہیں۔

رافضی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے محاربوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ طرح طرح کے طعن اور ہر قسم کی گالیوں سے اپنی زبان کو آلودہ کرتے ہیں۔

یہ عجیب دین ہے جس کا جزو اعظم اصحاب رضی اللہ عنہم کو گالی نکالنا ہے

رافضیوں کے بارہ فرماتے ہیں سب کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو گالیاں نکالنا عبادت جانتے ہیں۔

ان لوگوں نے اہل بیت کے بزرگواروں کو منافق اور مکار خیال کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ تقیہ کے طور پر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تیس (۳۰) سال تک منافقانہ صحبت رکھتے رہے۔ اور ناحق ان کی تعظیم و توقیر کرتے رہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ابوجہل وغیرہ کو تو کبھی انہوں نے سب وطعن نہیں کیا برا نہیں کہا جس نے ساری عمر دشمنی کی ایذا دی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مردوں سے پیارے ہیں اپنے خیالِ فاسد میں اہل بیت کا دشمن تصور کر کے ان کے لب وطعن میں زبان دراز کرتے ہیں۔

یہ اہل سنت کی خوبی ہے کہ شخص معین کو جو طرح طرح کے کُفر میں مبتلا ہو اسلام و توبہ کے احتمال پر جہنمی نہیں کہتے...... جب تک کافر کی برائی خاتمہ کی قطعی دلیل سے معلوم نہ ہو جائے اس بحث میں۔

مقام اوّل:

اہل سنت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی حقیقت کے قائل ہیں چاروں کو برحق خلفاء جانتے ہیں۔ کیونکہ حدیث صحیح میں ہے'' خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے'' اور یہ مدت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام ہو جاتی ہے اور خلافت کی ترتیب برحق ہے۔

ان کے نزدیک (شیعوں کے) امت میں بدترین اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں تمام صحبتوں سے بدتر صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت ان لوگوں نے شاید آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا جو خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

صحبت کی فضیلت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور اس امت کی خیریت کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ یا دیکھا ہے تو ان کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔

قرآن و احادیث اصحاب کرام رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے ہم تک پہنچا ہے جب اصحاب رضی اللہ عنہم مطعون ہوں گے تو وہ دین جو اُن کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے نیز مطعون ہوگا۔......نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ......

ان لوگوں کا مقصود دین کا ابطال اور شریعت کا انکار ہے حقیقت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا انکار کرتے ہیں۔کاش کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور اُن کے دوستوں کو مسلم رکھتے اور تقیہ کے ساتھ جو اہل مکر اور نفاق کی صفت ہے متصف نہ کرتے وہ لوگ جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے دوست ہوں یا دشمن۔ جب تیس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ نفاق و مکر وفریب کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے ہوں تو ان میں کیا خیریت ہوگی۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جو طعن کرتے ہیں اُن کے طعن میں نصف احکام شرعیہ آتا ہے کیونکہ علماء کے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ احکام میں تین ہزار احادیث وارد ہوئی ہیں یعنی تین ہزار احکام شرعیہ ان احادیث سے ثابت ہوئے ہیں جن میں سے ایک ہزار پانچ سو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوئی ہیں پس ان کا طعن نصف احکامِ شرعیہ پر طعن ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی آٹھ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہین جن میں سے ایک ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی انہی سے روایت کرتے ہیں۔جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی انہی کے راویوں میں سے ہیں۔ااور وہ حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طعن میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے کریں وہ جھوٹی حدیث ہے جیسے کہ علماء نے اس کی تحقیق

کی ہے۔ اور وہ حدیث کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فہم کے لئے دعا فرمائی ہے علماء میں مشہور اور معروف ہے۔ عربی عبارت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی چادر بچھائے تاکہ میں اس میں اپنی کلام گراؤں اور پھر وہ اپنے بدن سے لگائے تو اس کو کوئی چیز نہ بھولے گی۔ پس میں نے اپنی چادر کو بچھا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلام اس میں گرائی اور میں نے چادر کو اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اس کے بعد مجھے کچھ نہ بھولا۔''

پس صرف اپنے ظن ہی سے دین کے ایک بزرگ شخص کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا دشمن جاننا اور اُس کے حق میں سب وطعن جائز رکھنا انصاف سے دور ہے۔

اگر بالفرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تقیہ جائز بھی سمجھا جائے تو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ان اقوال کے بارے میں کیا کہیں گے جو بطریق تواتر شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت میں منقول ہیں اور ایسے ہیں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ان کلمات قدسیہ میں کیا جواب دیں گے ان کی خلافت و مملکت کے وقت خلفاء و ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے حق ہونے میں صادر ہوئے ہیں۔

نیز وہ صحیح احادیث جو حد شہرت تک پہنچ چکی ہیں بلکہ مُتَوَاتِرُ الْمَعْنٰی...... ہوئی ہیں جو حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اور ان میں اکثر کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

ان حدیثوں کا جواب کیا کہیں گے کیونکہ تقیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جائز نہیں۔ اس لئے کہ تبلیغ پیغمبروں پر لازم ہے۔ نیز وہ آیاتِ قرآنی جو اس بارہ میں نازل ہوئی ہیں ان میں بھی تفسیر متصور نہیں۔

دانا لوگ جانتے ہیں ''تقیہ'' بزدلی اور نامردی کی علامت ہے حضرت اسد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کو نسبت دینا نامناسب ہے۔

تیس سال تک اس بزدلی کی صفت کا ثابت کرنا بہت برا ہے جب صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ ہے...... کاش کہ یہ لوگ اس امر کی برائی سمجھتے......تقیہ کے ثابت کرنے میں نقص اور توہین ہے۔ کیونکہ یہ صفت اربابِ نفاق کے خاصوں اور مکاروں اور فریبیوں کے لوازم سے ہے۔

مقام دوم:

یہ کہ اہل سنت و جماعت حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرتے ہیں اور ہوا و تعصب سے دُور جانتے ہیں کیونکہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے نفوس حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پاک ہو چکے تھے ان کے روشن سینے عداوت و کینہ سے صاف ہو گئے تھے۔ ہر ایک صاحب رائے اور صاحب اجتہاد تھا اور ہر مجتہد کو اپنی رائے کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔

جب اصحابہ رضی اللہ عنہم بعض امور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کر لیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ اختلاف مذموم اور قابلِ ملامت نہ تھا باوجود نزول وحی کے ممنوع نہ سمجھا جاتا تھا تو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعض امور اجتہادیہ میں مخالفت کرنا کیوں کفر ہو اور اُن کے مخالف کیوں ملامت کے لائق اور مطعون ہوں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے مسلمان ایک جم غفیر ہیں جو سب کے سب اصحاب کبار رضی اللہ عنہم ہیں جن میں سے بعض کو جنت کی بشارت دی گئی ہے ان کو کافر اور برا کہنا آسان نہیں۔

صحیح بخاری جو کتاب اللہ کے بعد تمام کتابوں سے صحیح ہے شیعہ بھی اس کو مانتے ہیں احمد تبتی جو اکابر شیعہ میں سے تھا کہا کرتا تھا کہ کتاب بخاری کتاب اللہ

کے بعد اصح کتاب ہے اس میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے دوستوں کی بھی روایات ہیں۔

جاننا چاہیے کہ یہ بات ضروری نہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ تمام امور خلافیہ میں حق پر ہوں اور ان کے مخالف خطا پر اگر چہ محاربہ میں حق بجانب آپ رضی اللہ عنہ تھے۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ صدر اوّل کے احکام خلافیہ میں علماء و تابعین اور ائمہ مجتہدین نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے غیر کا مذہب اختیار کیا ہے۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے جو تابعین میں سے ہیں اصحاب اجتہاد ہیں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مذہب پر حکم نہیں کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کو فرزندی نسبت کے باعث منظور نہیں کیا۔ اور مجتہدین نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کیا ہے اور باپ کے واسطے بیٹے کی شہادت جائز نہیں سمجھتے پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر اعتراض کی گنجائش نہیں اور ان کے مخالف طعن و ملامت کے لائق نہیں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حبیب رب العالمین کی محبوبہ تھیں اور لبِ گور تک حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبولہ و منظورہ رہیں مرض موت کے ایام بھی انہیں کے حجرے میں بسر کیے اور انہی کی گود میں جان دی اور انہی کے پاک حجرے میں مدفون ہوئے اس شرف و فضیلت کے علاوہ حضرت صدیقہ علیہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ بھی تھیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آدھا دین ان کے حوالے کیا تھا۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم مشکلات میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ اور ان سے مشکلات کا حل طلب کیا کرتے تھے۔

اس قسم کی صدیقہ مجتہدہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باعث طعن کرنا ناشائستہ حرکات کو ان کی طرف منسوب کرنا بہت نامناسب اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے دور ہے۔

حضرت امیر رضی اللہ عنہ اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دماد اور چچا کے بیٹے ہیں تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ اور محبوبہ مقبولہ ہیں۔

اس سے چند سال پہل فقیر کا یہ طریق تھا کہ اگر طعام پکا تا تھا۔ (ایصال ثواب کیلئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ عنہم کو ملالیتا تھا ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام عرض کی فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے منہ پھیر لیا۔ اور پھر فقیر کو فرمایا مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھیج دیا کرے۔

پس وہ آزاد و ایذا جو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سبب پہنچتی ہے وہ اس آزاد و ایذا سے زیادہ ہے جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی طرف سی پہنچتی ہے۔ اگر کوئی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی محبت کو مستقل طور پر اختیار کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو اس میں دخل نہ دے تو ایسا شخص محبت سے خارج ہے۔

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی اور راستہ اختیار کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جائے یہ سراسر کفر اور زندقہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے بیزار اور اس کے کردار سے آزاد ہیں۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور اصہار رضی اللہ عنہم (سسر) اور ختنین (داماد و) کی دوستی بعینہٖ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی ہے۔

حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ:

اصحاب کبار اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان پر طعن و تشنیع کرنا نامناسب

ہے اور اُن کی لعن لعنت کرنے والے پر لوٹ آئی ہے۔

ایہ وہی طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے باپ کو اس بے ادبی کے باعث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس سے صادر ہوئی تھی قتل کر کے اُس کے سر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تھے۔ قرآن مجید میں اس فعل پر اُن کی تعریف وثنا بیان فرمائی گئی ہے۔

اور یہ وہی زبیر رضی اللہ عنہ ہیں جن کے قاتل کے لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے...... قَاتِلُ زُبَیْرٍ فِی النَّارِ...... (زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخ میں ہے) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر لعن وطعن کرنے والے قاتل سے کم نہیں ہیں۔

اصحاب رضی اللہ عنہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کا بول بالا کرنے اور حضرت سیدنا الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد میں سر توڑ کوششیں کی ہیں رات دن ظاہر و باطن میں دین کی تائید میں مال و جان کی پرواہ نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے خویش و اقارب، مال و اولاد، گھر بار، وطن، کھیتیاڑی، باغ و درخت اور شہرون کو چھوڑ دیا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرفِ محبت حاصل کیا برکاتِ نبوت سے مالا مال ہوئے۔ وحی کا مشاہدہ کیا فرشتہ کے حضور سے مشرف ہوئے۔ خوارق ومعجزات کو دیکھا ان کا غیب شہادت اور ان کا علم عین ہوگیا۔

دوسروں کا اُحد جتنا سونا اللہ تعالیٰ کی رہ میں خرچ کرنا ان کے ایک آدھ مدّ جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوتا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بایں الفاظ تعریف فرمائی...... رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ...... سورۃ الفتح کی آخری آیت کریمہ...... ذَالِكَ مَثَلُهُمْ ...... بِهِمِ الْكُفَّارَ...... اس آیت میں اصحاب رضی اللہ عنہم پر غصہ اور غضب

کرنے والوں کو کفار فرمایا ہے۔

(بحوالہ مکتوب شریف ۲۲۲ دفتر اوّل حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود قرب قلبی کے چونکہ قرب بدنی حاصل نہ ہوا تھا اس لئے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ادنیٰ صحابی کے درجے کو بھی نہ پہنچے جن کو قرب بدنی حاصل تھا پس صحبت کے برابر کوئی چیز (نعمت) نہیں) آگے پھر مکتوب شریف ۳۶ دفتر دوم۔

اصحاب رضی اللہ عنہم بعض امور میں ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت اور لڑائی جھگڑا کریں اور اپنی رائے اور اجتہاد کے موافق عمل کریں تو طعن و اعتراض کی مجال نہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کیلئے درجہ اجتہاد تک پہنچنے کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید خطا ہے بہتری اپنی رائے کی تقلید میں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول کو خواہ صدیق رضی اللہ عنہ خواہ امیر رضی اللہ عنہ ہوں اپنی رائے پر مقدم نہیں کرتے۔

امور اجتہادیہ میں اصحاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلاف کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے برخلاف حکم کیا ہے۔

اگر یہ اختلاف اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند اور نامقبول ہوتا تو البتہ منع ہوتا اور وعید نازل ہوتی۔ کیا نہیں جانتے کہ وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے میں بلند آواز کیا کرتے تھے اسے کس طرح منع کیا گیا۔ کیسی وعید مرتب ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الزین امنو! لا ترفعوا اصواتکم لا تشعرون۔

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز پر بلند نہ کرو''۔

بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختلاف عظیم پڑ گیا تھا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

دوسروں نے چھوڑ دینے اور فدیہ لینے کا حکم دیا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بھی یہی رائے مقبول تھی۔ اس قسم کے اختلاف کے مقام اور بہت سے ہیں وہ اختلاف بھی اس قسم کا تھا جو کاغذ کے لانے کے بارے میں کیا گیا تھا۔

(مختصر واقعہ قرطاس)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاغذ طلب فرمایا تھا (مرضِ موت میں) تاکہ ان کے لئے کچھ لکھیں بعض نے کہا کاغذ لانا چاہیے اور بعض نے کاغذ لانے سے منع کیا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جو کاغذ کے لانے میں راضی نہ تھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ......

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے معلوم کر لیا تھا کہ وحی کا زمانہ ختم ہو گیا ہے آسمانی احکام تمام ہو چکے ہیں اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لکھیں گے۔ امورِ اجتہادیہ میں سے ہو گا جس میں دوسرے بھی شریک ہیں پس بہتری اسی میں دیکھی کہ اس قسم کی سخت درد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔ اور دوسروں کی رائے و اجتہاد پر کفایت کرنی چاہیے۔ قرآن مجید جو قیاس و اجتہاد کا ماخذ ہے احکام نکالنے والوں کے لئے کافی ہے۔

پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا منع کرنا شفقت و مہربانی کے باعث تھا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدت درد میں کسی امر کی تکلیف نہ اٹھائیں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاغذ لانے کے لئے فرمانا استحسان کے لئے تھا نہ کہ وجوب کے لئے اور اگر امر ...... اِیْتُوْنِیْ ...... وجوب کے لئے ہوتا تو اس کی تبلیغ میں مبالغہ فرماتے اور صرف اختلاف ہی سے روگردانی نہ فرماتے۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا...... اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ...... سے کیا مراد ہے؟

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے شاید سمجھا ہو کہ یہ کلام آپ سے درد کے باعث

بلا قصد و اختیار نکل گیا ہو۔ جیسا کہ لفظ اُکْتُبُ سے مفہوم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کچھ نہیں لکھا تھا اور نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ......

جب دین کامل ہو چکا تھا نعمت پوری ہو گئی تھی رضائے مولا حاصل ہو چکی تھی تو پھر گمراہی کے کیا معنی؟ اور ایک ساعت میں کیا لکھیں گے۔ جو گمراہی کو دور کر دے گا۔ جو کچھ ۲۳ سال کے عرصہ میں لکھا گیا ہے کافی نہیں؟ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اس بات کی تحقیق کرو اور از سر نو دریافت کرو''

اسی اثنا میں مختلف باتیں شروع ہو گئیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُٹھ جاؤ اور مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نزاع و جھگڑا اچھا نہیں اس امر کی نسبت کوئی کلام نہ فرمایا۔ اور نہ دوات و کاغذ کو یاد فرمایا:

جاننا چاہیے کہ وہ اختلاف جو اصحاب رضی اللہ عنہ امور اجتہادیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے اگر اس میں ہوا و تعصب کی بو ہوتی تو یہ اختلاف سب کو مرتدوں میں داخل کر دیتا اسلام سے باہر نکال دیتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی کفر ہے۔

ہاں احکام منزلہ میں کہ جن میں اجتہاد کو دخل نہیں فرمانبرداری واجب ہے اصحاب رضی اللہ عنہم کمال اعتقاد و اخلاص کے باعث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب مبارک کو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ فصد کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون مبارک کو کمال اخلاص سے پی جانے کا قصہ مشہور و معروف ہے عبارت کے مطلب کو دیکھنا چاہیے الفاظ قطع نظر کرنا چاہیے۔

ہم اس مکتوب (شریف) کو ایک عمدہ خاتمہ پر ختم کرتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے فضائل درج ہیں۔ ابن عبد اللہ المعروف با بن عبد البر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو درست رکھا اُس نے مجھے درست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نکالا ہے اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس کو صحیح کیا ہے بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے'' اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں کے ساتھ محبت کرنے کا امر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود بھی اُن سے محبت رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان کے نام کیا ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ان میں علی رضی اللہ عنہ ہے اس بات کو تین بار فرمایا۔ دوسرے ابوذر رضی اللہ عنہ تیسرے مقداد رضی اللہ عنہ۔ چوتھے سلمان رضی اللہ عنہ۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ...... اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِّیٍ عِبَادَۃٌ...... علی رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

سیدنا امام حسنؓ:

شیخین رضی اللہ عنہ نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: ''یا اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تھے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف اور ؍ ماتے'' یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں

کے دو گروہوں کے درمیان صلح کر دے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔" یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں یا اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تُو ان کو دوست رکھ جو لوگ ان سے محبت رکھیں ان کو بھی دوست رکھ"۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا بتولؓ:

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جس نے ان سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے جو چیز اس کو مردود کردے وہ مجھے بھی تردّد کرتی ہے۔ اور جس چیز سے ان کو ایذا پہنچے مجھے بھی ایذا پہنچتی ہے"۔

سیدہ حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہؓ:

لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن اپنے تحائف و ہدایا لے آتے تھے۔ اور اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی طلب کرتے تھے۔

"عائشہ رضی اللہ عنہا کے کپڑے کے سوا اور کسی عورت کے کپڑے میں میرے پاس وحی نہیں آئی"۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر اور اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے ٹکڑے کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا عباسؓ:

اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ ......(عباس میرا ہے اور میں عباس کا ہوں)۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے میرے اہل بیت کے ساتھ احسان کیا میں اس کو قیامت کے دن بدلہ دوں گا''۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حدیث شریف

''تم میں سے اچھا وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل بیت کے ساتھ بھلائی کرے''

ابن عدی اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ ''تم میں سے صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کو میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی'' حدیث شریف۔

رباعی:

خدایا بحق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ برقولِ ایمان کنی خاتمہ اگر

دعوتم رَدکنی ور قبول من و دست و دامانِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

و صَلّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وعلیھم وعلیٰ جمیع اخوانہٖ مِنَ الْاَ نبیآءِ

وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّ بِیْنَ وَعَلٰی

سَآ ئِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰالِحِیْنَ اجمعینَ اٰمِینَ

نوٹ: اگر واقعہ قرطاس (کاغذ طلب کرنا) تفصیل مطلوب ہو تو مکتوب شریف ۹۶ دوم ملاحظہ فرمایئے یہ ساڑھے نو صفحات پر مشتمل ہے اس میں چھ مقدمے ہیں بہت اعلیٰ تفصیل ہے بیان مدلل اور لاجواب درج ہے۔

مکتوب شریف ۲۴ دفتر سوم

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کے بیان میں ملا محمد مراد کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں میں سے ہیں صادر فرمایا ہے۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت کریمہ:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۠

''حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفّار پر سخت اور آپس میں نہایت ہی مہربان ہیں رکوع و سجود کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے فضل و رضامندی چاہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ تورات اور انجیل میں ان کی یہی تعریف ہے ان کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو بہت پھلی پھولی اور اس کی شاخیں مضبوط اور اس کے تنے اچھے موٹے ہو جائیں جن کو دیکھ کر کسان خوش ہوں اور کفار غصہ میں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمانداروں اور نیکوکاروں کو بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے''۔

تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہ کی کمال مہربانی ومحبت کے ساتھ جوایک دوسرے کے ساتھ رکھتے تھے مدح فرمائی ہے کیونکہ رحیم کا جو رحماء کا واحد ہے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی کمال مہربانی کے ہیں چونکہ صفت مشبّہ استمرار بھی دلالت کرتی ہے۔ اس واسطے چاہیے کہ ان کے ایک دوسرے ساتھ محبت ومہربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی اور آپ کے رحلت فرمانے کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے اور دوامی اور استمراری طور پر ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض وکینہ وحسد وعداوت کا احتمال بھی دائمی طور پر ان کابرین سے دور ہو جب تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اس پسندیدہ صفت سے متصف ہوں جیسے کہ کلمہ وَالَّذِيْنَ...... سے جو عموم اور استغراق کے صیغوں میں سے ہے ظاہر ہوتا ہے تو ان اصحاب بزرگ رضی اللہ عنہم کی نسبت کیا کہا جائے جن میں سے صفت اتم واکمل بطور پر ہوگی۔

اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ

''میری امت میں سے زیادہ رحم کرنے والا میری امت پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا ہے:

لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ۔

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا''

یعنی کمالات کے لوازم جو نبوت میں درکار ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں۔

اگر یہ لوگ ردّی صفتوں سے موصوف ہوں تو پھر یہ لوگ کس طرح امت

میں سے بہتر ہوں گے اور یہ امت کس وجہ سے خیر الامم ہوگی۔

صحبت پاک:

وہ لوگ جو اس امت کے اولیا کی صحبت میں کچھ مدت رہتے ہیں وہ ان رذیلہ صفتوں سے نجات پاجاتے ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے حضرت افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اپنی عمریں صرف کی ہیں اور دین کی تائید اور مدد کے لئے اپنے مالوں اور جانوں کو خرچ کیا ہے کیا ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں اس قسم کی بری خصلتوں کا وہم کیا جائے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ اَصْحَابَهٗ

''جس نے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم نہ کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا''

بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے ساتھ عداوت و کینہ رکھتے تھے۔ تقیہ کرتے تھے، جب تک زندہ رہے، ان میں یہ صفات رہیں...... اس طرح تو اس امت کے بہترین لوگ تمام امتوں سے بدترین بن جاتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نص قرآنی کے بموجب اس امت میں سے بڑھ کر متقی اور اتقی ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے اس امر پر کہ آیت کریمہ ......وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہے اور اتقی سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ رب آپ رضی اللہ عنہ کو خیر الامم کا اتقی فرماتا ہے......ان کی تکفیر تفسیق۔ تقلیل (کافر۔ فاسق۔ گمراہ) کہنا

کس قدر بُرا ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ نے اس آیت سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضلیت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ...... انّ اکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ...... (زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے) کے مطابق اُس امّت میں سے زیادہ بزرگ حق تعالیٰ کے نزدیک اس امّت کا اَتقٰی ہے جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نص قرآنی کی بموجب اس امت کے اَتقٰی ہیں تو چاہیے کہ نص لاحق کے موافق اس امت کے بزرگ تر بھی وہی ہوں۔

افضلیتِ شیخین:

اکابر ائمہ سلف نے جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اصحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ثابت کیا ہے اور حضرت امیر (علی) رضی اللہ عنہ نے بھی حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بزرگ محدثین میں سے ہیں فرمایا ہے کہ اس نقل (روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسّی (۸۰) آدمیوں[1] سے زیادہ نے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے بھی جو اکابر شیعہ میں سے ہے اس نقل کے بموجب حضرات شیخین رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا حکم دیا ہے۔ (عبد الرزاق کا پورا بیان گذشتہ مکتوب شریف میں لکھا ہے)

اگر کسی کو گالی نکالنا خیریت اور عبادت ہوتی تو ابو جہل اور ابولہب کو گالی نکالنا اس امت کا ورد ہوتا۔

سیدنا ذوالنورین کی خلافتؓ:

[1] آدمیوں سے مراد یہاں محدثین ہیں۔

حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے اور اس قرن خیر القرون کے تمام چھوٹے بڑے اور مردوں عورتوں کے اتفاق سے حاصل ہو چکی ہے۔ علماء نے فرمایا ہے جس قدر اتفاق و اجماع حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کیخلافت پر حاصل ہوا ہے حضرت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہ میں سے کسی کی خلافت پر اتنا حاصل نہیں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی خلافت کے ابتداء ہی میں چونکہ ایک قسم کا تردّد تھا اس لئے اس زمانہ کے لوگوں نے اس بارہ میں بڑی احتیاط سے توجہ کی ہے۔

قرآن مجید کے جامع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ عنہم بھی ہیں، اگر یہ مطعون اور ناانصاف ہوں تو پھر قرآن حکیم پر کیا اعتبار رہے گا۔ اور دین کسی چیز پر قائم رہے گا۔

تمام اصحاب رضی اللہ عنہم عدول میں ان کی سنّت سب سچ اور برحق ہے۔ (آگے لڑائی جھگڑوں پر خاموش رہنے کا حکم اور بیان۔ جو گذشتہ صحیفہ شریفہ میں لکھا ہے) اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کو جنت کی بشارت دی گئی ہے بدری اصحاب رضی اللہ عنہم بمطابق قرآن مجید (اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حال پر واقف ہو کر فرمایا کہ جو کچھ چاہو کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے)

اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ "فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی دوزخی نہیں ہوگا۔

بلکہ علماء نے فرمایا ہے قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بہشتی ہیں۔

لایستوی ...... اولٰئِكَ اعظم درجة ...... وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ......

حُسنیٰ سے مراد جنت ہے (خواہ فتح سے پہلے والے ہوں یا بعد والے ہیں) ''جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت کی اُن سے رب راضی ہوا...... الراقم''

سوال: بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اصحاب رضی اللہ عنہم اس طریق پر نہ رہے۔ منصبِ خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کا زبردستی چھین لیا۔ ان کا انحراف کفر و گمراہی تک پہنچ چکا ہے جب ان کے اسلام میں کلام ہے تو صحبت کی کیا فضیلت رہے گی؟

جواب: حضرت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق میں صحیح احادیث جو تواتر معنی کی حد تک پہنچ چکی ہیں جنت کی بشارت آ چکی ہے کفر و گمراہی کا احتمال ان سے دور ہو چکا ہے، حضرات شیخین رضی اللہ عنہم اہل بدر سے بھی ہیں جو صحیح حدیثوں کی رو سے مطلق طور پر بخشے ہوئے ہیں اور بیعت رضوان سے بھی مشرف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں حاضر نہ تھے اُس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بیمار تھیں ان کی بیمار پرسی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مدینہ منورہ چھوڑ آئے تھے اور فرمایا تھا ''جو اہل بدر کو فضیلت حاصل ہوگی تم کو بھی وہی حاصل ہوگی''

بیعت رضوان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو مکہ معظّمہ والوں کے پاس بھیجا تھا۔ اور ان کی طرف سے خود بیعت فرمائی تھی جیسا کہ مشہور ہے۔ قرآن مجید بھی ان کی بزرگی کی شہادت دیتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بلند درجوں کی خبر دیتا ہے۔ جو شخص قرآن و سنت سے آنکھیں بند کر کے ضد و تعصب کرے وہ مبحث سے خارج ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے بیت!

جو مانتا ہی نہیں ہے حدیث اور قرآن
جواب اس کا یہی ہے کہ دو نہ اس کو جواب

ہائے افسوس!

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کفر و گمراہی کا احتمال مقصور ہوتا تو اصحابِ رضی اللہ عنہم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر عادل اور زیادہ ہونے کے ان کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین نہ بناتے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تکذیب میں اس خیر القرون زمانہ کے تنتیس ہزار اصحاب رضی اللہ عنہم کی تکذیب ہے۔

اس بات کو ادنیٰ آدمی بھی پسند نہیں کرتا جب اس زمانہ کے (۳۳) [۱]ہزار حضرات باطل پر جمے ہوں اور گمراہ اور گمراہ کنندہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بتادیں تو اس زمانہ میں کونسی خیریت رہی ہوگی، آگے حدیث فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے...... بے شمار بے حساب صحیح حدیثیں ان کے فضائل و کمالات میں مروی ہیں گذشتہ انبیاء کی کتابوں میں ان کی بلکہ تمام صحابہ کے اوصاف و شمائل کا ذکر آیا ہے۔ تمام امتوں میں سے اس بہتر امت کے سردار اور رئیس بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب ان کو کافر و گمراہ جانیں تو پھر اوروں کا کیا حال ہے آگے آیت کریمہ اور اختتام مباک مکتوب شریف کا......:

مکتوب شریف ۲۵۱۔ دفتر اوّل:

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل حضرت شیخین رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے بعض خاصوں اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم و توقیر۔ ان کے مابین جھگڑوں اور لڑائیوں کو صحیح محمل پر حمل کرنے کے بیان میں مولانا محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صادر فرمایا ہے۔

[۱] اس تعداد میں صرف مدینہ شریف کے حضرات شامل ہیں۔ (الراقم)

گوشِ ہوش سے سنیں:

حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہم مراتب کے اختلاف کے موافق نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ اٹھانے والے..... حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو ہر دو طرف کے بوجھ اٹھانے والے فرمایا ہے۔ ممکن ہے اس اعتبار سے بھی ان کو ذی النورین کہیں۔ (توریت قرآن مجید کے بعد تمام نازل شدہ کتابوں سے بہتر ہے)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت اور ملت (سابقہ) تمام شریعتوں اور ملتوں سے افضل و اکمل ہے..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قدم حضرت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے سر پر ہے اور دوسرا قدم حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے سر پر......

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا نام بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ دل میں گزرا کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہم کے لئے اس مقام کی کیا خصوصیات ہوں گی۔ توجہ تام کے بعد ظاہر ہوا کہ بہشت میں اس امت کا داخل ہونا ان دو بزرگواروں کی رائے اور تجویز پر ہوگا۔ گویا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور لوگوں کے داخل ہونے کی تجویز فرماتے ہیں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں اور ایسا مشہود ہوتا ہے تمام بہشت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گویا ہم خانہ میں اگر فرق ہے تو صرف علو سفل یعنی بلندی اور پستی کا ہے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طفیل اس دولت سے مشرف ہیں اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسرائی یا ہم شہر ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ (حدیث درشانِ عمر پہلے لکھی ہے)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں فرمایا ''آج نو حصے علم فوت ہو گیا'' ''میری مراد اس علم سے علم باللہ ہے نہ علم حیض و نفاس'' (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ:

کی نسبت کیا بیان کیا جائے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ جیسا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت خبر دی ہے۔

حضرت شیخین رضی اللہ عنہم موت کے بعد بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ ان کا حشر بھی یکجا ہو گا۔ پس ان کی افضلیت اقربیت کے باعث ہو گی۔

یہ قلیل البضاعت یعنی بے سروسامان ان کے کمالات کو کیا بیان کرے اور ان کے فضائل کیا ظاہر کرے ذرّے کی کیا طاقت آسمان کی طرف گفتگو کرے۔ اور قطرے کی کیا مجال کہ بحر عمان کی بات زبان پر لائے۔ (واہ۔ مرحبا یا شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ۔ آپ کے علمِ عرفان و تحریر بے مثل کی عظمت کا کیا کہنا! الراقم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے متن ''ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت:

''ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب امت میں سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم''

جنہوں نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے وہ اربابِ سُکر میں

سے ہیں اولیاء اللہ۔

سلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے پس صحو کی نسبت ان میں غالب ہوگی۔ ان کی دعوت اتم ہوگی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان میں ظاہر ہوں گے۔ تمام مشائخ نقشبندیہ اس میں برابر نہیں ہیں...... حضرت مہدی موعود جو ولایت کی اکملیت کے لئے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہوگی۔

قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام کرتا اور عہدہ برا ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امامین رضی اللہ عنہما اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں۔

تمام اصحاب رضی اللہ عنہم بزرگ ہیں سب کو بزرگی سے یاد کرنا چاہیے۔ (صحو بمعنی بیداری۔ ہوشیاری بمطابق فیروز اللغات) جامع خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

> ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا۔ اور میرے لئے اصحاب رضی اللہ عنہ کو پسند کیا اور ان میں سے بعض کو میرے لئے رشتہ دار اور مددگار پسند کیا پس جس نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا اُسے اللہ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ نے ایذا دی۔''

لعنت:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''جس نے میرے اصحاب رضی اللہ عنہم

کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں (آدمیوں) کی لعنت ہے"

ابن عدی نے رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے "میری امت میں برے وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر دلیر ہیں"۔

ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک محمل پر محمول کرنا چاہیے۔ ہواؤ تعصب سے دُور سمجھنا چاہے کیونکہ وہ مخالفین تاویل اور اجتہاد پر مبنی تھی۔ نہ ہوا ہوس پر۔ ان کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے ملامت سے دور ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ شارح مواقف رحمۃ اللہ علیہ آدلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں۔

شیخ ابو شکور سلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہید میں صریح کی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بمع ان کے تمام اصحاب جو ان کے ہمراہ تھے سب خطا پر تھے لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق میں لکھا ہے "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے اجتہاد کے ہوئے ہیں۔ یہ قول اہل سنت کے معتقدات سے ہے۔

شارح مواقف نے جو یہ کہا ہے (ایک جگہ) کہ ہمارے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم اس بات پر ہیں منازعات از روائے اجتہاد کے نہیں ہوئے معلوم نہیں اصحاب رضی اللہ عنہم سے ان کی مراد کون سا گروہ ہے جب کہ اہل سنت اس کے برخلاف حکم دیتے ہیں قوم کی کتابیں خطائے اجتہادی سے بھری پڑی ہیں جیسے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کے حق میں فسق و ضلال جائز نہیں ہے۔

قاضی (عیاض) رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں بیان کیا ہے ترجمہ: "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو یعنی ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم

وعمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو گالی دی اور کہا کہ وہ کفر اور گمراہی پر تھے وہ واجب القتل ہے یا اس کے سوا اور کوئی گالی نکالی تو وہ سخت عذاب کا مستحق ہوا کیونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے کفر پر نہ تھے جیسا کہ بعض غالی رافضیوں کا خیال ہے اور نہ فسق پر تھے ...... جبکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ و حضرت زبیر اور بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم انہی میں سے تھے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جمل کی لڑائی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے خروج سے پہلے تیرہ ہزار مقتولوں کے ساتھ شہید اور قتل ہوئے۔

اور جو بعض فقہا کی عبارتوں میں جس جور کا لفظ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں واقعہ ہوا ہے۔ (معاویہ رضی اللہ عنہ جور کرنے والا امام تھا) اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں وہ خلافت کے حق دار نہ تھے۔ نہ وہ جور جس کا انجام فسق و ضلالت ہے تاکہ اہلسنّت والجماعت کے اقوال کے موافق ہو نیز صاحبِ استقامت حضرات ایسے الفاظ سے پرہیز کرتے ہیں جن سے مقصود کے خلاف وہم پیدا ہو۔ (صواعق میں صحیح ہے)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خطائے منکر کہا ہے انہوں نے زیادتی کی ہے۔ امیر معاویہ کے حق میں

احادیث معتبر وثقات کی اسناد سے مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ ...... وَقِهِ الْعَذَابَ ط

''یا اللہ تو اس کو کتاب وحساب سکھا اور عذاب سے بچا'' دوسری جگہ فرمایا:

''یا اللہ تو اس کو ہادی و مہدی بنا'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہے۔

معلوم ہوتا ہے یہ بات مولانا سے سہو ونسیان کے طور پر سرزد ہوئی ہے نیز مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے انہی ابیات میں نام کی تصریح نہ کر کے کہا ہے کہ وہ صحابی اور ہے اور یہ عبارت بھی ناخوشی سے خبر دیتی ہے۔

اور وہ جو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں نقل کیا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اگر بالفرض اسے صحیح مانا جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے شاگردوں میں سے ہیں اس نقل کے زیادہ مستحق تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو تابعین میں سے ہیں اور اپنے ہم عصر اور علمائے مدینہ منورہ میں زیادہ عالم ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کو قتل کا حکم دیا ہے اور ابوبکر، عمر و عثمان کو گالی کی طرح خیال کیا ہے پس معاویہ رضی اللہ عنہ برائی کے مستحق نہیں ہیں۔

اے بھائی! معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا اس معاملہ میں نہیں ہیں کم و بیش آدھے اصحاب رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں اگر حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق ہوں تو نصف دین سے اعتماد دور ہو جاتا ہے۔ جو ان کی تبلیغ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

اس فتنہ کے برپا ہونے کا منشا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور ان کے قاتلوں سے ان کا قصاص طلب کرنا ہے۔

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم جو اوّل مدینہ شریف سے باہر تھے۔ تاخیرِ قصاص کے باعث نکلے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس امر میں ان کے ساتھ موافقت کی اور جنگ جمل میں تیرہ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم عشرہ مبشرہ میں سے ہیں قتل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے آکر ان کے ساتھ شریک ہو کر جنگ صفین کی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جھگڑا امیر خلافت پر نہیں ہوا۔ بلکہ قصاص کے پورا کرنے کے لئے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتداء میں ہوا ہے۔

شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امرِ خلافت پر جھگڑا نہیں ہوا۔ شیخ ابوشکور سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے

جو بزرگ علمائے حنفیہ میں سے ہیں کہا ہے امرِ خلافت پر جھگڑا ہوا ہے۔

کیونکہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا'' جب تو لوگوں کو مالک بنے تو ان کے ساتھ نرمی کرنا'' شائد اس فرمان (بات) سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا طمع پیدا ہو گیا ہو لیکن وہ اس اجتہاد میں خطا پر تھے۔ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ حق پر۔ کیونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد تھا۔

ان باتوں (دونوں) کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ممکن ہے اس منازعت کا منشا قصاص کی تاخیر ہو اور پھر خلافت کا طمع بھی پیدا ہو گیا ہو اگر اجتہاد خطا پر ہے تو ایک درجہ اور حق والے کے لئے دو درجے بلکہ دس درجے...... بہتر طریق یہ ہے کہ ''اصحاب رضی اللہ عنہم کی لڑائی جھگڑوں سے خاموش رہیں'' پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اِیَّاکُمْ وَمَا سَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ'' ترجمہ'' میرے اصحاب کے درمیان جو جھگڑے ہوئے ہیں اُن سے اپنے آپ کو بچاؤ اللہ سے ڈرو اصحاب رضی اللہ عنہم کو اپنے تیر کا نشانہ بناؤ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے منقول ہے'' یہ وہ خون ہیں اللہ نے جن سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا پس تم اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھتے ہیں۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیے۔

یزید بد بخت فاسقوں کے زُمرے میں ہے۔ اس کی لعنت میں توقف کرنا اہل سنت کے مقرر اصل کے باعث ہے کیونکہ اہل سنت نے معین شخص کے لئے اگرچہ کافر ہو لعنت جائز نہیں کی۔ مگر جب یقیناً معلوم کرلیں کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے۔ حدیث شریف

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔''

حدیث شریف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب فتنے اور بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ کرے گا''۔ پس چاہیے کہ اہل سنت و الجماعت کے معتقدات پر اپنا اعتقاد رکھیں (اسی) فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو۔

مکتوب شریف ۲۶۶ دفتر اوّل

اہل سنت والجماعت پر عنوان بہت طویل اپنے کمالات پر۔ اہل فسلفہ کی مذمت و فقہی احکام پر طریقہ نقشبندیہ کے کمالات پر پیر زادوں، خواجہ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

صحیفہ شریفہ قریباً بیالیس صفحات پر ہے۔ قریباً ۲۱ عقاید اہلسنت بیان فرمائے ہیں یہ بندۂ پر تقصیر و ناتوان صرف چند ارشادات عالیہ متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لکھے گا اور انتہائی کوشش ہو گی کہ جو عبارات حقًّا مقدسہ لکھ چکا دہرائی نہ جائیں:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں...... اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا......اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں......اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

دراصل ان میں نزاع لفظی ہے۔ مذہب اوّل باعتبار ایمان حال کے ہے اور مذہب ثانی باعتبار ایمان انجام اور عاقبت کے ہے۔ لیکن صورت سنّت

سے کنارہ کرنا بہتر اور مناسب ہے۔

اور اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں۔ کرامت کا منکر علم عادی اور ضروری کا منکر ہے۔ نبی کا معجزہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور کرامت نبی کی متابعت کے اقرار کرنے کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ پس معجزہ اور کرامت کے درمیان اشتباہ نہ رہا جیسے کہ منکروں نے گمان کیا ہے۔

عقیدہ ۲۱واں:

اور افضلیت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی تربیت کے موافق ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوئی ہے۔

امام شافعی اور شیخ امام ابوالحسن اشعری، فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ رضی اللہ عنہما

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت و مملکت کے زمانہ میں آپ کے تابعداروں میں سے ایک جم غفیر کے درمیان ثابت بطریق تواتر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام امت میں سے افضل ہیں۔

اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی سے زائد محدثین نے نقل فرمایا ہے۔

توجہ طلب:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح نقل فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں پر فضیلت دیتے ہیں اور جس کو میں پاؤں گا کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کی

سزا بھی وہی ہوگی جو مفتری کی ہوتی ہے۔

امام دارقطنی:

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس کو میں دیکھوں مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جو مفتری کی سزا ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی مثالیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کے سوا اور بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔ جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے۔

(آگے شیعی عظیم عالم عبدالرزاق کا بیان گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے)

صواعق میں ایسی بے شمار روایات ہیں۔ صواعق علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے اکثر اہلسنت اس بات پر ہیں کہ شیخینؓ کے بعد افضل عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡ عَنۡہُ۔

ائمہ اربع مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ توقف جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اس کے بارہ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے توقف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تفصیل کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "یہی درست ہے" اور اسی طرح وہ توقف جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے سمجھا ہے۔ شیخین رضی اللہ عنہم کی تفضیل اور ختنین رضی اللہ عنہ کی محبت سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے...... اس فقیر کے نزدیک اس عبارت کے اختیار کرنے کا محل اور ہے چونکہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فتنہ و فسادیوں میں بہت ظاہر ہو گیا تھا اور اس سبب سے لوگوں کے دلوں میں بہت کدورت آ گئی تھی اس لئے امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو مدنظر رکھ کر ان کے حق میں

محبت کا لفظ اختیار کیا ہے اور ان کی دوستی کو سنت کی علامت سے فرمایا ہے۔

حنفیہ کتب اس مضمون سے بھری ہیں کہ ان کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے..... آگے حدیث شریف ''الله الله فی اصحابی ......

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔

مولانا سعد الدین نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے وہ انصاف سے دور ہے..... کیونکہ علماء کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ اس جگہ افضلیت سے وہ مراد ہے جو اللہ کے نزدیک بکثرت ثواب کے اعتبار سے ہے۔ نہ کہ وہ افضلیت جو فضائل اور مناقب کے بکثرت ظاہر ہونے کے اعتبار سے ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اور جو فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آئے ہیں وہ کسی اور صحابی کی نسبت نہیں آئے''۔ اور باوجود اس امر کے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا حکم کیا ہے پس معلوم ہوا کہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا کچھ اور ہے اور اس افضلیت پر اطلاع پانا دولتِ وحی کے ان مشاہدہ کرنے والوں کو میسّر ہے جنہوں نے صریح طور پر یا قرائن سے معلوم کیا ہے۔ اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں۔ پس یہ جو شارح عقائد نسفی نے کہا ہے کہ اگر مراد افضلیت سے بکثر ثواب ہے تو پھر توقف کے لئے جہت ہے یہ ساقط ہے کیونکہ توقف کی تبھی گنجائش ہوتی ہے جب کہ اس کی افضلیت کو صاحب شریعت کی طرف سے صریح طور پر یا دلالت کے طور پر معلوم کیا ہو اور جب معلوم ہو چکی ہو تو پھر کیوں توقف کریں اور اگر معلوم نہ کیا ہو تو پھر افضلیت کا حکم کیوں کریں۔ اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضلول سمجھے وہ بوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجیب بوالفضول ہے

جو اہل حق رضی اللہ عنہ کے اجماع کو فضول جانتا ہے شاید فضل کا لفظ اسے فضولی کی طرف لے گیا ہے۔

اور یہ جو صاحبِ فتوحات مکیہ نے کہا ہے کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدّت ہے فضیلت میں مساوات پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ خلافت امر دیگر ہے اور افضلیت کی بحث دیگر۔

اس کے اکثر کشفیہ معارف جو اہل سنت کے علوم سے جدا واقع ہوئے ہیں صواب اور بہتری سے دور ہیں۔

آگے بیان مبارک ہے لڑائی جھگڑوں پر اس پر الراقم گذشتہ مکتوبات شریف میں کچھ لکھ چکا ہے۔

تفتازانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی محبت میں افراط کرنے کے باوجود فرمایا ہے" جولڑائی جھگڑے ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کے بارہ نزاع کے باعث نہ تھے بلکہ اجتہاد میں خطا کے سبب تھے"۔

حاشیہ خیالی میں ہے" معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے سرکشی کی۔ باجود یہ کہ وہ مانتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام اہل زمانہ سے افضل ہیں نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے امامت کے زیادہ حقدار ہیں از روئے شبہ کے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا ترک کرتے ہیں۔

اور حاشیہ قرہ کمال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی حالانکہ نہ ہی وہ کافر ہیں اور نہ ہی فاسق کیونکہ ان کے لئے تاویل ہے" اور شک نہیں کہ خطائے اجتہادی ملامت سے دُور ہے۔ طعن و تشنیع ہے مرفوع ہے۔

حضرت خیر البشر وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ التحیات کی محبت کے حقوق کو مدنظر رکھ کر

تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کے باعث ان کو دوست رکھنا چاہیے۔

اس صحیفہ شریفہ کے آخر پر نماز کا نور علیٰ نور بیان ہے کہ نماز کس طرح ادا کی جائے بندہ حقیر نے یہ ذکر خیر (۵) میں لکھا ہے وہاں اسے ضرور پڑھیں کیونکہ نماز اسلام کا اہم تر یک رکن ہے۔

التجا وحرفِ آخر:

یا اللہ! طفیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم اجمعین حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کے مسلمانوں کی مغفرت فرما جو زندہ ہیں تمام کا خاتمہ بالخیر فرما مسلمانانِ عالم پر رحم فرما اور سبھی کے طفیل کاتب الحروف گنہگار کو مع اہل و عیال دنیا و آخرت میں خوشحالی عطا فرما آمین ثم آمین

الصلواۃ والسلام علیك یا رحمته اللعٰلمین ؐ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ صَلواۃٍ وّسلامٍ علیٰ رسولہٖ المُصْطفیٰ و حبیبہٖ المُجْتبیٰ اَللّٰھم ارْحَمْ ابَا بَکْرِ نِ التَّقِي وَ عُمَرِ نِ النّقي وَعثْمَانِ نِ الزَّکِیَ وَ عَلِیًّا نِ الْوَفِیَّ اَسَدِ اللّٰہِ الْمُرْتضٰی وَ فَاطِمَةَ الزَّھْرآءَ وَ خُدِیْجَةَالْکُبْریٰ وَ عَائشَةَ الصِّدِیْقةِ الْحلْیا وَ الْحَسَنَ الرِّضٰی وَالْحُسَیْنَ الشّھیْدَ الْمُجْتبٰی

والشُھَدآءَ انکَرْبَلَا وَالسَّعْدَ وَالسَّعِیْدَ وَالطَّلْحَةَ وَالزُّبَیْراَ وَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَابَاعُبَیْدَةَبْنَ الْجَرَّاحِ الْعَشْرَةَ الْمُبَشَّرِیْنَ وَسَائِرَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ الْخُلفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالیٰ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا وَّاغْفِرْ

اَللّٰهُمَّ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

ورق تمام ہوا مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لئے

(ننگ خلائق واحقر العباد محمد عبدالخالق توکلی غفرلہٗ)

ہمدردانہ التجا

ذکر خیر ۱۳، ۴ کا کے مطالعہ کے علاوہ ذکر خیر 3/1 `3/2 `3/3 کا بھی ضرور مطالعہ فرمایئے۔ اور ذکر خیر (۱) المعروف بہ بے مثل ولادت و سیرتِ طیبہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خیر (۲) سیرت طیبہ امہات المومنین و الدلاد امجاد و جملہ متعلقین کرام رضی اللہ عنہم ذکر خیر (۴) سریت طیبہ امام ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ مع تلخیص بعض عام فہم تبلیغی مکتوبات شریف ذکر خیر (۵) متفرق ہزار ہا اسلامی و دینی معلومات مسائل اور حالاتِ طیبہ اولیا و محدثین علاج امراض جسمانی و روحانی از قرآن و حدیث پر مشتمل کا بھی مطالعہ کرنا نہ بھولئے تاکہ اخروی نجات ملے۔ جزاکم اللہ فی الدارین۔

مؤلف ذکرِ خیر (۱) تا (۵)
محمد عبد الخالق توکلی

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ حنفی میں
ایک نادر و نایاب مجموعہ

مُصنف

ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی المعروف امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد عابد عمران انجم مدنی
فاضل بھیرہ شریف

کرمانوالہ بُک شاپ

دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042 7249 515

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے سلام کیلئے حاضر غلام ہو جائے

مؤلف

امام حسین بن مسعود محی السنہ بغوی
(م ۵۱۰ھ)

مترجم

محمد عابد عمران انجم مدنی فاضل بھیرہ شریف

دوکان نمبر ۲، دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042 7249 515

احادیث مبارکہ کا بیمثال مجموعہ

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا احمد عبد الجواد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اس نے حدیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا،

فِي سُنَنِ الأَقْوَالِ وَالأَفْعَالِ

مُصنّف

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي البرهان فوري المتوفى ٩٧٥ھ

کرمانوالہ بک شاپ